

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ
ہر شے کی ایک چابی ہے اور جنت کی چابی فقر کی محبت ہے

سیرت سُطَّانِے پافو

سُطَّانِ الْفُقَرَاءِ الْكَلْبَلِيْنَ بِابْنِ سَالِكِيْنَ
مَشْهُوْطِ الْبَيْنِ بِجَانِ الْفَقِيْهِ فَاوَانِيْ تَيْنِ فَاوَانِيْ
سُطَّانِ الْعَافِيْنَ حضرت سُطَّانِے پافو دُرُودِ الْغَزْرِ

تالیف
محمد شکیل مصطفیٰ اعوان

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ
(الحديث)

ہر شے کی ایک چابی ہے اور جنت کی چابی فقراء کی محبت ہے

سیرت حضرت سلطان باہو

سلطان الفقراء قطب الدین بادشاہ سالکین

میرزا طابین برهان الدین اولیاء فی عین ذلت بابو

سلطان العارفين حضرت سلطان باہو

تالیف

محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری حشری

زبیہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

تلفن: 042-37246006

شبیر برادرز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الہدایۃ الی سیرۃ النبیؐ

مجلہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہے

سیرت
حضرت سلطان باہو

با اہتمام ملک شبیر حسین

پروف ریڈنگ محمد سلیم گولڑوی (CMT)

بن اشاعت نومبر 2010ء، اڈیشن 1431ھ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کینزنگ واپڈ میسر

سرورق اے ایف ایس اینڈ وٹائر وور
0345-4653373

قیمت 160/- روپے

برادرز
لاہور بازار لاہور

ضروری التماس

کارمین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم ہر جگہ آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو دوبارہ کوآگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ اور وہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انتساب

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی، غوثِ صدانی، شہبازِ لامکانی
غوثِ الاعظم، غوثِ الثقلین

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ

کے نام



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست

۳	انتساب
۷	عرضِ ناشر
۸	ابتدائیہ
۱۱	حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس اللہ سرہ: شخصیت
۱۳	حضرت سلطان باہو کا شجرہ نسب
۱۴	سادات بنی فاطمہ رضی اللہ عنہم اور اعوان
۱۵	اعوان قبائل کی پیش قدمی
۱۷	والدین کریمین
۲۰	حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شور کوٹ واپس
۲۲	حضرت سلطان باہو کے والدین کی وفات اور مزارات
۲۳	حضرت سلطان باہو کی ولادت
۲۳	ابتدائی احوال
۲۵	تعلیم و تربیت
۲۶	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری اور بیعت
۲۹	حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری
۳۲	حضرت شاہ حبیب اللہ قادری کی بارگاہ میں حاضری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۳۶ دوبارہ گھر واپسی
- ۳۸ حضرت سلطان باہو کی آزمائش
- ۴۰ طلب مرشد میں سفرِ دہلی
- ۴۱ کمال فیض کا اظہار عام
- ۴۳ سلطان اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات
- ۴۶ سیرو سیاحت
- ۴۶ حضرت سلطان باہو کا سلسلہ طریقت
- ۴۷ آپ کے خلفاء کرام
- ۴۷ ترک دنیا
- ۵۰ آپ کا اسلوب حیات
- ۵۲ آپ کا علیہ مبارک
- ۵۳ آپ کی ازواج محترمت
- ۵۵ (کرامات)
- ۵۵ برہمن طبیب کا قبول اسلام
- ۵۶ ایک نظر میں لامکاں تک پہنچا دیا
- ۵۷ ایک تنگ دست سید صاحب کی حاجت روایت
- ۶۰ سلطان حمید پر نظر عنایت
- ۶۱ ایک پُر نظر شفقت
- ۶۲ ہندو سنیا سیوں کا مشرف باسلام ہونا
- ۶۳ حضرت سلطان نورنگ کا واقعہ
- ۶۴ برأت عاشقان بر شاخ آہو
- ۶۵ حضرت سلطان باہو اور حضرت شہر شاہ رحمۃ اللہ علیہما

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۶۷ _____ اندر ہو باہر ہو
- ۶۸ _____ حضرت لعل شاہ کا واقعہ
- ۷۱ _____ آپ قدس سرہ کا وصال مبارک
- ۷۲ _____ مزار پر انوار
- ۷۴ _____ حضرت سلطان العارفین کی اولاد
- ۷۵ _____ (حضرات سجادہ نشین)
- ۷۵ _____ حضرت شیخ سلطان نور محمد قدس سرہ
- ۷۷ _____ ولی عہد و سجادہ اول شیخ سلطان ولی محمد قدس سرہ
- ۸۱ _____ سجادہ نشین دوم شیخ سلطان محمد حسین قدس سرہ
- ۸۵ _____ سجادہ نشین سوم شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ
- ۹۹ _____ سجادہ نشین چہارم شیخ سلطان غلام باہو قدس سرہ
- ۱۱۰ _____ سجادہ نشین پنجم شیخ سلطان حافظ صالح محمد قدس سرہ
- ۱۱۱ _____ حضرت سلطان باہو کی تصانیف میں جن بزرگوں کا ذکر ملتا ہے ان کے نام
- ۱۱۱ _____ حضرت سلطان باہو کی تصانیف
- ۱۱۵ _____ رنگ تصوف
- ۲۰۸ _____ بعض وہ احادیث جن سے حضرت سلطان باہو نے اپنی تصنیفات کو مزین فرمایا
- ۲۱۳ _____ بعض ”ابیات باہو“ بطور تبرک مع ترجمہ و شرح
- ۲۲۰ _____ چہل حدیث صحیحہ
- ۲۵۵ _____ مآخذ و مراجع

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عرضِ ناشر

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء

والمرسلين

اللہ رب العزت کا صد ہزار بار شکر کہ اس کی رحمتِ کاملہ اور اس کے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم ایک عرصہ سے دینِ اسلامی کی کتب حتی الامکان بہتر معیار کے ساتھ شائع کر کے اہل ذوق و محبت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

اسی سلسلہ میں ولی کامل سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز کی سوانح و سیرت پر مبنی کتاب

”سیرت حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز“

آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے قلبی مسرت کا احساس ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سعادت بخشی کہ ہر ایک کام اس کی توفیق و طاقت سے پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

ہم آپ کی گراں قدر آراء کی روشنی میں اپنی کتب کو حسن اشاعت اور معیار کی بلندیوں پر لے جانے کے آرزو مند رہتے ہیں۔ سوائے مشوروں سے ہماری رہنمائی فرماتے رہا کریں۔

آپ کے حسنِ طلب اور ذوقِ نظر کو ہمیشہ مد نظر رکھا جائے گا انشاء اللہ

خیر اندیش
ملک شبیر حسین

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ اَجْمَعِیْنَ
قوله تعالى: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ .

”بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ
پرہیزگار ہے۔“

اللہ رب العزت کی ہزار ہا نوازشات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ انبیاء علیہم
السلام کے بعد ہر عہد و زمن میں گمراہ انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنے منتخب و
برگزیدہ بندوں کو اس دنیا میں بھیجتا رہتا ہے یہ اولیاء و صوفیاء صالحین و متقین اس کے
خاص دوست اور پسندیدہ بندے ہوتے ہیں جن پر اللہ رحمن و رحیم کی خصوصی نظر
عنایت ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○
”سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم“

یہ اولیاء کرام و صوفیاء عظام اپنے رب کے عطا کردہ نور سے اس جہان میں
حتی الامکان ظلمتوں کو اجال اجال دیتے ہیں گمراہی و تیرگی کو اپنے حسن علم و عمل
تقویٰ و پرہیزگاری سے جگمگا دیتے ہیں لوگوں کی ظاہری و باطنی تربیت فرماتے
ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تصوف؟

تصوف ایک خالص اسلامی نظریہ ہے (یہ رہبانیت نہیں) اس کا منبع و مآخذ شریعت اور اس کی تعلیمات قطعی اسلامی ہیں، تاریخ گواہ ہے جب ضرورت پڑی انہی اولیاء و صوفیاء رحمۃ اللہ علیہم نے شاہانِ وقت کے سامنے حق و راست گوئی کا علم بلند کیا جبکہ دنیا پرست علماء و فقراء ان کے حضور خوشامد و تعریف میں رطب اللسان رہتے۔

ان نورانی شخصیات نے اپنے کردار و عمل سے ایسے روحانی اور گہرے نقوش لوحِ وقت پر ثبت کیے کہ ماہ و سال و صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کی شخصیت کے اثبات کا رنگ مدہم نہیں پڑا بلکہ گہرا اور مزید بڑھا ہوا۔

یہ اللہ والے سب آسائشیں میں ہونے کے باوجود دنیا اور دنیا کی نعمتوں لذتوں رعنائیوں اور دل کشیوں سے کنارہ کش ہو رفیق و فاقہ تنگدستی و غمت درد و غم اور مصائب و تکالیف کو پسند فرما لیتے، نانِ جویں پہ گزارہ کرتے اور اس طرح نفس و شیطان کو بفضلہ تعالیٰ شکستِ فاش سے دوچار کرتے۔

نفس و شیطان قدم قدم پر ان کے راستے میں آکر انہیں بہکانے کی سعی کرتے لیکن یہ اہل اللہ بعونہ تعالیٰ ان کے ہر وار کو ناکام بنادیتے ہیں جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ عام دنیا دار لوگ اکثر ان کے جالوں اور چالوں میں پھنس کر راہِ راست سے ہٹ جاتے ہیں یہ اولیاء کرام و صوفیاء عظام رحمہم اللہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی درویشی اور فقر کے وارث ہیں اور اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم پاکیزہ زندگیاں روشن مثال ہیں۔

یہ اہل تصوف رحمہم اللہ دین داری، اتباعِ شریعت، خدا ترسی، صبر و رضا اور توکل و قناعت کا عملی نمونہ ہوتے ہیں اور دنیا کو محض لہو و لعب اور متاعِ قلین جانتے ہیں۔
حدیث شریف میں ہے:

كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر السبيل. (مشکوٰۃ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بے شک یہ نفوسِ قدسیہ دنیا میں ایسے ہی رہے کہ خلقِ خدا کو خدا آشنا کرتے رہے، باطل کے اندھیروں میں نورِ حق کے چراغ جلاتے رہے، دکھی اور سسکتی انسانیت کے درد کا چارہ اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے رہے، ان کی زندگیاں خشیتِ الہی، عشقِ الہی، ذکرِ الہی، محبتِ رسول، ورع، خضوع و خشوع، صبر و شکر اور بذلِ اموال سے مزین ہوتی ہیں، ان پاکباز ہستیوں کی روح بشریت کی کدورت سے آزادِ آفتِ نفس سے صاف اور ہوا و حرص سے خالص ہوتی ہے۔

کتاب زیرِ نظر ”سیرت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ“ مجھ عاجز کی اولیں کاوش ہے اور مجھے اپنی علمی بے بضاعتی کا خوب ادراک ہے اس لیے اہل علم و فضل خصوصاً حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد سے کسی بھی کوتاہی اور خامی پر تیرے دل سے معذرت خواہ ہوں اور امید واثق رکھتا ہوں کہ وہ میری کم علمی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی وسیع القلمی اور عالی ظرفی کے باعث درگزر فرمائیں گے۔

آخر میں اپنی شفیق و مہربان والدہ صاحبہ کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحمتِ مجسم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کا سایہ تادیر مجھ پر سلامت رکھے، ان کی دعائیں ہر ہر لمحہ میرے شامل حال ہیں اور انہیں کی دعاؤں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ ہر ناممکن کو (میرے لیے) ممکن کر دیتا ہے۔

يَا رَبِّ الْعِزَّةِ! يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ! اپنے محبوبِ کریم، رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے میری میرے والدین عزیز و اقارب دوست و احباب کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرما اور ہم سب کی اور تمام امتِ مسلمہ کی مغفرت فرما دے! آمین بحق طہ و یسین علیہ السلام!

حاکم فطین

محمد شکیل مصطفیٰ اعوان

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس اللہ سرہ

شخصیت

مجمع قرآن و سنت، زینت ولایت و طریقت، واقف اسرار حقیقت، رفیع المنزلت، مسند نشین اوج معرفت، قبلہ اہل محبت، فانی عین ذات ہو، حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس اللہ سرہ زمرہ اولیاء و صوفیاء رحمہم اللہ میں سے ایک صاحب عظمت و شان و مادر زاد ولی و کامل ہیں۔

آپ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محبت میں سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے جس کا اظہار آپ کے شاعرانہ کلام و نثری کتب میں جا بجا ملتا ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کی محبت بابرکت سے فیض یاب ہو کر مشرب باسلام ہوئے، آپ قدس سرہ لوگوں کو دیانت اور راست بازی کا درس دیتے، آپ کی تمام عمر دینی خدمات سے معمور گزری، آپ نے فقر کا اعلیٰ ترین درجہ پایا۔ آپ کی تعلیمات و افکار آپ کی گراں قدر تصانیف سے آشکارا ہیں، اہل شوق و محبت انہیں حرزِ جاں بنا کر ان سے رموزِ تصوف و طریقت اور سرِ معرفت الہی سے آشنائی حاصل کرتے ہیں، یہ پُر تاثیر کتب راہِ تصوف کے مسافروں کے لیے رہبر و رہنما بلکہ بمنزلہ مرشد ہیں، خزینہ اسرار و معارف ہیں۔

آپ کا فارسی کلام اور خواص و عوام میں مقبول پنجابی کلام ”ابیاتِ باہو“ علم و حکمت سے لبریز ہیں، آپ کا صوفیانہ اسلوب بیان آپ کو دیگر شعراء سے ممتاز کرتا ہے، آپ کا مزار اقدس شور کوٹ، ضلع جھنگ میں عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز اور مرجع

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خلاق ہے۔

نام و نسب اور خاندانی پس منظر

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت بازید محمد (رحمۃ اللہ علیہ) ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی راستی (رحمۃ اللہ علیہا) ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں:

”فقیر باہو ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شورکوٹ“۔ (کلید التوحید)

اور کتاب ”عین الفقر“ میں تحریر فرماتے ہیں:

(فقیر باہو) کی ماں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو! جس نے اس کا نام ”باہو“ رکھا ہے جو کہ ایک ہی نقطہ سے ”یاہو“ ہو جاتا ہے:

رحمت حق بر روانِ راستی

راستی از راستی آ راستی

”راستی کی جان پر اللہ کی رحمت ہو! راستی نے مجھے راستی (سچائی) سے آراستہ کیا“۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ اعوان سے تعلق رکھتے تھے جو خلیفہ چہارم امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک منتہی ہوتا ہے۔

اعوان کون ہیں؟

تحقیقی و تاریخی شواہد کے مطابق: ب سادات خراسان مصائب و حوادثِ زمانہ میں مبتلا تھے اور حفاظتِ ناموس کی خاطر عزلت و تنہائی میں زندگی بسر کر رہے تھے تو اس کٹھن دور میں جناب امیر شاہ ابن امیر قطب شاہ والی ہرات نے ساداتِ بنی فاطمہ (رضی اللہ عنہم) کی دل و جان سے اعانت و مدد کی اور ”اعوان“ کے لقب سے مملقب ہوئے۔

لفظ اعوال، عوام کا جمع، اور عوام کے معنی ہیں: ”مکار و اعانت کرنے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

والا۔ تاریخ سے اسی قدر تحقیق ہوا کہ ”اعوان“ جناب امیر قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہیں حضرت امیر قطب شاہ صاحب کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین امام المؤمنین سیدنا و مرشدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔
صاحب ”مناقب سلطانی“ حضرت شیخ سلطان حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ ”فتاویٰ غیاثی“ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اٹھارہ صاحبزادے تھے:

- | | |
|-------------------|--|
| (۱) حضرت امام حسن | (۲) حضرت امام حسین |
| (۳) حضرت سید محسن | (۴) امیر ابو بکر |
| (۵) امیر عمر | (۶) امیر عثمان |
| (۷) امیر علی | (۸) امیر سعد |
| (۹) امیر سعید | (۱۰) امیر طالب |
| (۱۱) امیر ابراہیم | (۱۲) امیر عقیل |
| (۱۳) امیر زید | (۱۴) امیر عباس |
| (۱۵) امیر طلحہ | (۱۶) امیر عبد اللہ |
| (۱۷) امیر زبیر | (۱۸) امیر محمد الحنفیہ (رضی اللہ عنہم) |

نیز فتاویٰ غیاثی کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ جناب امیر زبیر کی والدہ ماجدہ کا نام ممینہ ہے جو رستم پہلوان کی اولاد سے ہیں اور ”اعوان“ امیر زبیر کی پشت سے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب

حضرت شیخ سلطان باہو قدس اللہ سرہ بن حضرت شیخ سلطان بازید محمد
بن حضرت شیخ سلطان فتح محمد بن شیخ اللہ دتہ
بن شیخ محمد تمیم بن شیخ محمد منان بن شیخ موعلا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بن شیخ محمد سلا بن شیخ محمد بہاری بن شیخ جیمون
بن شیخ محمد ہرگن بن شیخ انور شاہ بن شیخ امیر شاہ
بن شیخ قطب شاہ بن شیخ امان شاہ
بن شیخ سلطان حسین شاہ بن شیخ فیروز شاہ
بن شیخ محمود شاہ بن شیخ فرطک شاہ
بن شیخ نواب شاہ بن شیخ دراب شاہ
بن شیخ ادہم شاہ بن شیخ عبیق شاہ
بن شیخ سکندر شاہ بن شیخ احمد شاہ
بن شیخ حجر شاہ (رحمۃ اللہ علیہم) بن حضرت امیر زبیر بن اسد اللہ الغالب علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہا۔

سادات بنی فاطمہ رضی اللہ عنہم اور اعوان

یہ تو طے شدہ بات ہے کہ اعوان سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل
سے ہیں جب ”سادات بنی فاطمہ“ نے حادثات و تفرقات کے باعث ترک وطن کر
کے ایران اور ترکستان کے مختلف علاقوں میں سکونت اختیار کی تو اس غریب الوطنی میں
جبکہ سادات عظام مشکلات و مصائب جنگی و پریشانی کا شکار تھے قبیلہ اعوان ان کا
معاون و مددگار بنا چونکہ اعوان سادات بنی فاطمہ کے قرابت دار تھے اس لیے ان پر
واجب تھا کہ وہ ان کے رفیق و معین بنیں۔

اعوان جو کہ اصل میں ”ہاشمی علوی“ تھے سادات بنی فاطمہ کی اعانت و مدد کرنے
کے سب ”اعوان“ کہلائے۔

۱۔ **فقہی مسئلہ:** بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے نہ غیر انہیں دے سکتے ہیں نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی۔
کو بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد ہیں
ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم بحوالہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تاریخی حوالوں سے ثابت ہے کہ قبیلہ اعوان نے سادات عظام کی محبت، رفاقت اور ہمدردی کی وجہ سے عرب کو چھوڑا اور مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے پنجاب اور ہند میں آ کر آباد ہو گئے۔

سادات عظام کو تو جاہ و حشمت اور سلطنت و ریاست کی کوئی ہوس نہ تھی بلکہ وہ حسب معمول یادِ الہی میں مشغول رہے لیکن قبیلہ اعوان نے اپنی دلیرانہ روشن جوان کا طرہ امتیاز تھا کے باعث لڑ کر علاقہ ہرات پر قبضہ کر لیا اور جناب قطب شاہ نے تخت ہرات پر وفات پائی۔

جب سادات عظام ہند میں کالا باغ کے پہاڑوں اور پنجاب میں تشریف لائے تو اعوان بدستوران کے رفیق و ہمراہ تھے۔

سادات عظام اپنے صدری علوم اور باطنی اسرار کے سبب دنیاوی شان و شوکت سے بے نیاز اللہ رب العزت کے ذکر میں مشغول مختلف مقامات پر گوشہ نشیب ہوئے چنانچہ اوج شریف میں بخاری، بھوٹ مبارک میں گیلانی، چوہاء سیدن شاہ میں شیرازی، دنداشاہ بلاول میں ہمدانی سادات مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کے لیے سجادہ نشین ہوئے اور اہل اسلام کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ٹھہرے ان نفوسِ قدسیہ سے فیض کے وہ دریا جاری ہوئے جہاں سے آج تک دکھ درد اور رنج و الم کے مارے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اللہ رب العزت نے اس نوری گہرانے کو دونوں جہانوں میں دستگیری کا شرف بخشا ہے یہ سراسر منبع ہدایت ہیں نور کے مینارے ہیں بھٹکے ہوؤں، بہکے ہوؤں کو راہ راست دکھانے والے ہیں۔

اعوان قبائل کی پیش قدمی

اعوان قبائل نے علاقہ کالا باغ پر قبضہ کر کے دریائے اٹک کے مشرقی جانب کا قصد کیا، مشرقی کوستان کے ہندو راجاؤں نے ان کا مقابلہ کیا اور جھجکا، غم، اقدام کر تے

Click For More Books

اپنی ریاستیں قائم کر کے پناہ گاہیں اور مضبوط قلعے بنارکے تھے، جغرافیائی صورت کچھ یوں تھی کہ مغرب میں دریائے جہلم تک، شمال میں دہلی پونٹھوہار جنوب میں چولستان تک جبکہ مشرق میں کوہستان کے پہاڑ کوہ پکھروڈ کوہ سیون کوہ سیکسر کوہ تپاؤ کوہ تاؤع اور کوہ کھون وغیرہ شامل ہیں۔

اعوان قبائل نے ان ہندو راجاؤں سے جنگ کر کے قلیل عرصہ میں انہیں شکستِ فاش سے دوچار کر دیا اور علاقہ مذکور پر قابض ہو گئے۔

ان ہندو راجاؤں کے عہد کی سخت پتھر سے تعمیر شدہ عمارتیں، قلعے، مندر دیوان خانے اور کچھریاں مع چھت موجود تھیں۔

کوہ سیکسر میں انب کوٹ کے مقام پر ایک بلند اور پتھریلے پہاڑ کے قریب نہایت شاندار قلعہ ہے، اس قلعہ کی تعمیر میں جو پتھر ملی سلیں استعمال کی گئی ہیں ان میں ہر سل پانچ مربع گز کی ہے، لوگوں کے نزدیک یہ بات انتہائی دلچسپ بھی ہے اور باعث حیرانی بھی کہ یہ سلیں کیونکر اتنی بلندی پر لے جا کر دیواریں تعمیر کی گئی ہوں گی۔ القصہ اس دور کے آثار و کھنڈرات اب بھی موجود ہیں، یہ علاقہ عہد رفتہ کی کئی داستانیں زبانِ حال سے بیان کرتا ہے۔

اعوان کے مختلف قبائل نے جو انتہائی دین دار مسلمان تھے اپنے گاؤں اور شہر علیحدہ سے آباد کیے، اسی بناء پر اس علاقہ کا نام ”اعوان کار“ مشہور ہو گیا۔

ہندو راجاؤں کی نسل کے باقی لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا، جو پہاڑوں کے دامن میں سکونت پذیر ہو گئے اور مذکورہ بالا حالات و واقعات اپنی زبانی سنایا کرتے، انہوں نے اعوانوں کے غلبہ اور اسلام کی حقانیت اور زور سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

اعوانوں کے قبائل میں اپنے ہاشمی اور علوی نسب کی خصوصیات اور فضائل کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”تمام مرد اور عورتیں نئی بہادر صاحب حیا صاحب وفا امین عہد کے پابند بامروت مہمان نواز خیرات و خرچ کرنے والے حتیٰ کہ اپنا گوشت و پوست بھی مہمان اور مسکین کے لیے صرف کر ڈالنے والے اس قوم کے اعلیٰ و ادنیٰ اکثر خوشحال نہیں ہوتے بلکہ خیر و بھلائی کے کاموں میں مال خرچ کر دینے کے باعث مقروض رہتے ہیں۔“

والدین کریمین

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ کے والد ماجد حافظ قرآن ابتداء ہی سے نیک صالح پابند شریعت اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ دنیاوی معاملات میں بھی مشغول اور علاقہ کوہستان اعوان کار کے صاحب استمرار اور سلطنت دہلی کے منصب دار تھے اور انہیں بادشاہ شاہجہاں کی طرف سے معاش کے لیے دو گاؤں بطور جاگیر عطا کیے ہوئے تھے ایک جاگیر ملتان کے قریب بوسن کی اراضیات سے موسوم تھی اور دوسری جاگیر شورکوٹ کے قلعہ کے نواح میں دھول کوٹ کے نزدیک واقع تھی۔

چونکہ آپ کے کوئی فرزند نہ تھا اس لیے آپ نے حصول اولاد کے لیے وسط یا اخیر عمر میں نیا نکاح کیا حضرت بی بی صاحبہ نیک سیرت صاحب علم عابدہ زاہدہ صالحہ ولیہ عالی خاندان سے اور ہم کفو تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہا کا تقویٰ اور پرہیزگاری حضرت بازید محمد پر اثر انداز ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں محبت الہی ولولہ زن ہوئی سوچا کہ اتنی عمر یونہی ضائع کر دی یہ مردانگی اور مناسب نہیں کہ بیوی تو ایسی صاحب تقویٰ اور خدا دوست ہو اور شوہر غفلت شعار اور معاملات دنیا میں مشغول ہو آخر فیض ازلی نے آپ کی رہنمائی کی ”فَافِرُّوا إِلَى اللَّهِ“ کے موافق تلافی و مافات کے لیے اپنا علاقہ چھوڑ کر ملتان تشریف لے گئے آپ نسلاً بعد نسل رئیس اور شریف تھے اور روزی کمانے کے طور طریقوں سے ناواقف تھے جب ملتان پہنچے تو سلطنت دہلی کے قانون کے تحت دہلی کے گورنر کے حکم پر دہلی کے گورنر کے حکم پر آگیا تھا کہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گیا تھا اس لیے فوراً پہچانے گئے اور آپ کو ناظم ملتان کے پاس پیش کیا گیا۔
جب ملتان کے ناظم نے حضرت بازید محمد کا چہرہ مبارک لباس آلات جنگ اور
سواری کی گھوڑی جس کا نام ”سون پری“ تھا دیکھی تو حقیقت حال دریافت کی لیکن
آپ نے اصل حقیقت کو چھپائے رکھا۔

بالآخر ناظم مذکور نے دو (۲) روپے یومیہ تنخواہ مقرر کی۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تین شرطوں پر ملازمت قبول فرمائی:

(۱) یہ کہ میرا مکان الگ پاک صاف گوشے میں ہو۔

(۲) کسی کو افسر اور خود کو ماتحت یا فرمانبردار نہیں تسلیم کروں گا۔

(۳) کسی بڑے عہدے دار کو سلام نہیں کروں گا۔

چنانچہ آپ کی تینوں شرطیں مان لی گئیں۔

آپ ملتان میں مکان کے اندر ایک گوشے میں ذکر الہی میں مشغول ہو گئے
آخر کار اللہ کے دوست ٹھہرے اور مقرب بارگاہ الہی ہوئے۔

حضرت غوث الثقلین غوث الاعظم قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا قرب واصل صرف ایک قدم میں نصیب ہو سکتا ہے یعنی

دنیا سے قدم اٹھا کر قرب الہی میں رکھنا۔“

پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد ایسا ہوا کہ ملتان کے صوبے دار اور راجہ مروٹ کے

درمیان دریائے ستلج کے مشرقی کنارے اور بیکانیر کے روہی ریگستان کے بارے میں

سخت جھگڑا ہو گیا حتیٰ کہ نوبت لڑائی تک آ پہنچی۔

حضرت بازید محمد قدس سرہ کو علم ہوا تو آپ بدن پر ہتھیار سجائے گھوڑی پر

ضروری اسباب باندھے حاکم ملتان کے پاس تشریف لائے اور راجہ مروٹ کے

ساتھ جنگ کی اجازت طلب کی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کر جنگ کریں گے؟

حضرت بازید محمد قدس سرہ نے مجاہدانہ شان و عظمت کے ساتھ عاجزانہ لہجے میں جواب دیا:

”چونکہ میں اکیلا ہی تنخواہ کھاتا رہا ہوں لہذا اب جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا اکیلا ہی کروں گا‘ اللہ تعالیٰ بلند ہمت لوگوں سے محبت کرتا ہے۔“

آپ کی عالی ہمتی پر مبنی یہ بات سن کر حاضرین دربار مسکرا پڑے۔
حاکم ملتان نے کہا: کوئی مصالقہ نہیں جیسا آپ چاہیں کریں۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ایک شخص جو راستے سے آگاہ ہو میرے ہمراہ کر دیں جو راجہ مروٹ کے دربار تک میری رہنمائی کر سکے۔

چنانچہ حاکم ملتان نے حسب خواہش ایک قابل بھروسہ شخص آپ کے ہمراہ کر دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر روانہ ہوئے جب مروٹ کے قریب پہنچے تو ساتھی کو رخصت کیا اور تنہا شہر کی جانب بڑھے جب دروازے پر پہنچے تو پہرے داروں نے آپ کو ایلچی یا وکیل سمجھ کر کچھ تعرض نہ کیا اور آپ بغیر کسی رکاوٹ کے اندر داخل ہو گئے۔

صاحب ”مناقب سلطانی“ رقمطراز ہیں:

”کہتے ہیں: اس دن آپ (حضرت بازید محمد قدس سرہ) نے توبرہ (وہ تھیلا جس میں گھوڑے کو دانہ کھلاتے ہیں) زین کے قریب (زین کے سامنے کا حصہ جس پر کمان رکھی جاتی ہے) سے لٹکایا ہوا تھا جب کچھری (دربار) میں داخل ہوئے تو گھوڑی کو ایک جگہ کھڑا کیا جو وہیں کھڑی رہی آپ نے تمام حاضرین کے لباس اور ان کی ہیئت کو بنظر غور دیکھا“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جب راجہ کے قریب جا پہنچے اور معلوم کیا (اندازہ ہوا) کہ یہاں سے راجہ پروار ہو سکتا ہے تو شیروں کی طرح تلوار سونت کر گرجے کہ خبردار! میں تمہاری جان کا خواہاں ہوں، آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب پر غالب آئے اور تلوار کے ایک ہی وار سے راجہ مروٹ کا سر کاٹ کر قربوس سے لٹکے ہوئے تو برہ میں رکھ لیا اور گھوڑی پر سوار ہوئے۔

راوی کے مطابق شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے گئے، اللہ قادر و قدیر جو دروازوں کا کھولنے والا اور مہمات کا تکمیل تک پہنچانے والا ہے نے اپنی قدرت کاملہ سے سون پری گھوڑی کو بطور خرق عادت اور ظہور کرامت ایسی توفیق عطاء فرمائی کہ قلعہ کی ایک دیوار پر سے صحیح و سلامت کود گئی، ”إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“۔

اس دوران حاکم ملتان کا لشکر مروٹ کی سمت پیش قدمی کر چکا تھا کہ حضرت بازید محمد قدس سرہ حاکم ملتان کے پاس راجہ مروٹ کا سر لے آئے، ابھی لشکر اور اہل لشکر اٹھائے راہ میں تھے کہ یہ حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا اور اس کی شہرت مضافات کے علاوہ بادشاہِ دہلی شہاب الدین شاہجہاں تک پہنچ گئی۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شور کوٹ واپسی

خاندان کے نمک خوار خدمت گار جو حضرت بازید محمد کی کھوج میں ملتان پہنچے تھے انہوں نے آپ کو پہچان لیا اور بعض نے آپ کے گھر شور کوٹ میں یہ خوش خبری پہنچائی۔

حضرت بی بی صاحبہ کے دو بھائی (حضرت سلطان باہو کے حقیقی ماموں) ملتان آئے اور حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے وطن واپسی کے لیے التجاء کی۔

حضرت بازید محمد نے فرمایا کہ آپ وطن تشریف لے جائیں اور اپنی حقیقی بہن

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بی بی راسی سے استفسار کریں، اگر وہ بھی ایسا ہی چاہتی ہیں تو میں وطن لوٹ جاؤں گا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

جب وطن جا کر بی بی صاحبہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ”یہ سزا الہی ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے شکم میں ”سلطان باہو“ نام فرزند نرینہ ہے جو مادرزاد ولی ہونے والا ہے اور اس کی ولادت اور ظہور علاقہ چناب میں ہوگا، یہ لڑکا تارک الدنیا ہوگا، ہمیں اس کی متابعت میں ترک دنیا کا حکم ہے اور علاقہ مذکور میں سکونت اختیار کرنا ہوگی، پس مجھے اس کے باپ حضرت بازید محمد کے پاس پہنچاؤ۔“

بی بی صاحبہ قدس سرہ کے بھائیوں نے حسب الحکم آپ کو ملتان میں حضرت بازید محمد کی خدمت میں پہنچا دیا۔

حضرت بازید محمد (قدس سرہ) کی تلاش کے لیے سلطنت دہلی کی طرف سے اشتہار جاری ہو چکے تھے جب ملتان میں آپ کی موجودگی کا علم ہوا تو ملتان کے صوبے دار کے نام حکم جاری ہوا کہ بازید محمد کو اس کے علاقہ میں بھیج دو تا کہ وہ سابقہ منصب پر اپنی ذمہ داری نبھائیں۔

حضرت بازید محمد نے عرض کیا کہ اب یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے دنیاوی اشغال کو ترک کر دیا ہے اور باقی ماندہ زندگی یاد الہی میں صرف کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ حکومت اسلامی تھی اس لیے آپ کی عرضداشت منظور کر لی گئی۔ ازاں بعد آپ مع بی بی صاحبہ کے مستطاً شورکوٹ میں رہائش پذیر ہوئے جو بہت متبرک مقام تھا کیونکہ وہاں بزرگوں اور شہیدوں کی زیارت گاہیں اور محاربات بکثرت تھے اور لوگ بھی اہل علم، پابند شریعت اور دیندار تھے۔

حضرت شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ”حضرت شیخ بازید محمد قدس اللہ سرہ کے دست مبارک سے تحریر کردہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قرآن مجید کا ایک قلمی نسخہ شورکوٹ میں شیخ طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے پاس ہے مجھ مسکین (سلطان حامد) نے اس قرآن مجید کی زیارت کی ہے حضرت سلطان بازید محمد حافظ قرآن تھے کیونکہ جو وقوفِ غفران وقوفِ کفران اور مقاماتِ سکتہ کے جو قوانین اور قواعد آپ نے ملحوظ رکھے وہ اعلیٰ درجہ کے قاری اور حافظ کے سوا کوئی نہیں رکھ سکتا۔

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ کے والدین کی وفات اور مزارات

حضرت سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”ہم نے صرف اتنا سنا ہے کہ حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ کے والد بزرگوار حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ خاص شہر شورکوٹ میں واصل بحق ہوئے اس وقت جناب سلطان العارفین باہو ابھی کمسن ہی تھے۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا اپنے خاوند کے وصال کے بعد کافی عرصہ زندہ رہیں چنانچہ جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں حضرت پیر سید عبدالرحمن گیلانی دہلوی (آپ کے مرشد کامل) کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو اس وقت بھی آپ کی والدہ صاحبہ حیات تھیں اور ان دنوں حضرت سلطان باہو کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔

حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف خاص قصبہ شورکوٹ میں شیخ طلحہ کی مسجد معظم میں شیخ طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک میں سے حضرت ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب مدظلہ العالی کے مطابق:

”مغل بادشاہ شاہجہاں کے دور میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو

رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے ایک سال قبل آپ کے والد حافظ بازید محمد

اور آپ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا شورکوٹ نکل ہو کر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وہاں سکونت پذیر ہو گئے آپ کے والد ماجد اور والدہ محترمہ کے مزارات شورکوٹ کے قلعہ کہنہ کے قریب اس وقت شہر کی گنجان آبادی میں مرجع خلافت ہیں۔

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ کی ولادت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ کی ولادت باسعادت صحیح روایت کے مطابق ۱۰۳۹ھ/۱۶۲۹ء میں ہوئی اور یہ مغل بادشاہ شاہجہاں کا دور حکومت تھا۔

اللہ رب العزت کا حضرت بازید محمد اور حضرت بی بی راسی رحمۃ اللہ علیہما جیسی نیک صالح اور مقبول بارگاہ ہستیوں پر خصوصی فضل و کرم ہوا کہ انہیں حضرت سلطان باہو جیسا عظیم فرزند عطاء فرمایا جسے آسمان رشد و ہدایت و تصوف و طریقت پر مہر تاباں بن کر چمکنا تھا، گمراہی کی تاریک راہوں میں بھٹکنے والوں کو راہ راست پر لانا تھا، خدا شناسوں کو خدا شناس کرنا تھا، فیض کے دریا بہانے تھے جن سے تشنہ کاموں نے اپنی پیاس بجھانی تھی اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا انشاء اللہ العزیز۔

اس فرزند باکمال کی خوش خبری قبل از ولادت ہی حضرت بی بی صاحبہ کو ذریعہ الہام مل چکی تھی۔

آپ قدس سرہ کی ولادت باسعادت نے دونوں متقی و پرہیزگار میاں بیوی کو مسرتوں سے نہال کر دیا اور وہ اس نعمت عظیمہ کو پا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائے۔

ابتدائی احوال

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی اللہ ہیں آپ کو فیض انبی حاصل تھا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پرورش ہوئی تھی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیدائشی ولی ہونے کی ایک نمایاں علامت یہ تھی کہ حضرت غوث الاعظم، غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی مثل آپ ماہِ رمضان میں دن کے وقت والدہ صاحبہ کا دودھ نہیں نوش فرماتے تھے بلکہ جب وقت افطار ہوتا اس وقت دودھ پیتے۔

جب آپ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچے اور کبھی گلیوں اور بازاروں میں کھلتے تو ہندو لوگ آپ کے حسین و جمیل نورانی چہرے پر نظر پڑتے ہی بے اختیار کلمہ طیب اور کلمہ شہادت پڑھتے اور دولت ایمان سے مشرف ہو جاتے یہ پریشان کن صورت حال دیکھتے ہوئے شہر کے ہندو جمع ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت بازید محمد قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ

”دایا، وقت بے وقت آپ کے صاحبزادے کو بازار اور گلیوں میں لے جاتی ہے، ان کے جانے کے لیے کوئی وقت معین ہونا چاہیے۔“

حضرت بازید محمد قدس سرہ نے ان لوگوں کی خواہش پر ایسا ہی کیا۔

شہر کے ہندوؤں اور دیگر غیر مسلموں نے اس کام کے لیے نوکر مقرر کر دیئے کہ جب حضرت بازید محمد صاحبزادے کو گھر سے باہر سیر کے لیے لائیں یا صاحبزادہ خود اپنے ارادے سے نکلے تو بازاروں اور گلی کو چوں میں ان کے آنے سے پہلے بلند آواز میں منادی کر دیں۔

جب وہ لوگ منادی کرتے تو ہندو وغیرہ اپنی دکانوں یا مکانوں میں گھس جاتے اور حقیقت یہ ہے کہ ابتداء سے تادم آخر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرامت جس ہندو یا غیر مسلم پر پڑتی وہ صاحب ایمان ہو جاتا۔ گویا:

”نگاہِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں“

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ یہ تمام حضورِ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

معجزات کا پرتو ہیں کہ آپ کی امت کے اولیائے کاملین میں ایسے خوارقِ عادت اور

Click For More Books

اثر ہدایات ہیں۔

تعلیم و تربیت

حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے والد ماجد حضرت سلطان بازید محمد علیہ الرحمہ تو آپ کے بچپن ہی میں وصال فرما گئے تھے لہذا آپ کی تربیت آپ کی والدہ ماجدہ جو کہ خود نیک صالح عبادت گزار صاحب علم ولیہ کاملہ تھیں نے کی۔ آپ بچپن ہی سے تنہائی پسند اور کھیل کود سے دور تھے۔ آپ قدس سرہ نے کسی استاد سے ظاہری علوم کی تحصیل نہیں کی آپ صاحب علم لدنی اور روحانی طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ تھے۔

قرآن و حدیث فقہ و تصوف اور دیگر علوم پر آپ کو جو دسترس حاصل تھی اور جن دقائق اور لطائف کو آپ نے ناصرف بیان کیا بلکہ ان پر اس معیار کی علمی بحث فرمائی کہ ظاہری علوم سے آراستہ اہل عصر بھی عالم حیرت و استعجاب میں کھو جاتے ہیں اس کا ثبوت آپ قدس سرہ کی تصانیف ہیں۔

اور یہ تو طے شدہ حقیقت ہے کہ حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ مادر زاد ولی ہیں ہر یوم واردات و جذبات الہی میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ ان کی کثرت کے باعث ظاہری علم کے حصول کے لیے ہی وقت ہی نہ بچتا۔

آپ قدس سرہ اپنی تصنیف ”عین الفقر“ میں تحریر فرماتے ہیں:
”حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں اتنی ہیں (یعنی) ظاہری علم کسی سے حاصل نہیں کیا۔“

اگرچہ نیست مازِ علم ظاہر
زِ علم باطنی جاں گشتہ ظاہر
(اگرچہ ہمیں ظاہری علم تو نہیں لیکن باطنی علم سے ہماری جان پاک ہو گئی)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری اور بیعت

حضرت شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”میں نے اپنے بزرگوں سے سند بسند سنا ہے کہ جب حضرت سلطان العارفین سن رشد و تمیز یا سن بلوغت کو پہنچے تو ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ قصبہ شورکوٹ کے گرد و نواح میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحب نور صاحب حشمت اور بارعب سوار ظاہر ہوا جس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے بٹھالیا آپ رحمۃ اللہ علیہ ڈرے کانپے اور پوچھا: آپ کون ہیں؟

پہلے توجہ کی اور بعد ازاں فرمایا: ”میں علی ابن ابی طالب ہوں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی:

مجھے کہاں لیے جاتے ہیں؟

فرمایا: حسب الارشاد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نور میں

لیے جاتا ہوں۔

اسی وقت حاضر مجلس سید العالمین کرویا۔

اس وقت جناب صدیق اکبر جناب عمر بن الخطاب اور جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم بھی مجلس اہل بیت میں حاضر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس منور سے اٹھ کر حضرت سلطان باہو سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر مجلس سے رخصت ہوئے بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ بھی جب تینوں اصحاب کبار ملاقات اور توجہ کے بعد تشریف لے گئے تو مجلس میں صرف اہل بیت علیہم الرضوان ہی رہ گئے (حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ) حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب سرور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے۔

چونکہ حضرت امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ ابن ابی طالب میرے پہلے وسیلہ اور اکمل ہادی تھے مگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا:

”میرے ہاتھ پکڑو“

اور مجھے دونوں مبارک ہاتھوں سے بیعت اور تلقین سے سرفراز فرمایا۔

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ اپنی تصانیف میں اکثر مقامات پر فرماتے ہیں:

کامل مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے کہ جب مجھے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)“ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا اور اول و آخر یکساں ہو گیا، یعنی:

النهايت هو الرجوع الى البدايت .

”ابتداء کی طرف لوٹنا ہی نہایت ہے“

کا مرتبہ اور درجہ حاصل ہو گیا، جب میں تلقین سے مشرف ہوا تو حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیٰ لبیہا علیہا السلام نے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے، میں نے سبطین الشریفین، امامین السعیدین حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے قدم مبارک چومے اور اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا۔

بعد ازاں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جناب غوث الاعظم، غوث الثقلین، محبوب سبحانی حضرت پیر دہشگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کے سپرد فرمایا اور حضرت پیر دہشگیر نے سرفرازی کے بعد مجھے خلقت کے ارشاد و تلقین کا حکم فرمایا۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پس اسی دن سے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر انوار الہی اس طرح متجلی ہونا شروع ہوئے کہ کثیر لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے اور ایک ہی قدم پر خدا شناس و خدا رسیدہ کر دیتے۔

سبحان اللہ! اللہ رب العزت اپنے بندوں میں سے جب چاہتا ہے جسے چاہتا ہے اپنے فیض ازیلی سے نوازتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے جسے چاہے اس کے نصیب کر دے بے شک اللہ کریم صاحب فضل عظیم ہے۔

اس حصول عظمت اور فیض یابی کے بعد حضرت سلطان العارفین باہو قدس سرہ لمحہ لمحہ وحدانیت میں مستغرق اور ذات حق کے مشاہدے سے مشرف اور ذات مطلق کے جلال و جمال کے دیدار میں مست و بے خود رہتے اور جب زندہ مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوتے یا اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتے تو:

هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ

پکارتے ہوئے سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند دیدار الہی کے شوق اور عشق و محبت کے کوہ طور پر

رَبِّ ارْنِي أَنْظُرَ إِلَيْكَ .

(اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں)

کہتے اور مشائخ اور اولیاء اللہ سے جذبات عشق الہی میں تجلیات دیدار اور محویت ذات کے لیے التجاء کرتے۔

اگرچہ انبیاء علیہم السلام کے مقامات و مراتب بہت ہی اعلیٰ و ارفع ہیں لیکن اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے احوال بھی کچھ کم نہیں یہ نفوس قدسیہ نبی آخر الزمانؐ ماہ عرب مہر عجم کی کرنیں ہیں۔

اولیاء اللہ کی نسبت خود اللہ رب العزت کا ارشاد پاک ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ (یونس: ۶۳)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”سن لو! بے شک اللہ کے دلیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم“

ہچو موسیٰ مست شود بر طور خویش

رَبِّ اَرِنَسِیْ گوتجلی حق نگر

”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے کوہ طور پر مست ہواور“ رَبِّ اَرِنَسِیْ ”کہہ کر حق کی تجلی دیکھ“۔

حضرت سلطان العارفین باہوقدس اللہ سرہ خود فرماتے ہیں:

”ہم درویشوں کا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی زیادہ ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خاص مقام ”کوہ طور“ تھا جس پر تجلیات کا دیدار کرتے اور ذات حق سے ہم کلام ہوتے لیکن ہم امت مرحومہ کے درویشوں کا ”کوہ طور“ ہمیشہ سینے میں ہے کہ جب کبھی اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسی وقت تجلیات دیدار اور الہامات الہی کے تکلم سے مشرف ہوتے ہیں“۔

حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ مختلف مزارات پر حاضری دیتے ہوئے حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور وہیں تک بحالت مراقبہ بیٹھے رہے اس دوران آپ پر نیند طاری ہوئی اور آپ نے خواب میں حضرت مخدوم پاک کی زیارت کی۔

حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

آپ کی کوئی حاجت ہے تو بیان کریں؟

حضرت سلطان باہوقدس سرہ نے فرمایا:

حضرت! میری کوئی حاجت نہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہمیں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی جانب سے حکم ہوا ہے کہ آپ کی جو ضرورت ہو پوری کی جائے۔

حضرت سلطان باہو نے بصد ادب فرمایا:

حضور! ہماری کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا قدس سرہ نے اصرار کیا تو حضرت سلطان باہو

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مخدوم! اگر اصرار ہے تو اپنے شہر سے کسی پاکیزہ بندے کا بازو عنایت فرمادیں۔

حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

انشاء اللہ تعالیٰ! آپ کی یہ خواہش بہت جلد پوری ہو جائے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جب آنکھ کھلی تو کچھ دیر اضطرابی کیفیت رہی بعد ازاں

حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کیا، مزارِ اقدس سے

رخصت ہوئے، مزارِ اقدس سے رخصت ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جانبِ شمال

روانہ ہوئے۔

جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو دریا کے کنارے وضو کیا اور نماز کی نیت باندھنا

ہی چاہتے تھے کہ جانبِ پشت کسی کی موجودگی کا احساس ہوا، آپ نے پلٹ کر دیکھا

تو ایک خوبصورت ہندو لڑکی کھڑی تھی، آپ نے فوراً نظریں جھکا لیں اور اس نامحرم

خاتون سے پوچھا:

”تم کون ہو اور یہاں کیوں آئی ہو؟“

اس عورت نے جواب میں کہا:

”آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس ہندو لڑکی نے جواب دیا:

”میں ملتان کے ایک ساہوکار کی بیٹی ہوں اور بہت دنوں سے میرے دل میں ایک عجیب سی بے چینی موجود تھی جو مجھے اپنے ہم مذہبوں سے دور کر رہی تھی، مجھے ان کی پوجا کا یہ انداز پسند نہ تھا کہ ایک انسان ہوتے ہوئے پتھر کے مجسموں کے آگے سر جھکاؤں، پھر یہی خلش مجھے غوث الملک حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا (رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار مبارک پر لے گئی اور یہاں میں نے لوگوں کی زبانی سنا کہ غوث الملک کے دربار سے بے شمار لوگ فیض یاب ہو چکے ہیں اور میں بھی اپنے دل میں یہ خواہش لے کر آئی کہ شاید میرا بھی مقدر جاگ جائے۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

”اے خاتون! کہیں ظہر کا وقت ختم نہ ہو جائے اس لیے تم تھوڑی دیر انتظار کرو، میں نماز ظہر ادا کر لوں پھر اس کے بعد تمہاری ذہنی خلش اور اضطراب کا حال سنوں گا۔“

حضرت سلطان باہو نماز ظہر کے لیے کھڑے ہو گئے، ہندو لڑکی انتہائی قریب سے ایک مردِ مؤمن کا اندازِ عبادت دیکھتی رہی، اسے نماز کے رکوع و سجود بہت عجیب معلوم ہوئے، جب حضرت سلطان باہو قدس سرہ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے اس خاتون سے پوچھا:

”تمہاری ذہنی خلش و تڑپ اپنی جگہ پر مگر تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟“

اس ہندو لڑکی نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا:

”میں نے آپ کو غوث الملک حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور پھر جب باہر تشریف لائے تو میں آپ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی مسلمان ہو گئی، مجھے حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے حکم ملا تھا کہ آپ کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کنیز بن جاؤں اور یہی وجہ ہے کہ میں ایک داسی کی طرح اپنے مالک کے پیچھے چل پڑی اور اب ایک داسی اپنے مالک سے اس کے سوا کیا چاہے گی کہ وہ اسے اپنے قدموں میں پڑا رہنے دے۔“

ہندو لڑکی کی گفتگو سن کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر مراقبہ فرمایا اور مراقبے کے دوران آپ کو اپنے الفاظ یاد آ گئے جو آپ نے حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے کہے تھے کہ:

”مخدوم! اگر اصرار ہے تو اپنے شہر سے کسی پاکیزہ بندے کا بازو عنایت فرمادیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ اس ہندو لڑکی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

”جب غوث الملک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حکم ہے تو یہ خادم کیسے ٹال سکتا ہے اور تم اب مطمئن رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں منزل مقصود تک پہنچا دیا ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد اس لڑکی کو کلمہ طیبہ پڑھا کر باقاعدہ طور پر دائرۂ اسلام میں داخل فرمایا اور پھر حکم الہی کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باطنی جذبے سے ارد گرد کے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور ان کی موجودگی میں اس لڑکی سے نکاح کر لیا۔

نکاح کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ شوروکوٹ کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ چونکہ صاحب کشف خاتون تھیں اس لیے پہلے ہی آپ کی ازواج محرمات کو فرما چکی تھیں کہ آج میرا بیٹا تمہاری ایک سوتن لائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لائے اور والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو وہ خفا ہو کر فرمانے لگیں:

”بیٹا! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں زیادہ عورتیں جمع کرنے کے لیے پیدا فرمایا

ہے یا کسی اور کام کے لیے؟“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

آپ فرمائیے! مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کس کام کے لیے پیدا فرمایا ہے؟
والدہ صاحبہ نے فرمایا:

اپنی معرفت کے لیے اور جب تک مرشد نہ پکڑو گے معرفت الہی کا حصول ممکن نہیں ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

مجھے ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے میرے مرشد کامل تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

بیٹا! ظاہری مرشد کے بغیر بندہ خدا رسیدہ نہیں ہوتا، کیا تجھے علم نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل تھا اور آپ علیہ السلام اس مقصد کے لیے کوہ طور پر حاضر ہوا کرتے تھے اور جیسا کہ سورہ کہف میں ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام کو (حضرت خضر علیہ السلام سے) حصول ارشاد اور تلقین کے لیے مجمع البحرین پر جانا پڑا:

”وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ“

(الکہف: ۶۰)

”اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا: میں باز نہ رہوں گا جب

تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

آپ میرے لیے کافی مرشد ہیں۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بیٹا! عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کی اجازت نہیں جیسا کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور بی بی رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیعت اور تلقین نہیں کی۔

عرض کیا: میں کہاں تلاش کروں؟

فرمایا: روئے زمین پر تلاش کرو اشارہ سوئے مشرق تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نو بیاہتا کو بغیر قربت کے والدہ صاحبہ کی خدمت میں چھوڑ کر جانب مشرق عازم سفر ہوئے۔

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ والدہ صاحبہ کی ہدایت کے موافق جستجوئے مرشد کامل میں جانب مشرق چل پڑے دریائے راوی کے کنارے پہنچے تو یہاں حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کی بہت شہرت سی۔ حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب کا مسکن دریائے راوی کے کنارے موضع گڑھ بغداد میں تھا اور آپ کی خدمت عالیہ میں ہمہ وقت خاصی تعداد میں مرید اور عقیدت مند حصول فیض کے لیے موجود ہوتے۔

حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب کی یہ کرامت تھی کہ ان کے ہاں پانی سے بھری ایک دیگ آگ پر دھری رہتی اور جو بھی طالب حق حاضر ہوتا اسے اپنا ہاتھ دیگ میں ڈالنے کا حکم دیتے وہ ہاتھ ڈالتے ہی صاحب کشف و کرامت ہو جاتا۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ یہ کرامت دیکھ کر خاموش بیٹھے رہے بعد ازاں عرض مدعا کیا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا:

”اے درویش! تو نے اپنا ہاتھ دیگ میں کیوں نہیں ڈالا اگر ڈالتے تو مراد کو پالیتے۔“

آپ نے عرض کیا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”میں دیگ میں ہاتھ ڈالنے والوں کے احوال دیکھتا ہوں اس سے میری مراد پوری نہیں ہوتی“

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا:

اے درویش! یہاں ٹھہر کچھ دن مجاہدہ کر مسجد کا پانی بھر۔

حضرت سلطان العارفین نے پانی بھرنے کے لیے مشک طلب کی، لنگر خانے کے خدام نے مشک مہیا کی، آپ دریا سے مشک بھر لائے۔
آپ نے بس ایک ہی مشک بھر کر ڈالی تو حمام بھر گیا اور صحن مسجد بھی دھو ڈالا درویشوں نے یہ منظر دیکھا تو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں تمام حال بیان کر دیا۔

حضرت شاہ صاحب نے سلطان العارفین سے استفسار کیا:

اے درویش! کیا تمہارے پاس دنیاوی مال و متاع ہے؟
عرض کی: ہے!

فرمایا: دوستی ناممکن ہے پہلے مال و متاع سے فراغت حاصل کرو پھر یک طرفہ اختیار کرو۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ یہ حکم سن کر واپس گھر روانہ ہوئے۔

گھر واپس

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے از روئے کشف پہلے ہی آپ کی ازواج کو یہ فرما دیا کہ میرا بیٹا دنیاوی مال و متاع سے نجات حاصل کرنے کے لیے آ رہا ہے تم اپنا زیور اور نقدی وغیرہ کہیں دبا دو تا کہ ضرورت کے وقت کام آ سکے۔
آپ کی تمام ازواج نے حسب الحکم عمل کیا۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ گھر پہنچے تو والدہ ماجدہ نے پوچھا کہ بیٹا! اتنی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عرض کیا: جی مرشد تو ملا ہے اور دنیاوی مال سے نجات حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔
آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا: اگر کچھ مال وغیرہ ہے تو اسے دور کر دو۔
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے شیرخوار صاحبزادے نور محمد گہوارے میں
تھے اور نظر بد سے بچاؤ کے لیے سونے کی انگوٹھی انگلی میں تھی، آپ نے وہ انگوٹھی اتار
کر گھر سے باہر پھینک دی، پھر فرمایا: اگر کچھ اور بھی مال دنیا گھر میں ہے تو مجھے دے
دیں تاکہ وہ بھی پھینک دوں۔

آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا: گھر میں مال کہاں؟
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ابھی مجھے گھر سے مال دنیا کی بو آتی ہے۔
آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا: اگر مال دنیا کی بو آتی ہے تو ڈھونڈ کر نکال لو اور
پھینک دو۔

پس جس جگہ زیور وغیرہ دبایا گیا تھا وہاں سے نکال کر باہر پھینک دیا اور اس کام سے
فارغ ہو کر پھر حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔
حضرت شاہ صاحب نے فرمایا:
”تم نے دنیاوی مال و متاع سے تو نجات پالی اب اپنی عورتوں کا کیا کرو
گے؟ آیا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو گے یا ان کا؟ جا کر انہیں آزاد کرو تاکہ
کامل طور پر راہ حق پر گامزن ہو سکو۔“

دوبارہ گھر واپسی

چنانچہ آپ دیدار ذات کی چاہت و طلب میں مست الست فوراً دوبارہ گھر کی
جانب چلے۔

کیست صائب زہرہ کس را سینہ ہر سنداں زدن
از دود صدا عاشق کیے باک مے آید بردن

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”اے صائب! یہ کس کی جرأت ہے اور کس میں حوصلہ ہے کہ اپنا سینہ
سنداں پر دے مارے دوسو عاشقوں میں سے صرف ایک آدھ ہی ایسا
ولیر نکلتا ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ کو بذریعہ کشف علم ہو گیا کہ باہو ابھی گھر
واپس آ رہا ہے اور اس کا ارادہ کیا ہے پس انہوں نے حضرت باہو کی تمام ازواج کو
مطلع فرما دیا کہ:

”میرا بیٹا تم سے مستقلاً ترک تعلق کرنے کے لیے آ رہا ہے تم خبردار ہو جاؤ
اور دیکھو میری پشت کی جانب بیٹھ جانا، مبادا شوق الہی کے باعث
تمہارے حق میں کوئی کلمہ شرعی (مراد طلاق وغیرہ ہے) زبان سے نکال
بیٹھے۔“

ازواج محترمات حسب ہدایت حضرت بی بی صاحبہ کی پشت کی جانب بیٹھ گئیں۔
اسی اثناء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی جلوہ افروز ہو گئے۔

والدہ صاحبہ نے دریافت فرمایا: کہو بیٹا! اب کیسے آنا ہوا؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصل مدعا عرض کیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا:

”بیٹا! عورتوں کے جو حقوق تمہارے ذمے ہیں جیسے اخراجات وغیرہ وہ
سب تمہیں خدا کے نام پر معاف کرتی ہیں، تم ان حقوق کی ادائیگی سے
بری ہو، تم اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرو حتیٰ کہ جو تمہارے حقوق ان عورتوں
کے ذمے ہیں وہ حسب سابق قائم رہیں گے، اگر تم حصول حق میں
بامراد لوٹ آئے تو بہتر بصورت دیگر تمہیں ان کے حقوق کی ادائیگی کے
لیے آنے کی چنداں ضرورت نہیں۔“

چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں شرع شریف کی محبت و حمایت غایت درجہ
تمنیٰ لہذا والدہ صاحبہ کا فرمان آپ پر کاملاً اثر انداز ہوا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اپنی ازواج کی زبان سے بھی مذکورہ حقوق کی معافی کے بعد آپ پھر حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ صاحب نے تمام احوال سننے کے بعد جائز قرار دیا اور نظرِ کاملہ سے توجہ فرمائی، پھر القائے واردات کے بعد حصولِ مراد کے بارے میں دریافت فرمایا تو حضرت سلطان العارفین باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

”یا شیخ! جو مقامات مجھ پر آج منکشف ہوئے ان سے تو میں اپنے گہوارے میں ہی گزر چکا ہوں۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش

حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب نے سوچا کہ درویش کی اس بات کی آزمائش کرنی چاہیے چنانچہ حقیقت حال جاننے کی غرض سے سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

حضرت سلطان باہو بھی آپ کے پیچھے پرواز کر گئے اور بالآخر کسی علاقہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں حضرت شاہ صاحب کو اس صورت میں پایا کہ ایک ضعیف العمر شخص بیلوں کی جوڑی سے ہل چلا رہا ہے۔

حضرت سلطان العارفین باہو بصورت خرقہ پوشوں کے حاضر خدمت ہو کر عرض کرتے ہیں:

”بابا! آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں؟ آپ آرام فرمائیں میں ہل چلا دیتا ہوں۔“

یہ بات سن کر حضرت شاہ صاحب اصلی صورت میں آئے اور سلطان العارفین بھی پھر دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما اور چل پڑے۔

حضرت شاہ صاحب پھر نظر سے غائب ہو گئے اور ان کے پیچھے سلطان العارفین بھی حتیٰ کہ آپ نے حضرت شاہ صاحب کو ہندوؤں کے ایک شہر میں دیکھا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہ حضرت شاہ صاحب ایک عمر رسیدہ برہمن کی صورت ہاتھ میں زعفران وغیرہ رنگ کا برتن لیے بازار میں ہندوؤں کو تلک لگا رہے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر حضرت سلطان باہو بھی نوجوان ہندو کی مثل ایک دکان پر بیٹھ گئے جب حضرت شاہ صاحب اس جگہ سے گزرے تو حضرت سلطان باہو نے عرض کیا: ”بابا! میری پیشانی پر بھی تلک لگاتے جانا۔“

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حقیقت حال سے آگاہ ہو کر صورتِ اصلی پر آئے اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ تھام کر چل دیئے۔

تیسری مرتبہ پھر حضرت شاہ صاحب نظر سے غائب ہو گئے تو حضرت سلطان باہو بھی آپ کے پیچھے ہو لیے اب کی بار حضرت شاہ صاحب کو ایک اسلامی شہر کے کونے میں ایک غیر معروف مسجد میں بچوں کو قرآن مجید کے قاعدہ کی تعلیم دیتے ہوئے دیکھا۔

حضرت سلطان باہو بھی ایک کم عمر بچے کی صورت میں قاعدہ ہاتھ میں لیے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب تین مرتبہ آزمائش کر چکے تو حضرت سلطان باہو کا ہاتھ تھام کر اپنے مسکن گڑھ بغداد میں تشریف لائے اور فرمایا:

”اے درویش! جس نعمت کے تم مستحق ہو وہ ہمارے امکان سے باہر ہے البتہ ہم تمہاری رہنمائی کرتے ہیں اور جہاں تمہارا نصیب ہے ہم نشان دہی کیے دیتے ہیں تم وہاں سے اپنا نصیب حاصل کر لو۔“

پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ ”تم میرے شیخ، سید السادات حضرت پیر سید عبدالرحمن قادری گیلانی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو جو بظاہر شاہی منصب دار ہیں۔“

طلب مرشد میں سفرِ دہلی

حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی اور ہدایت کے تحت حضرت سلطان باہو تلاش حق میں ”فَقَرُّوْا اِلٰی اللّٰہِ“ کے بموجب دہلی روانہ ہو گئے، سلطان حمید بھکر والے آپ کے ہمراہ تھے کہ راہ میں ایک مجذوب مست المست کسی جانب سے ظاہر ہوا اور سلطان حمید کی پشت پر ایک لکڑی سے ضرب لگائی جس سے سلطان حمید بے ہوش ہو کر گر پڑے وہ مجذوب دوسری ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ حضرت سلطان العارفین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا:

”صاحب! ہم درویش اہل صحو اور اہل سنت و جماعت ہیں بس کریں“

وہ مجذوب مست باز آیا اور ایک طرف کو چل دیا۔

حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے سلطان حمید پر توجہ فرمائی اور انہیں سکرے صحو میں لائے اور فرمایا:

”اے حمید! اگر ہمیں خبر نہ ہوتی اور وہ مست مجذوب لکڑی کی دوسری ضرب مار بیٹھتا تو ہم بھی تمہیں مستی سے ہوش میں نہ لا سکتے۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے قریب پہنچ گئے ادھر سے سید السادات حضرت پیر سید عبدالرحمن گیلانی قادری دہلوی قدس اللہ سرہ نے ایک درویش کو یہ حکم فرما کر روانہ کیا:

”فلاں رستے سے اس شکل و صورت کا ایک درویش آ رہا ہے اے فوراً ہمارے پاس لے آؤ۔“

وہ درویش حسب الحکم روانہ ہوا اور حضرت پیر صاحب کے بتلائے ہوئے راستے پر حضرت سلطان العارفین کا بعد ادب استقبال کیا، حضرت سلطان العارفین سلطان باہو اس درویش کی معیت میں حضرت پیر صاحب قدس اللہ سرہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اے لقائے تو جواب ہر سوال

مشکل از تو حل شو بے قیل و قال

”اے کہ تیرا دیدار ہر سوال کا جواب ہے، تجھ سے بغیر کسی قیل و قال کے مشکل حل ہوتی ہے۔“

پس حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنا نصیب ازلی ایک قدم اور ایک
 ہی لمحہ میں پالیا جس شے کی طلب تھی جو آرزو تھی وہ گوہر مقصود حاصل ہو گیا۔
 حضرت پیر صاحب نے آپ کو اسی وقت رخصت کر دیا۔

کمال فیض کا اظہارِ عام

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ کمالِ فیض سے مستفیض، نعمت اور فیض گستری کے جذبات سے لبریز دہلی کے بازاروں اور گلی کوچوں میں گشت کرتے ہوئے کیا خاص کیا عام سب پر توجہ فرمانے لگے۔

اس توجہ فرمانے کا خاص اثر ہوا، بندگانِ خدا فیضِ عام حاصل کرنے لگے اور لوگوں کا ہجوم اس قدر کہ راستے بند ہو گئے، شہر میں آپ کا آوازہ بلند ہوا، اس فیضِ عام کا جہ چاہر طرف ہونے لگا۔

بعض درویشوں نے اس صورتِ حال کا مشاہدہ کیا اور تمام واقعہ حضرت سید السادات پیر سید عبدالرحمن گیلانی قادری دہلوی قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ ایک ولی اللہ دہلی کے بازاروں اور گلی کوچوں میں گھومتا ہے اور لوگوں کو نظر توجہ سے فیض یاب کرتا ہے۔

حضرت پیر صاحب نے فرمایا:

”ایک مطمئن کہہ کر، ”ہاں“ میں نے کہا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے؟“

درویشوں نے جو جا کر دیکھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہ تو وہی درویش ہے جسے آج ہی حضرت سید السادات پیر صاحب نے دولت بیعت و تلقین سے سرفراز فرمایا ہے۔
درویشوں نے واپس جا کر تمام رواد حضرت پیر صاحب کے گوش گزار کی۔
حضرت پیر صاحب قدس سرہ حقیقت حال جان کر رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:
”اس درویش کو فوراً ہمارے پاس لاؤ۔“

جب حضرت سلطان باہو قدس سرہ حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت پیر صاحب نے خفگی سے فرمایا:
”اے درویش! ہم نے تجھے خاص نعمت عطا کی اور تو نے یہ خاص نعمت عام کر دی۔“

آپ قدس سرہ نے عرض کیا:

”یا سیدی! جب کوئی بوڑھی عورت تو خریدتی ہے تو اسے ٹھوک بجا کر دیکھتی ہے کہ کیسا کام دے گا آیا درست ہے یا نہیں اور جب کوئی لڑکا لکڑی کی کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھتا ہے کہ اس میں لچک کافی ہے یا نہیں سو میں نے آپ سے نعمت عظمیٰ پائی اور میں بھی اس کی آزمائش کر رہا تھا کہ مجھے آپ سے کس قدر نعمت عطا ہوئی اور اس کی حقیقت و کیفیت کیا ہے؟“

حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے مزید عرض کیا:

”پس جس طرح حضور سید الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے مجھے حکم ہوا تھا کہ خلق خدا پر توجہ کر اس طرح آپ کا بھی ارشاد تھا کہ اسے آزماؤ اور فیض کو عام کرو ان شاء اللہ العزیز قیامت تک یہ نعمت ترقی پر ہوگی۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ کو اپنے مرشد کامل حضرت پیر سید عبدالرحمن قادری دہلوی قدس سرہ سے اس وقت مزید نوازشات اور بے اندازہ ارشاد کا حصول ہوا۔

سلطان اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات

چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر فیض رسانی کے جذبات غایت درجہ غالب تھے اس لیے آپ پھر بازار آئے جمعہ کا دن تھا اور نماز جمعہ کا وقت سلطان اورنگ زیب عالمگیر ارکان سلطنت کے ہمراہ جامع مسجد دہلی میں حاضر تھا مسجد میں لوگوں کا اڑدھام تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی اس بناء پر حضرت سلطان العارفين قدس سرہ سب سے آخر میں جوتیوں دہلی جگہ میں کھڑے ہو گئے اور جب آپ نے توجہ فرمائی تو تمام مسجد میں شور ہوا اور لوگوں پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی البتہ تین شخص یعنی سلطان اورنگ زیب قاضی اور کو تو ال شہر جذبہ کی تاثیر اور نگاہ کے اثر سے محروم و مجبور رہے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہو کر عرض کی:

”اے ولی اللہ! اے مردِ خدا! ہمارا گناہ اور تقصیر کیا ہے کہ ہمیں اس نعمت سے محروم رکھا اور توجہ نہ فرمائی؟“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”ہم نے تو سب پر یکساں توجہ کی تھی مگر چونکہ تمہارے دل سخت تھے اس لیے تم پر اثر نہ ہوا۔“

سلطان اورنگ زیب عالمگیر نے پھر دست بستہ نظر توجہ کے لیے التجاء کی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”تم اور تمہاری اولاد ہماری اولاد اور پس ماندگان کے لیے دنیاوی مال و متاع کی مروت نہ کریں اور نہ ہمارے مسکن پر آئیں تاکہ ہمارے دنیاوی اموال ہمارے اہل و عیال اور متعلقین میں جھگڑے اور فساد کا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

باعث نہ بن جائیں اور وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان اورنگ زیب عالمگیر سے یہ اقرار لے کر ان پر خصوصی توجہ فرمائی اور فیض خاص سے بہرہ مند کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں سے جیسے ہی چلنے کا قصد کیا سلطان اورنگ زیب عالمگیر نے کسی یادگار کے لیے درخواست کی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جگہ کھڑے کھڑے کتاب ”اورنگ شاہی“ تالیف فرمائی جسے شاہی تحریر نویسوں نے فوراً قلم بند کر لیا اور اس ارشاد نامہ کو بطور یادگار محفوظ کر لیا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے لوٹ آئے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کتاب ”اورنگ شاہی“ میں فرماتے ہیں:

”مراتب بے شمار لاحد ولا تعداد حضرت محی الدین راسخ الدین عادل

بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ) کو حاصل ہے جو ہر طریقت

سے واقف باعیان ناظر خلق اللہ کے لیے فیض بخش ہے اور جس نے

رب الارباب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ہر کتاب سے اسم ”اللہ“ کا

حصہ اور کلام کا جواب باصواب حاصل کیا ہے (کے لیے یہ رسالہ تحریر کیا

گیا ہے) یہ رسالہ قطب المعظم اسم مسمیٰ کا معما کھولنے والا علماء فقراء و

اولیاء کی کسوٹی ہے بحر العالمین ہے جس سے تصرف کو نین حاصل ہوتا ہے

کہ سنگ پارس کی مانند طالب کاذب کے وجود کو زیر سرخ بنا دیتا ہے

اور طالب صادق کو حضوری میں پہنچا دیتا ہے جو کوئی اس تمام تحریر کو پڑھتا

ہے اس پڑھنے والے کو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے مطلب تمامیت کو پہنچا

دیتا ہے وہ دنیا و آخرت میں لایحتاج ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطالعہ فرض

عین اور ضروری ہے کیونکہ یہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

پہنچا دیتا ہے اور رسالہ کا نام ”اورنگ شاہی“ رکھا گیا ہے اور اسے حضور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نما توحید الہی کا خطاب دیا گیا ہے۔

پس جو کوئی اسے اخلاص سے پڑھے گا اسے ظاہری مرشد کی حاجت نہیں رہے گی کہ اس کا مطالعہ ہمیشہ کے لیے مطالعہ کرنے والے پر علم لوح محفوظ کھول دیتا ہے اس سے وہ راہ ہاتھ آتی ہے جس سے جہاں چاہے وہ اپنی دید کو باتوفیق پہنچا سکتا ہے۔

اے میرے عزیز! یہ طریقہ علم لطیف اللہ کا ہے جس میں قرب پروردگار سے فوری حضوری لطیفہ غیب الغیب سے (وجود میں) ظاہر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ مطالب کے مطابق بے آواز الہام ہوتا ہے شرط یہ ہے کہ طالب کو چشم بینا حاصل ہو وہ اہل نفاق، نایبنا اور کینہ پرور نہ ہو۔

نیز:

”اے میرے عزیز! یہ ایسی راہ ہے کہ اول اس میں ہر چہار پرندے لے یعنی حرص کا کوا، شہوت کا مرغ، زینت کا مور اور ہوا کا کبوتر اور تصور اسم اللہ ذات سے ان کو ذبح کر لے بعد ازاں فقر معرفت خدا میں قدم رکھ جب یہ چاروں پرندے کشتہ ہو جائیں گے تب حواس ظاہری بند ہو کر باطنی حواس کھل جائیں گے جو حق کو حق تک پہنچا دیتے ہیں اور باطل کو باطل کر دیتے ہیں“ (اورنگ شاہی)

روایت کے مطابق شاہ اورنگ زیب عالمگیر سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات دوبار گڑھ مہاراجہ میں اور ایک بار جامع مسجد دہلی میں ہوئی۔
”حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے متعلق فرمایا:

قاتل الکفار اصحابش نبی

دین محمد شوی قوی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شاہ اورنگ زیب غازی بادشاہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ کفار کا قاتل اور
دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پکا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

سیر و سیاحت

حضرت ڈاکٹر سلطان الطاف علی قادری سروری مدظلہ العالی کے مطابق:
”حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ“ حضرت پیر سید عبدالرحمن گیلانی
قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی میں ظاہری بیعت کے بعد سندھ،
بغداد، مصر، شام، روم، عرب اور کابل کی سیاحت فرماتے رہے اور اس
مسافرت اور سیاحت کے دوران ہزار ہا بندگانِ خدا کو بیعت فرمایا، بعض
مریدین کو خلافت بھی عطا کی اسی سفر کے دوران آپ نے حج اور
زیارت روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کیا۔“

حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا سلسلہ طریقت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ مرشدی اس طرح

ہے:

حضرت سلطان باہو مرید حضرت سید عبدالرحمن گیلانی قادری دہلوی مرید
حضرت سید عبدالجلیل مرید حضرت سید عبدالبقاء مرید حضرت سید عبدالستار مرید حضرت
عبدالفتاح مرید حضرت شیخ نجم الدین (برہان پوری) مرید حضرت شیخ محمد صادق یحییٰ
مرید حضرت شیخ عبدالجبار مرید حضرت شیخ سید عبدالرزاق مرید حضرت شیخ سید
عبدالقادر جیلانی (غوث الاعظم) مرید حضرت شیخ ابوسعید مخزومی مرید حضرت شیخ
ابوالحسن قرشی مرید حضرت خواجہ ابوالفرح یوسف طرطوسی مرید حضرت خواجہ عبدالواحد
تمیمی مرید حضرت شیخ ابوبکر شبلی مرید حضرت خواجہ جنید بغدادی مرید حضرت شیخ سری
سقطی مرید حضرت امام معروف کرخی مرید حضرت خواجہ داؤد طائی مرید حضرت خواجہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ خلیفہ حضور سید الغلمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ قدس سرہ کے خلفاء کرام

آپ قدس سرہ نے اپنے مریدین میں سے جن کو خلافت سے سرفراز فرمایا ان میں نمایاں حضرات یہ ہیں:

(۱) حضرت موسیٰ (یا محسن) شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت سلطان نورنگ کھیتراں رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت ملا معالی بلوچستان رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ترک دنیا

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ کے اشعار سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی مانند شغل کو پسند نہیں فرماتے تھے آپ نے اپنی تمام عمر مبارک میں کسی دنیاوی معاملہ و تعلق اور شغل سے اپنے دست مبارک کو آلودہ نہیں کیا ہاں صرف دو دفعہ بیل لے کر اپنے ہاتھ سے ہل چلایا اور کھیتی باڑی کی لیکن دونوں مرتبہ ہی جذبات عشق الہی کے باعث بیلوں کو ہل سمیت کنوئیں پر چھوڑا اور خود تجلیات اور مکاشفات کے دیدار سے بے خود ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں کی سیر کو نکل گئے بیل اور سامان زراعت کسی کے سپرد نہیں کیا بلکہ جو کچھ جس کے ہاتھ آیا لے گیا۔ خود فرماتے ہیں:

”میں اس جہان کی جو کی روٹی کھاتا ہوں اور کام اُس جہان کا کرتا ہوں

جیسا کہ اونٹ کا نٹ کھاتا ہے اور بوجھ اٹھاتا ہے۔“

نامست مگر دی کلشی بارِ غم عشق

آرے آرے شتر مست کشد باہر گراں را

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(جب تک تو مست نہ ہوگا عشق کے غم کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا) ہاں ہاں
مست اونٹ بھاری بوجھ اٹھاتا ہے)

مزید فرماتے ہیں:

”اگر دنیا اچھی (یعنی کچھ قدر قیمت والی) چیز ہوتی تو حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم اسے قبول اور اختیار فرماتے“
حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ اپنی تصانیف میں تین
رہزنوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں طلاق دیتے ہیں یہ تین رہزن یعنی نفس، شیطان اور
دنیا ہیں نیز فرماتے ہیں:

”اگر فرعون بھوکا ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا اور اگر یزید بھوکا ہوتا تو سید
الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار نہ کرتا۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں ترک دنیا کا عموماً ذکر فرماتے ہیں اور
حضرت ابراہیم ادہم اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہما کی مثال دیتے ہیں اور جس
طرح ان دونوں نے دنیا کو ترک کیا اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پسند فرمایا۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بزرگوں نے فقر اور دولت مندی
کے حوالے سے بہت تحقیق فرمائی ہے، بعض فرماتے ہیں کہ دولت مندی فقر سے بہتر
ہے کیونکہ اس سے دل کو فراغت ہوتی ہے اہل دنیا کی نگاہوں میں معزز اور صاحب
وقعت ہوتا ہے اس کے علاوہ بہت سے دیگر فوائد بیان کیے ہیں لیکن بعض کی رائے
اس کے متضاد ہے ان کا نکتہ نظریہ ہے کہ فقر دولت مندی سے بہتر ہے اس لیے کہ
انبیاء علیہم السلام نے فقر کو اختیار فرمایا حتیٰ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی صوف کا
لباس زیب تن فرماتے اور جو کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود
دنیاوی جاہ و جلال و سلطنت کی وجہ سے ایک ہزار برس تک باب جنت پر داخلے کے
لیے منتظر کھڑے رہیں گے اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد جنت میں داخل

ہوں گے۔

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کہ جس ہستی کامل کے سرِ اقدس پر ”لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ أَفْلَاكَ“ کا تاجِ عظمت ہو اور جس کے جسمِ اطہر پر ”لَوْلَاكَ لَمَّا أَظْهَرْتُ الرُّبُوبِيَّةَ“ کی قبا ہو اور جس کے مبارک شانوں پر ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کی چادر ہو اور جس کی شان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہو: ”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“ اس کی ذاتِ اقدس و اطہر پر بے عدد و بے شمار درود و سلام ہوں کہ وہ اس دنیا کے اس قدر ظلم و ستم اور رنج و مصائب سے زہد کمائے دنیا کو ترک اور فقر کو اختیار فرمائے۔

ایک دن حضور پر نور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ذکر کیا گیا کہ عموماً حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہمراہ ہمہ وقت ستر ہزار اونٹ سونے کے لدے ہوئے رہتے تھے جن سے رعایا کو عطا فرماتے کہ ملک آباد ہو یہ سماعت فرما کر حضور نبی کریم رُوف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک میں ملال آیا فوراً جناب جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بارگاہِ رب العزت سے حکم ہوتا ہے کہ سلیمان (علیہ السلام) کے ساتھ ستر ہزار اونٹ سونے کے لدے ہوئے رہتے تھے ہم مدینہ منورہ کے دائیں بائیں کے دو پہاڑوں کو خالص سونا بنا کر حکم دیتے ہیں کہ جدھر آپ چاہیں یہ آپ کے ساتھ ساتھ چلیں جس قدر چاہیں صرف کریں ان میں کمی نہ آئے گی“

حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غلبہٴ عشقِ الہی سے اشکبار ہو کر فرمایا:

”میں تو اللہ کریم سے متواتر دو روز گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز مجھے پیٹ بھر کھانا دے تاکہ میں کھا کر شکر کروں اور شاکروں کا درجہ پاؤں اور دوسرے روز مجھے بھوکا رکھے تاکہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بھوک میں صبر کر کے صابروں کا درجہ پاؤں۔“

و شد من شغب احشاء و طوی

تحت الحجارة كشحا متر ف الادم

”اور اس ذاتِ اقدس نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے شکم مبارک کو کس کر باندھا اور اپنے نرم و نازک اور ناز پروردہ پہلوئے مبارک پر پتھر باندھ لیا۔“

ور اودته الجبال الشم من ذهب

عن نفسه فاراها ايما شمم

”سونے کے بلند و بالا پہاڑوں نے حاضر ہو کر حضورِ اقدس کو اپنی جانب مائل اور متوجہ کرنے کی بہت کوشش کی مگر حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقابل اپنی ہمتِ بلند اور کمالِ استغناء کا مظاہرہ فرمایا اور ان کی پیشکش کو شرفِ قبول نہیں بخشا۔“

واكدت زهده فيها ضرورته

ان الضرورة لا تعدوا على العصم

”اور دنیاوی احتیاج نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد (منازع دنیا سے بے رغبتی) کو اور بھی زیادہ مستحکم کر دیا بلاشبہ ضرورتیں اور حاجتیں عصمتِ انبیاء (معصومین) علیہم السلام پر غالب آ ہی نہیں سکتیں“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اُسلوبِ حیات

حضرت شیخ سلطان حامد قدس اللہ سرہ تحریر فرماتے ہیں:

”ہم نے جو کچھ اپنے بزرگوں کی زبانی سنا اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی مصنفہ کتب سے معلوم ہوا اور قرب و جوار کے بزرگوں کی سرگزشت سے مفہوم پایا نیز قرآن سے معلوم ہوا ان سے قطعی طور پر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ثابت نہیں ہوا کہ آپ قدس سرہ نے روزی کی خاطر کوئی دنیاوی شغل کیا ہو صرف اسی قدر ہوا کہ آپ نے کھتی باڑی کے ارادہ سے دو دفعہ تیل خرید کر کھتی باڑی شروع کی لیکن ابھی فصل پکنے نہ پائی تھی کہ اسی حالت میں چھوڑ کر آپ نکل جاتے چنانچہ تیل بھی جو چاہتا لے جاتا کسی کے سپرد نہ کرتے اور جذبات الہی میں ادھر ادھر کی سیر کو چل دیتے آپ مع اہل و العیال اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان بابا ہو قدس سرہ فرمایا کرتے:

”قاذ کی رات فقیر کے لیے معراج کی رات ہوتی ہے قاذ کی رات فقیر کو اللہ تعالیٰ کا وصال ہوتا ہے۔“

حرید تحریر فرماتے ہیں:

”اگرچہ منگل بادشاہوں کی طرف سے شاہ جہان کے عہد سے دریائے چناب کے کنارے صوبہ ملتان میں شورکوٹ کے پرگنہ سے متعلق ایک وسیع جاگیر جس میں اینٹوں سے تعمیر شدہ قلعہ بھی شامل تھا اور جس میں کئی آباد کوئیں جاری تھے اور ہزار ہیکھ بارانی زمین شامل تھی ملی ہوئی تھی“

نیز بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ پچاس ہزار ہیکھ سے زیادہ زمین اس جاگیر میں تھی لیکن حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس جاگیر کی مطلق پروانہ کی اور محض خیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا اور تارک و فارغ رہے۔“

(واللہ اعلم)

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور رسول رحمت نبی و معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ ذی شان:

الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِنِّي ۔

”فقر میرا فقر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے رنگ میں کامل طور پر رنگے ہوئے تھے۔

آپ قدس سرہ کا حلیہ مبارک

شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

”اس بات کا یقین کرنا چاہیے کہ جو کچھ اس مسکین (سلطان حامد) نے اپنے بزرگوں سے تحقیق کیا ہے وہ بالکل سچ ہے نیز اہل مراقبہ اور اہل کشف سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت شیخ سلطان باہو قدس سرہ کا سر مبارک متوسط درجہ کا گول نہ بہت بڑا نہ چھوٹا تھا، اکثر سر کے بال منڈوا دیا کرتے، آپ کی پیشانی فراخ، پلکیں اور بھنویں گھنی بڑی بڑی، موٹی اور چمکدار تھیں، آنکھیں سیاہ اور سفیدی میں سرخ رگیں بکثرت تھیں بلکہ بسبب جلال مست تھیں، ناک مبارک بلند خوبصورت اور ستواں تھی، رخسار پر گوشت موزوں نہ بالکل گول نہ اندر کودھنے ہوئے بلکہ متوسط درجے کے تھے، ٹھوڑی نہ بہت لمبی تھی نہ بہت چھوٹی جس سے چہرہ مبارک نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا، ریش مبارک گھنی تھی، تریسٹھ سال کی عمر میں آپ داڑھی میں مہندی لگایا کرتے مگر سارے بال سفید نہ تھے، گوٹھیک معلوم نہیں کہ سفید بال زیادہ تھے یا سیاہ، لیکن اغلب ہے کہ سیاہ زیادہ تھے، آپ کا سینہ مبارک جو انوار الہی کا مصدر تھا فراخ اور خوبصورت تھا، بازو موٹے اور مضبوط، آپ کا تمام بدن مبارک ایسا موزوں تھا کہ عاشق لوگ آپ کے جمال مبارک پر نگاہ جمائے رکھتے تھے“

آپ قدس سرہ کے احباب عرض کیا کرتے کہ

”آپ اپنا بدن مبارک ڈھانپ کر رکھا کریں ایسا نہ ہو آپ کو نظر لگ

جائے۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سینہ مبارک پر بال تھے لیکن بہت زیادہ نہ تھے بلکہ متوسط درجے کے تھے اور بہت بھلے معلوم ہوتے تھے جسم مبارک کا گوشت نہ زیادہ تھا نہ کم ہڈیاں گوموٹی تھیں لیکن گوشت میں چھپی ہوئیں انگلیاں قد کے مطابق قدرے لمبی تھیں اور چہرہ مبارک کارنگ زیادہ مسافرت اور ریاضتوں کی وجہ سے سانولا ہو گیا تھا چہرہ مبارک پر ایک نورانی چمک ہویدا تھی۔

آپ قدس سرہ کی ازواج محترمت

حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی چار ازواج محترمت تھیں۔
ایک زوجہ حضرت غوث الملک شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس سرہ کے خلیفہ مخدوم برہان رحمۃ اللہ علیہ مخدوم والا کے خاندان سے تھیں۔
دوسری زوجہ ہم کفولی یعنی اعوان قوم سے تھیں۔
تیسری زوجہ بھی قرابت داروں (اعوان قوم) سے تھیں۔
جبکہ چوتھی زوجہ ملتان کے ہندو ساہوکاروں کے خاندان سے تھیں جو حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضری کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بطور کرامت عطا ہوئی تھیں۔ تفصیل گزشتہ صفحات پر بیان ہو چکی ہے۔
آپ قدس سرہ کی چار ازواج کا ہونا کوئی اہم یا حیران کن واقعہ نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَثُلَّةً وَرُبْعَ . (النساء: ۳)
”تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔“

نکاح کرنا دنیاوی نہیں دینی معاملہ ہے کیونکہ امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب سیدنا علی المرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ صحابہ کرام میں سب سے بڑھ کر زاہد تھے لیکن پھر بھی زیادہ نکاح کرتے تھے چنانچہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ساتویں روز ایک اور نکاح کیا، اگر نکاح کرنا دنیاوی معاملہ شمار ہوتا تو جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہرگز ایسا نہ کرتے اس لیے کہ آپ کو کسی دنیاوی مال و متاع سے رغبت نہ تھی بلکہ نفرت تھی، آپ دنیاوی مال و متاع کو ترک کر دیا کرتے تھے۔

(انیس اربعین: باب النکاح)

امیر المؤمنین امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے بکثرت نکاح کیے۔
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
”کثیر عورتوں سے نکاح کرنا دنیا میں شامل نہیں۔“

پس ثابت ہوا کہ زیادہ نکاح کرنا دین میں داخل ہے نہ کہ دنیا میں اگرچہ ظاہری طور پر اس کام میں نفسانی حظ دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے کیونکہ یہ انسان کی پیدائش کا باعث ہے جو کہ اشرف المخلوقات ہے اور اس میں ثواب ہی ثواب ہے۔

پس اولیاء اللہ کے افعال بہت ارفع و اعلیٰ ہیں کہ ان سے شریعت کی فضیلتیں بھی حاصل ہوتی ہیں اور طریقت کے درجات بھی اور ان میں عدل و انصاف اور مساوات کی صفات عام لوگوں کی نسبت بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں نیز یہ لوگ حکم اور الہام کے بغیر کوئی فعل سرانجام نہیں دیتے۔ (واللہ اعلم بالصواب)



کرامات

برہمن طبیب کا قبول اسلام

حضرت شیخ سلطان حامد قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

”میں نے شورکوٹ کے اردگرد کے معتبر لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ ایک دفعہ جب سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ بیمار ہوئے تو مریدوں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو فلاں برہمن طبیب کو علاج کے لیے حاضر خدمت کیا جائے؟ فرمایا: بہتر! جب مرید برہمن مذکور کے پاس گئے اور مدعا بیان کیا تو اس نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا“ آپ لوگ ان کا قارورہ یہاں بھیج دو۔ جب قارورہ لے کر گئے تو قارورہ دیکھتے ہی برہمن طبیب مسلمان ہو گیا۔“ وَاللّٰهُ

أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ“

آپ کی یہ کرامت گردونواح میں بہت مشہور ہے میں نے خود سنی ہے اور یہ تو اپنی آنکھوں دیکھا ہے اور ہزار عام و خاص دیکھتے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے کہ ہزاروں لوگ مزار مقدس کی زیارت کے لیے جاتے ہیں تو اکثر خانقاہ میں داخل ہوتے ہی اور مزار شریف کی زیارت کرتے ہی بے اختیار ذات الہی کے شوق (و محبت) میں رونے لگ جاتے ہیں اور ذکر جہران کی زبانوں سے جاری ہو جاتا ہے سینکڑوں بانصیب آدمی صاحب حال زعمہ دل صاحب تاثیر ذاکر قلبی اور ذاکر روحی ہو جاتے ہیں اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے جو سمجھ گیا سمجھ گیا جس نے آزمایا آزمایا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ یہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرامت ازلی فیض کا نتیجہ ہے، قادری مشائخ کا فیضان ابد الابد تک رہے گا،
(انشاء اللہ)

ایک نظر میں لامکاں تک پہنچا دیا

ایک دن حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ چولستان کی سیر کو نکلے، آپ کی نگاہ دور ایک شخص پر پڑی جو ایندھن باندھ رہا تھا، آپ سیر کرتے ہوئے آگے نکل گئے، جب لوٹے تو ایک مقام پر کھڑے ہو گئے اور دیر تک کھڑے رہے۔

درویشوں نے عرض کیا: حضرت! آپ کو یہاں کھڑے کافی دیر ہو گئی ہے، کیا اس کی کوئی ”خاص“ وجہ ہے؟

فرمایا: اس طرف کسی ولی اللہ کا مزار یا روح ہے جس سے نور آسمان تک پہنچ رہا ہے۔ آپ قدم قدم اس نور کی سمت چلنے لگے، وہاں پہنچے تو دیکھا ایک شخص بے ہوش پڑا ہے اور ایندھن کا گٹھا اس کے پاس رکھا ہے، آپ نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا، وہ شخص لمحہ بھر بعد ہوش میں آیا۔

آپ نے پوچھا: کیا حال ہے؟

اس نے عرض کیا: حضرت! شاید کل آپ ہی اس راہ سے گزرے تھے کہ میں نے آپ کو دیکھا پھر مجھے کچھ خبر نہیں رہی۔

بے ریاضت گنج سے بخشہ فقر

سے رسائد لامکاں با یک نظر

(فقیر ریاضت اور محنت کے بغیر خزانے عطا کرتا ہے اور ایک ہی نظر میں

لامکاں تک پہنچا دیتا ہے)

آپ قدس سرہ اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے بے شمار طالبوں کو ایک قدم پر خدا رسیدہ کہا ہے جن کے حالات کی کسی کو خبر نہیں۔ فرماتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

از برائے طالبان من راہبر
انتہائش سے رسانم بانظر
(میں سچے طالبوں کے لیے راہبر ہوں، میں انہیں ایک نظر میں انتہا تک
پہنچا دیتا ہوں)

ایک تنگ دست سید صاحب کی حاجت روائی

بن دنوں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ کے
گردونواح میں کھیتی باڑی کیا کرتے تھے ایک خاندانی سفید پوش سید نے غربت و
افلاس سے مجبور ہو کر کسی بزرگ کی خدمت میں اپنی حالت زار بیان کی کہ اب تو بس
سفید پوشی ہی رہ گئی ہے، مفلسی حد سے گزر گئی اور فقر و فاقہ میں بسر ہوتی ہے، قرض
خواہوں کا دروازے پر ہجوم رہتا ہے اور بچوں کی شادی اور کارِ خیر مفلسی کے باعث
ملتی ہو رہی ہیں، ظاہراً سفید پوشی ہے اور پردے کے اندر خاک بھی نہیں، میں آپ
کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ مردانِ خدا کی دعا اور نگاہِ کرم کے بغیر یہ مشکل
آسان نہیں ہو سکتی اور نہ ہی افلاس کے اس گرداب سے نکل سکتا ہوں۔

اس مردِ خدا نے مصیبت زدہ سفید پوش کو نوید خوش گن دی کہ ایسا مرد مکمل اور
مشکل کشائے کامل دریائے چناب کے کنارے قصبہ شورکوٹ میں ہے، تمہاری یہ
مشکل ان کی دعا سے حل ہوگی اور ان شاء اللہ کلفتِ راحت میں بدل جائے گی۔

وہ مفلوک الحال شخص اپنے رفقاء کے ہمراہ سفر کرتا ہوا قصبہ شورکوٹ میں آیا اور
پوچھتا پوچھتا حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کو ہل
جاتے ہوئے دیکھا۔

یہ منظر دیکھ کر اس کا دل ٹوٹ سا گیا اور ایک، مایوسی کی کیفیت طاری ہو گئی،
سوچنے لگا کہ بے کار سفر کی صعوبت برداشت کی، میں غربت و افلاس کے ہاتھوں
پیشان تھا اور مدد کی امید پر یہاں حاضر ہوا تھا لیکن جو شخص خود مفلسی میں گرفتار ہے

اور ہل چلا رہا ہے وہ میری کیا مدد کرے گا۔
یہ سوچ کر ابھی لوٹا ہی تھا کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اسے آواز دی:

”اے فلاں سید!

فلاں علاقہ سے اس قدر فاصلہ طے کر کے آیا ہے اور سفر کی تکالیف اور شدائد کو برداشت کیا ہے تو ہم سے ملاقات کیے بغیر کیوں جا رہا ہے؟“
حضرت کی یہ بات سن کر اس کے دل میں خوشی کے پھول کھل اُٹھے دل میں کہنے لگا کہ خیر کام کا بننا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ مردِ خدا تو کامل ملا ہے۔ فوراً واپس مڑا گھوڑے سے اتر کر آداب بجالایا اور دست بستہ ہو کر صورتِ حالات بیان کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”سید صاحب! تھوڑی دیر میرا ہل چلاؤ میں حاجتِ بول سے فارغ ہوں۔“
اس سید نے ہل چلانا شروع کیا، آپ فراغتِ بول کے بعد آکھڑے ہوئے اور جس ڈھیلے سے بول کی طہارت کی تھی اسی کھیت میں جس میں ہل چلا رہے تھے دے مارا جس سے اس کھیت کے تمام ڈھیلے اور مٹی سونا بن گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”سید صاحب! اپنی حاجت کے مطابق یہاں سے سونا اٹھا لو۔“
سید صاحب نے اپنے گھوڑے کو خالص سونے سے لاد لیا اور یہ شعر کہتے ہوئے اپنے علاقہ کو لوٹ گئے۔

نظر جہاں دی کیا سونا کر دے وٹ

قوم اُتے موقوف یس کیا سید کیا جٹ

”جن لوگوں کی نگاہ کیا ہے اور اکسیر کی خاصیت رکھتی ہے وہ ایک ہی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نگاہ سے مٹی کو خالص سونا بنا دیتے ہیں یہ ذاتِ الہی کا فیض ہے خواہ سید ہو یا جٹ۔

حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس سفید پوش سید صاحب کو ان کا نام لے کر پکارا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اولیاء اللہ جب اللہ کا در و قدیر کے فضل و کرم سے ضرورت مندوں اور محتاجوں کو فیض یاب کرنا چاہتے ہیں تو ایسا کرنے سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اپنی جانب کھینچتے ہیں اور ان کے قلب و ذہن میں ایک طرح کا اعتماد پیدا کر کے انہیں با مراد کرتے ہیں۔

جب اولیائے کرام کو حکم ہوتا ہے کہ تم عام لوگوں کو اللہ رحمن و رحیم کی طرف بلاؤ یا فیضیاب کرو تو ان کی کم یقینی کو کامل یقینی اور ان کے اعتقاد کی پختگی کی ضرورت کے تحت ان کے دلوں کو اپنی جانب مائل کرنے اور انہیں فیض پہنچانے کی خاطر ایسا کرتے ہیں کیونکہ ایسا کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ورنہ جو نفوسِ قدسیہ ہمہ وقت دیدارِ الہی کے مست اور بحر وحدت میں مستغرق ہوں انہیں عوام پر خود کو ظاہر کرنے کی کیا حاجت کہ انہیں کشف و کرامات دکھائیں۔

پس محض خلقِ خدا کو حق کی طرف بلانے کے لئے عاقلوں اور سگ دلوں کو روحانی کشش سے اپنی جانب کھینچ کر توجہ کے سنگ پارس اور نظر کی سیاہی اثر سے ان کے وجود کے لوہے کو زہرِ خالص بنا دیتے ہیں یا ان کے قلوب و انہماک کی قابلیت اور ان کی استعدادِ قلب کے موافق انہیں مطالب تک پہنچاتے ہیں اور محض اس ضرورت کے واسطے حکمِ الہی کے مطابق ”محموت فی اللہ“ اور ”سیر فی الذات“ کے ارفع و اعلیٰ مقامات سے نزول فرما کر مجبوراً:

إِنَّ أَوْلِيَانِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَتَرَفَهُمْ غَيْرِي ۔

”بے شک میرے اولیاء میری قبائلی ہیں انہیں میرا غیر نہیں پہچان سکتا“

کے حجاب سے نکل کر خلقِ خدا کو فیضیاب کرتے ہیں ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

والسلام اور ان کی ارواح مقدسہ اور ان کی ذات منبع فیوضات کو کیا حاجت کہ دیدار الہی کے شوق اور بحر وحدت الہی کے استغراق جیسے عالی مقامات سے نزول فرمائیں۔

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ پر نظر عنایت

ایک مرتبہ حضرت سلطان باہو قدس سرہ بھکر کے گرد و نواح کی سیر کے لیے نکلے اور اکیلے ہی بھکر کے باہر تشریف لے گئے اس وقت آپ کے ہمراہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سلطان حمید بھکر والے تھے۔

حضرت سلطان العارفین قصبہ سے باہر مشرق کی طرف میدان چول سے ایک ویران ٹیلے پر پہنچے جب آپ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

”حمید! اس ٹیلے سے فوراً اتر آؤ کہ یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔“

بعد ازاں آپ قدس سرہ ایک اور جگہ ریت کے میدان میں سوئے اور اپنا سر مبارک سلطان حمید کے زانو پر رکھا اور ایک گھڑی آرام کیا جس سے آپ کا بدن مبارک خاک آلود ہو گیا سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو بہت رنج و غم ہوا کہ ”کاش! میرے پاس دنیاوی دولت ہوتی تو آج میں بھی اپنے مرشد اور ہادی کا بستر اطلس اور مخمل کا بنواتا چونکہ میں مسکین ہوں اس لیے میرے ہادی کا جسم مبارک خاک آلود ہوا ہے۔“

اتنے میں حضرت قدس سرہ نے اپنا سر مبارک ان کے زانو سے اٹھایا اور فرمایا: حمید! تو نے کیا خیال کیا؟

حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض حال کیا۔
فرمایا: آنکھیں بند کر۔

حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں کیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک باغ میں ہوں جس میں ایک مجلس دیا کے فرش و فرش سے آراستہ ہے اور اس میں

ایک خوبصورت عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی لباس پہنے میری (سلطان حمید) طرف رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے مجھ سے نکاح کرلو۔

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

میں نے اسے اشارہ اور نرم زبان سے کہا:

”دور دور ادب کا مقام ہے میں اپنے ہادی کی خدمت میں حاضر ہوں

میرے پاس نہ آ دور ہو جا“

حضرت سلطان حمید نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ

علیہ نے پوچھا:

”حمید! تو نے کیا دیکھا؟“

حضرت سلطان حمید نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا۔

حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”حمید! تو جو دنیاوی مال کے نہ ہونے کی اپنے دل میں شکایت اور غم کرتا

تھا یہ جو کچھ تو نے دیکھا یہ دنیا تھی کیوں اسے قبول نہ کیا اگر اس کو قبول

کر لیتے تو مال و دولت تمہارے گھر سے کبھی ختم نہ ہوتا۔“

حضرت سلطان حمید نے عرض کیا:

”یا مرشد کامل! میں اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں میں مال

و دولت نہیں چاہتا۔“

حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”نقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا۔“

ایک بچی پر نظرِ شفقت

ایک مرتبہ حضرت سلطان باہو قدس سرہ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی

خان کی جانب سفر کر رہے تھے کہ دریائے سندھ کے پاس موضع ”تھمیری“ پہنچے یہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گاؤں ایک مشہور صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت غیاث الدین تاج برہاں رحمۃ اللہ علیہ کے حرار کے متصل ہے، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جب درویشوں کے ہمراہ وہاں پہنچے تو وقت چاشت تھا، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہی درویشوں کی خدمت گزار ایک عورت کے مہمان ہوئے، وہ عورت اور درویش کھانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے، اس عورت کی شیرخوار بچی جو قریب ہی جھولے میں سو رہی تھی، اچانک اس نے جاگ کر رونا شروع کر دیا۔
وہ عورت کہنے لگی:

حضرت! ذرا جھولے کو ہلا دیں تاکہ بچی چپ ہو جائے۔
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بچی کے جھولے کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی آپ کی زبان مبارک سے ”اللہ ہو اللہ ہو“ کا ورد جاری ہو گیا۔
بچی نہ صرف خاموش ہو گئی بلکہ اس کا قلب جاری ہو گیا اور بعد ازاں وہ ولیہ کاملہ بنی، اس بچی کا نام فاطمہ تھا اور وہ قوم بلوچ مستوی سے تھی، ان کا حرار قصبہ فتح خان کے قریب ہے اور ہزار ہا لوگ وہاں حاضری دیتے ہیں اور روحانی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

ہندو سنیا سیوں کا مشرف یا سلام ہونا

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سڑک کنارے لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیا سیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا، آپ بدستور لیٹے رہے، ان سنیا سیوں میں سے ایک تحفیر آمیز انداز میں آپ کو پاؤں کی ٹھوکر لگا کر کہنے لگا:
ہمیں راستہ بتاؤ؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھے ہی فرمایا:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)“

سنیا سیوں کا گروہ گلہ طیب کی ایک عی ضرب اور آپ کی نگاہ کرامت کے اثر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے نہ صرف مشرف باسلام ہوا بلکہ اولیاء اللہ کے زمرے میں شمولیت کی سعادت بھی پائی اور یہ بات مشہور ہو گئی کہ وہ تمام ابدال ہو گئے ہیں۔

حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ایک مرتبہ دوران سفر حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا گزر علاقہ دامن کوہ غربی جبل اسود کی جانب ہوا علاقہ مذکور میں ایک کم عمر لڑکا چراگاہ میں جانور چرا رہا تھا آپ قدس سرہ نے فیض ازیلی کے جذبات کے تحت اس لڑکے پر نظر توجہ فرمائی اور ایک ہی نظر سے اس کے دل کا عالم بدل ڈالا وہ بچہ حالت جذب میں بے اختیار آپ کے گرد محو رقص ہو گیا ایک نور تھا جو آپ قدس سرہ کے وجود پاک اور نگاہ فیض رساں سے اس کے باطن کو منور و تاباں کر گیا۔

آپ قدس سرہ جانب منزل روانہ ہوئے تھوڑی دیر چلنے کے بعد عقب میں قدموں کی چاپ محسوس ہوئی مڑ کر دیکھا تو وہ لڑکا بھی خراماں خراماں چلا آ رہا ہے۔

آپ قدس سرہ نے فرمایا:

اے لڑکے! تم اپنا کام کرو ہمیں اپنا کام کرنے دو۔

لڑکے نے عرض کیا:

حضور! اب میرا یہاں کیا کام۔

آپ نے فرمایا: تمہارے جانوروں کا کیا ہوگا؟

لڑکے نے کیفیت جذب میں عرض کیا:

جن کے جانور ہیں وہ جانیں۔

حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے اس لڑکے کو بہت سمجھایا کہ وہ اپنے ارادہ

سے باز آ جائے لیکن بے سود حتیٰ کہ آپ اس لڑکے کو ہمراہ لے کر کوہ شمال کی جانب

روانہ ہو گئے۔

حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی الفت کا اسیر یہ لڑکا عقیدت و محبت میں ثابت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قدم رہا، آپ کا خلیفہ ہونے کا اعزاز پایا اور سلطان نورنگ کھیتراں کے نام سے معروف ہوا (رحمۃ اللہ علیہ)

برأت عاشقاں برشاخ آہو

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ ایک مرتبہ کوہ شمالی کے جنگلات سے گزر کر ایک زرخیز پہاڑی علاقہ میں تشریف لے گئے جس کا نام ”کلرکہار“ ہے اس مقام تنہائی کو سرسبز و شاداب اور پاکیزہ دیکھ کر حضرت سلطان باہو قدس سرہ پر حالت جذب طاری ہو گئی، آپ ذات الہی کے انوار کی تجلیات میں محو ہو گئے، یہ استغراقی کیفیت مسلسل تین دن اور تین رات تک برقرار رہی، یہ ایک ویران اور غیر آباد علاقہ تھا اور یہاں کھانے پینے کو کچھ بھی دستیاب نہ تھا۔

حضرت سلطان باہو کے مرید و خادم و رفیق سفر حضرت سلطان نورنگ کھیتراں جو راہ سلوک کے نئے مسافر اور ریاضت و مشقت کے ابتدائی مرحلہ میں تھے، بھوک اور پیاس کی شدت ناقابل برداشت ہوئی تو اضطراری حالت میں فریاد کرنے لگے:

”الجوع الجوع، العطش العطش“

بھوک بھوک، پیاس پیاس۔

حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے مراقبہ سے سر مبارک اٹھا کر فرمایا:

اے نورنگ!

”برأت عاشقاں برشاخ آہو“

آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ پہاڑ کی جانب سے ایک ہرن ظاہر ہوا، جس کے سینگوں پر کھانے کا خوان رکھا تھا اور گردن میں پانی سے بھرا ڈول لٹک رہا تھا۔ حضرت سلطان باہو نے اپنے چہیتے مرید حضرت نورنگ کو حکم دیا:

”اللہ کی عطاء کردہ نعمتوں سے کھاؤ“

فرما کر خود بھی روزہ افطار کیا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت سلطان نورنگ کھتران نے اپنے شیخ کامل کے فرمائے ہوئے مصرع پر
اول مصرع ایزاد کیا، یعنی:

عجب دیدم تماشا، شیخ باہو
برأت عاشقان برشاخ آہو

”اے شیخ باہو! میں نے عجیب تماشا دیکھا کہ عاشقوں کا حصہ ہرن کے
سینگ پر تھا۔“

حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال تک اپنے شیخ، اپنے مرشد
کامل کی سفر و حضر میں خوب خوب خدمت کی، حتیٰ کہ گوہر مقصود کو پالیا، فائز المرام
ہوئے، مقام محبوبیت ملا اور تاج خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ نے ان کے متعلق فرمایا:
”جہۃ اعوان تھہ کھتران“

یعنی جہاں اعوان وہاں کھتران۔

حضرت سلطان نورنگ کھتران رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک جبل اسود کے دامن
میں ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب ایک قصبہ ”وصوا“ میں آج بھی زیارت گاہ ہر خاص و
عام و مرجع خلایق ہے۔

حضرت سلطان باہو اور حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہما

حضرت سلطان العارفین مخی سلطان باہو قدس اللہ سرہ نے دورانِ سیاحت ایک
گاؤں میں قیام فرمایا، اس گاؤں میں ایک بزرگ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اقامت
پذیر تھے، حضرت سلطان باہو قصبہ سے باہر بحالتِ مراقبہ تشریف فرما ہوئے، اس وقت
حضرت شیر شاہ صاحب کے درویش وہاں لکڑیاں وغیرہ لینے کے لیے آئے، ان میں
سے ایک درویش آپ کے قریب پہنچا تو اس کا قلب جاری ہو گیا اور اس کے روئیں
روئیں سے ”اللہ اللہ“ کی آواز آنے لگی، دوسرے کی بھی یہی حالت ہوئی، تیسرا بھاگتا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہوا اپنے مرشد کے پاس حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔

چنانچہ حضرت شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیگر درویشوں کے ہمراہ آپ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ ایک ٹیلہ پر جلوہ افروز اور ذکر حق میں مشغول ہیں۔
حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں جاتا ہوں مگر میں نے آپ کو وہاں کبھی نہیں دیکھا‘ آپ قدس سرہ نے فرمایا کہ آج رات دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں گے تو حقیقت آپ پر آشکارا ہو جائے گی‘ چنانچہ رات کو حضرت شیر شاہ صاحب دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو حضرت سلطان باہو کہیں نظر نہ آئے البتہ ایک شیر خوار بچے کو دیکھا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین مبارک سے نکل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کھینے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک بچے ہی کی طرح پیار فرمایا‘ پھر وہ بچہ باری باری خلفاء راشدین‘ اصحاب کبار‘ حضرات حسنین کریمین‘ حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور دیگر حاضرین‘ انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین کی گود میں کھیلتا رہا‘ بعد ازاں وہ نوری حضوری بچہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک سے کھینے لگا اور اس دوران ان کی ڈاڑھی کے دو بال نکال لیے جس سے حضرت شیر شاہ صاحب نے درد محسوس کیا لیکن پاس ادب سے بول نہ سکے پھر وہ نوری حضوری بچہ تمام حاضرین بزم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کھیلتے کھیلتے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں آ گیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آستین پاک میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔

اور یہ واقعہ صبح سویرے حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس ٹیلے پر پہنچے اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آتے ہی غضب ناک لہجے میں گویا ہوئے کہ:
”رات میں نے آپ کو دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں دیکھا“
اس پر حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ نے ان کی داڑھی کے دونوں
بال ان کو تھما دیئے وہ ان بالوں کو دیکھ کر معذرت خواہ ہوئے اور پھر ایک
دوسرے کے ہمراز وہم جلیس بن گئے۔

اندر ہو باہر ہو

حضرت شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ کالو جو حضرت سلطان
العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے شور کوٹ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت میں حاضری کی سعادت کے لیے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ کے اندر
”ہو“ کے ذکر کی آواز سنی شیخ کالو بغرض زیارت حجرہ کے اندر داخل ہوئے نگاہ کی تو
کچھ نظر نہ آیا سوچ میں پڑ گئے اسی اثناء میں باہر سے ”ہو“ کی آواز آنے لگی آپ
باہر گئے تو کسی کو نہ دیکھا پھر اندر سے ”ہو“ کی آواز آنے لگی۔

شیخ کالو متعدد بار اندر باہر جانے آنے کے بعد سوچ میں گم خاموش کھڑے ہو
گئے زیارت کے انتہائی شوق اور تمنا کے سبب آہ بھر کر یہ شعر کہا:
اندر ہو باہر ہو، ہو کتھ لہیندا

ہو داداغِ محبت والا دم دم نال سُریندا

(اندر بھی ہو ہے باہر بھی ہو ہے لیکن ہو کہاں سے ملتا ہے؟ ہو کا محبت بھرا

داغ ہر دم (دل کو) جلاتا رہتا ہے)

جب شیخ کالو کی زبان سے یہ شعر نکلا تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے

شفقت و مہربانی فرمائی اور شعر ارشاد ہوا:

رجتے مھو کرے رُشنائی، چھوڑ اندھارا دہندا

وہ حالِ غلامِ محمدؐ، رآہِ جسدِ اچھوتا، صحیح کر خدا

Click For More Books

(جہاں پر ہوروشنی کرتا ہے وہاں سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے
اے باہو! جو شخص ہو کو صحیح کر لیتا ہے دونوں جہاں اس کے غلام ہو جاتے
ہیں)

حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے ازراہ لطف و کرم وہ حجاب جو درمیان میں تھا
ہٹا کر اپنی ذات بابرکات کے دیدار سے شیخ کالو کو مشرف فرمایا۔

حضرت لعل شاہ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کے ہمراہ سیرو سیاحت
کرتے ہوئے ایک علاقہ سنگھو سے گزرے یہاں پر ایک صاحب حال بزرگ حضرت
شیخ اسماعیل قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی سکونت تھی جو حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ
اللہ علیہ کے پوتے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت شیخ
موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سنگھو سے
ہوتے ہوئے جھنگ تشریف لے گئے اور وہاں رات کو ایک مسجد میں قیام کیا۔

اتفاقاً ایک سات سال کا بچہ لعل شاہ مسجد میں آیا اور حضرت سلطان باہو رحمۃ
اللہ علیہ کے سامنے سے اتفاقاً گزرا آپ نے ایک ہی نظر کیا اس بچے پر ڈالی تو وہ
اپنا سارا کام چھوڑ کر رات بھر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا رہا
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار اس بچے سے کہا کہ تم اپنے گھر جاؤ تمہارے والدین
تمہارے لیے پریشان ہو رہے ہوں گے۔

لعل شاہ نے غمزدہ لہجے میں عرض کیا کہ

”میرے لیے کوئی پریشان نہ ہوگا اب وہی میرا گھر ہے جہاں آپ
رہتے ہیں۔“

صبح ہوتے ہی لعل شاہ کے رشتے دار اس کو تلاش کرتے ہوئے مسجد میں آ پہنچے
انہوں نے دیکھا کہ لعل شاہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود

ہے انہوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح لعل شاہ گھر واپس چلا جائے مگر لعل شاہ کسی بھی حالت میں راضی نہ ہوا اور اس نے صاف انکار کر دیا۔

لعل شاہ کے عزیز واقارب نے واپس جا کر لعل شاہ کے والد حضرت شیخ بڈھن رحمۃ اللہ علیہ کو آگاہ کیا، شیخ بڈھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اس ساری بات سے آگاہ ہو کر وہ اپنے دوستوں اور مریدوں کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے یوں مخاطب ہوئے:

”شیخ! اس بچے کو اجازت دیں کہ یہ اپنے گھر چلا جائے اس کی ماں از حد پریشان ہے۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اے شیخ بڈھن! یہ بچہ تیری ملکیت نہیں بلکہ حق تعالیٰ نے اس کا فیض اور نصیب میرے سپرد فرمایا ہے اب تم واپس چلے جاؤ اور لعل شاہ کی تربیت اب میں کروں گا۔“

شیخ بڈھن پر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا بہت زیادہ رعب طاری ہو گیا اور انہوں نے فوراً ہی دست بستہ ہو کر عرض کیا:

”یا شیخ! اب لعل شاہ آپ ہی کے سپرد ہے“

شیخ بڈھن نے اتنا کہا اور واپس چلے گئے۔

شیخ بڈھن کا تعلق بزرگوں کے خانوادے سے تھا، وہ ایک امیر کبیر شخص تھے انہوں نے دو شادیاں کی تھیں اور ان کی پہلی بیوی لعل شاہ کی ماں تھی جبکہ دوسری بیوی نے بڈھن شاہ پر اپنا قبضہ جمالیا تھا جس کی وجہ سے لعل شاہ اور ان کی والدہ دونوں گھر کے ایک گوشے میں رہتے تھے۔

جب لعل شاہ کی والدہ نے اپنے بیٹے کا حال سنا تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں پیغام بھیجا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”شیخ! لعل شاہ میرا ایک ہی بیٹا ہے جس کے سہارے میں اپنی زندگی کے دن گزار رہی ہوں اور اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی حاضر ہو کر اپنے بیٹے کے ساتھ رہوں۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”ان سے کہو کہ وہ ایک پردہ دار خاتون ہیں وہ اطمینان سے بے فکر ہو کر گھر کی چار دیواری میں بیٹھی رہیں۔“

لعل شاہ کی والدہ نے دوبارہ اپنے ملازم کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور کہلوا یا

کہ

”حضور! جب آپ کا فیض روحانی عام ہے تو پھر مجھے کیوں اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں۔“

لعل شاہ کی غمزدہ والدہ کی یہ درخواست سن کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا:

”تمہیں ایک دن کے لیے ”سورۂ منزل“ کا ورد ہی کافی ہے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ لعل شاہ کی والدہ بے حال ہو گئیں اور اس روز کے بعد ان کی زبان سے سورۂ منزل کا ورد جاری ہو گیا اور وہ دنیاوی کاموں سے بے نیاز ہو گئیں اور دن رات جذب و استغراق کے عالم میں رہنے لگیں، اگر کبھی انہیں روٹی پکانے کا خیال آتا تھا تو روٹی توڑے پر پڑی جل جاتی تھی۔

کچھ دن قیام کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ لعل شاہ کو اپنے ہمراہ لے کر آگے کی جانب روانہ ہوئے اور ایک خادم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

”میرا کوزہ، میرا مصلیٰ اور میری مسواک لعل شاہ کے حوالے کر دو۔“

حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھنے لگے سال تک اپنے مرشد پاک کی خدمت کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور اس طویل مدت میں آپ کا لباس صرف ایک سیاہ کمبل تھا جس کا آدھا حصہ زمین پر بچھا کر اپنا بستر بنا لیتے تھے اور آدھے حصہ کو بطور چادر اوڑھ لیتے تھے، حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ننگے سر اور ننگے پاؤں ہی رہا کرتے تھے۔

بالآخر تیس سال کی ریاضت و خدمت کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے اور جب آپ سے رخصت ہونے لگے تو عرض کیا:

”سیدی! مجھے اپنی کوئی چیز تبرک کے طور پر عنایت فرمائیے“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جو کچھ لینا چاہتے ہو وہ لے لو“

جواباً حضرت لعل شاہ نے عرض کیا:

”حضرت! میں آپ کے کوزے، مصلیٰ اور مسواک کا امین رہا ہوں، ان میں سے کوئی شے عنایت کر دیجئے تاکہ آپ کی کوئی نشانی میرے پاس ہو۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی استعمال شدہ مسواک حضرت لعل شاہ کو دے دی اور یہ مسواک آج بھی ان کے خاندان میں موجود ہے۔

بقول حضرت شیخ سلطان حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ:

”میں نے ڈیڑھ سو سال بعد اس مسواک کو دیکھا اور میں نے اس مسواک کو تازہ پایا اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے مسواک کو تازہ تازہ نچوڑا گیا ہو اور یہ مسواک پیلو کے درخت کی تھی“

آپ قدس سرہ کا وصال مبارک

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ کا وصال مبارک بعد اورنگ زیب عالمگیر یکم جمادی الآخر ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۱ء بروز جمعۃ المبارک رات تین پہر گزرے

ہوا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

مزار پر انوار

آپ قدس سرہ کو شور کوٹ کے قریب قلعہ قہرگان میں دفن کیا گیا اور یہ آپ کا پہلا مزار پر انوار تھا یہاں آپ نے ستر برس آرام فرمایا۔

جب یہ قلعہ جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ جو کہ ملتان کے منتظم تھے ان کے قبضہ میں آیا تو حضرت شیخ سلطان محمد حسین قدس سرہ جو حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے پوتے اور حضرت شیخ سلطان ولی محمد قدس سرہ (حضرت سلطان باہو کے سجاہ نشین اول) کے فرزند رشید تھے اپنے تقویٰ و زہد کے باعث یہاں سے ہجرت فرما گئے۔

حضرت شیخ سلطان محمد حسین قدس سرہ کے تشریف لے جانے کے بعد مزار مقدس پر بعض فقراء اور خدمت گار رہی رہ گئے۔

کچھ مدت کے بعد ناگاہ دریا میں سیلاب آیا جس سے قلعے کی دیواروں کو نقصان پہنچا اور پانی مزارات تک پہنچ گیا، خدمت گاروں نے دیگر فقراء اور خلفاء کے صندوق تو وہاں سے نکال لیے مگر حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے جسم اقدس والا صندوق کوشش و تلاش بسیار کے باوجود دستیاب نہ ہو سکا۔ مریدین اور خدمت گار نہایت پریشانی کے عالم میں تھے کہ اب کیا کریں کہ حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے روحانی طور پر (بذریعہ خواب) ان کی رہنمائی فرمائی کہ

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اطمینان رکھیں! جو شخص ہمارے جسم کو

چھونے کا اہل ہو گا وہ کل صبح یہاں آئے گا اور ہمارا صندوق نکالے گا اور

اس اثناء میں دریا غلبہ نہیں کرے گا۔“

مریدین، فقراء اور دیگر متعلقین مطمئن ہو کر صبح کا انتظار کرنے لگے کہ بحکم الہی

پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بلا تردد اُس جگہ سے آپ کا صندوق نکال لیا جس جگہ سے مریدین اور خدمت گاروں نے مٹی کھود رکھی تھی، یہ منظر دیکھ کر ہزاروں لوگ جمع ہو گئے اور آپ قدس سرہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، زائرین نے دیکھا کہ آپ بدستور محو استراحت ہیں اور آپ کی ریش مبارک سے غسل کے قطرے ٹپک رہے ہیں، صندوق کو کھولا گیا تو ایک بے مثل خوشبو اطراف میں دور دور تک پھیل گئی جس سے حاضرین پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔

آپ کے جسم معطر والا صندوق دستیاب ہونے پر اب مریدین و خادمین اس فکر و اندیشہ میں مبتلا ہو گئے کہ اب آپ کا صندوق مبارک کس جگہ دفن کیا جائے کیونکہ دریا کی غربی جانب سب جنگل تھا اور مویشیوں کی چراگاہ تھا، وہاں ایک ویران حویلی تھی جس کے متعلق مشہور تھا کہ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھتا ہے بے ہوش ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مویشی بھی اس میں داخل ہونے سے کتراتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ نے پھر روحانی طور پر حکم فرمایا کہ اس حویلی کے اندر صندوق کو دفن کر دیا جائے، آپ کے حکم کے بموجب ایسا ہی کیا گیا اور آپ کے صندوق مبارک کو سطح زمین سے اوپر رکھ کر ارد گرد پختہ اینٹوں سے مزار مقدس بنا دیا گیا، یہ مزار ۱۱۸۰ھ میں تعمیر ہوا اور ایک سو ستاون سال (۱۵۷) تک مرجع خواص و عوام رہا، ہزار ہا محبت و عقیدت مند حاضر ہو کر فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہے۔

جب جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ شورکوٹ سے چلے گئے تو آپ قدس سرہ کی بعض اولاد پاک پھر اس جگہ آ کر سکونت پذیر ہو گئی۔

موجودہ مزارہ کی تعمیر کے ایک سو ستاون برس بعد ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء میں ایک مرتبہ پھر دریا میں سیلاب نے زور کیا اور پانی مزار پاک تک آ پہنچا، اس دور میں حضرت شیخ سلطان نور احمد صاحب قدس سرہ صاحب سجادہ تھے۔

Click For More Books

دیگر خلفاء اور مریدین کے مزارات کے صندوق تو بعد از کوشش دستیاب ہوتے گئے لیکن حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا صندوق حسب سابق نہ مل سکا جس سے تمام حاضرین کو سخت پریشانی ہوئی۔ حضرت سلطان العارفین باہو قدس سرہ کے صندوق کا اس وقت نہ ملنا یقیناً کسی خاص حکمت کے تحت ہی تھا چنانچہ آپ نے رات کو خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرما کر اپنے جسد مقدس کے صندوق کی نشاندہی کر کے اس پریشانی اور الجھن کو دور فرما دیا۔

صبح کے وقت اسی مقام سے زمین کھودنے پر آپ کے صندوق کے آثار ظاہر ہو گئے کچھ اور مٹی ہٹائی گئی انتہائی تیز خوشبو پھیلنے لگی حتیٰ کہ حاضرین کا وہاں ٹھہرنا مشکل ہو گیا، حضرت صاحب سجادہ قدس سرہ کے حکم کے موافق شمال مغربی گوشہ میں ایک میل کے فاصلہ پر مزار شریف تعمیر کر کے آپ کے جسد معطر والا صندوق بروز جمعہ المبارک وہاں دفن کر دیا گیا، چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں یہاں مسجد اور متعدد حجرے بنائے گئے جو تادم تحریر موجود ہیں، آپ قدس سرہ کے دربار گوہر بار سے کیا خاص کیا عام بھی فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی اولاد

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ کے آٹھ بیٹے تھے:

- (۱) حضرت سلطان نور محمد قدس سرہ
- (۲) حضرت سلطان ولی محمد قدس سرہ
- (۳) حضرت سلطان لطیف محمد قدس سرہ
- (۴) حضرت سلطان صالح محمد قدس سرہ
- (۵) حضرت سلطان اسحاق محمد قدس سرہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۷) حضرت سلطان شریف محمد قدس سرہ

(۸) حضرت سلطان حیات محمد قدس سرہ (یہ کم سنی ہی میں واصل بحق ہو گئے

تھے)

حضرت شیخ سلطان نور محمد قدس سرہ

بعض فضائل و احوال

شیخ سلطان نور محمد قدس سرہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ کے

بڑے صاحبزادے تھے۔

(بعض کی رائے یہ ہے کہ فرزند اکبر شیخ سلطان ولی محمد قدس سرہ ہیں)

القہہ حضرت شیخ سلطان ولی محمد قدس سرہ ولی عہد اور سجادہ نشین ہیں۔

حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت سلطان نور محمد قدس

سرہ نے مزار اقدس کے قرب و جوار کو چھوڑ کر دریائے سندھ کے مغربی کنارے کے

علاقہ رگرانگ فتح خان میں مع اہل و عیال سکونت اختیار کر لی اور بھائی سلطان ولی محمد

کو سجادہ نشین بنایا آپ علاقہ مذکور میں ایک عرصہ تک بقید حیات رہے اور پورے

بیس برس کے بعد بحکم الہی انتہائی شوق اور جذبہ دلی سے اپنے والد بزرگوار قدس سرہ

کے مزار منور کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔

حضرت سلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ رب العزت کا خاص فضل و کرم تھا

ایک تو یہ کہ پورے بیس برس بعد ۱۹ ماہ محرم کو پیر کی شب جب تین پہر گزر چکے تھے تو

اپنے صاحب عظمت والد گرامی حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ کے

مزار پر انوار و فیض آثار پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے اور یہیں وصال فرمایا اور

حضرت قدس سرہ کے پہلوئے مبارک میں شرف تدفین حاصل کیا۔

دوسرے یہ کہ ایک دن حضرت سلطان باہو قدس سرہ جا رہے تھے اور حضرت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نور محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے پیچھے تھے حضرت سلطان باہو نے کھڑے ہو کر آپ کو اپنے دست کرامت سے پکڑ کر آگے آگے چلنے کا حکم دیا سلطان نور محمد نے پاس ادب کی وجہ سے بہت عذر کیے لیکن حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بھی قبول نہ فرمایا اور فرزند پاک باز و نیک خو کو آگے آگے چلنے کا حکم دے کر فرمایا:

”بیٹا! اوپر دیکھو! بفضلِ خدا تمہارا نور عالم بالا سے گزر گیا ہے۔“

اب اس سے زیادہ آپ کی فضیلت کیا بیان ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بھی بفضلِ تعالیٰ علم و عمل میں اہلِ فضل تھی۔



ولی عہد و سجادہ نشین اوّل

حضرت سلطان ولی محمد قدس سرہ

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ نے اپنے فرزند ارجمند سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دینی علوم اور فن کتابت کی تحصیل کے لیے دہلی اور دیگر مقامات پر بھیجا۔ آپ علومِ دینیہ اور فن خوشخطی کی تحصیل کے بعد واپس تشریف لائے، فن خوش نویسی میں آپ اس زمانے میں بے نظیر و یکتا تھے، آپ کے مبارک ہاتھوں کے تخلیق کیے ہوئے قطعات خاندان میں سلسلہ بہ سلسلہ منتقل ہوتے آئے ہیں۔

حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر حالتِ سُکر کا غلبہ رہتا تھا، آپ کا طریق اور وظیفہ یہ تھا کہ ہمیشہ اپنے پدر بزرگوار کے روبرو بیٹھا کرتے اور حضرت کے جمالِ بے مثال و باکمال کا مشاہدہ فرماتے اور بحرِ عشق میں اس طرح مستغرق ہو جاتے کہ حضرت باہو قدس سرہ کے طلعتِ زیبا سے آپ کی نظر نہ ہٹتی۔

ایک دن حضرت سلطان نور محمد نے اپنے والدِ مکرم و معظّم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنے جسمِ منور کو چادر یا کرتے سے ڈھانپ کر رکھا کریں کیونکہ ولی محمد ہر وقت آپ کے جسمِ منور کو تکتا رہتا ہے اور ڈر ہے کہ آپ کو نظر نہ لگ جائے۔

حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

”بیٹا! ہمارا اور ولی محمد کا معاملہ کچھ ایسا ہے جس کی کسی کو خبر نہیں، تم اس بحث کو جانے دو کیونکہ اسے بہت بلند مقام حاصل ہے۔“

حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی ہم کفو زوجہ کے بطن سے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر کرامات اور خارقِ عادات کا ظہور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہوتا رہتا تھا آپ کی ایک معمولی سی کرامت یہ ہے کہ ایک دن آپ رنگپور کھڑا کے مضافات میں سیر کو چلے جا رہے تھے کہ چند زمیندار لوگ نیا کنواں کھودنے میں مشغول دیکھے آپ نے فرمایا کہ یہاں کنواں کھودنا درست نہیں بے فائدہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا:

حضرت! آپ ہی ارشاد فرمائیں کہاں کھودا جائے؟

آپ نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر فرمایا:

میرے پاؤں تلے ایک نہایت ہی عمدہ کنواں ہے اسی کو آباد کر لو۔

ان لوگوں نے حسب ارشاد ایسا ہی کیا اور کنواں از سر نو آباد کر کے مستفید

ہوئے۔

حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ اکثر ایک خاص کیفیت میں سیرو سیاحت کیا

کرتے تھے۔

ملتان کے قرب و جوار (کھائی کھپیاں) کا ایک خاندانی رئیس جو صاحب

وجاہت و حشمت و منصب اور اہل علم و عمل تھا، کے گھر میں ایک نوجوان معصومہ تھی جو

اپنے سراپردے میں لنگر پکایا کرتی تھی، ایک دن ذکر الہی میں مشغولیت کے ساتھ

ساتھ توڑے پر روٹی پکا رہی تھی کہ اسی اثناء میں ایک فقیر مست الست، کبیل اوڑھے

لکڑی ہاتھ میں لیے آیا اور ایک روٹی اٹھا کر غائب ہو گیا، دوسرے دن بھی ایسا ہی

واقعہ رونما ہوا، یہ صورت حال دیکھ کر خاتون خوف زدہ ہو گئی اور اپنے باپ سے اس

واقعہ کا ذکر کیا، اس کا باپ اس کے روٹی پکانے کے وقت پردے کے پیچھے چھپ گیا،

حسب سابق درویش نے آکر روٹی اٹھائی تو لڑکی کے باپ نے درویش کا ہاتھ تھام

کر کہا:

اے درویش! نامحرم بیگانہ اور اہل پردہ خواتین کے گھر میں آنا اور مالکوں کی

اجازت کے بغیر کھانا اٹھا کر لے جانا اللہ والوں کا کام نہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

درویش (حضرت سلطان ولی محمد) نے فرمایا:

صاحب! ہم تو اپنے ہی گھر میں آتے ہیں۔

وہ مرد شریف یہ صاف اور حتمی جواب سن کر سوچ میں پڑ گیا اور پوچھا: کیونکر؟
فرمایا: مراقبہ میں دیکھو۔

جب اس نیک مرد نے مراقبہ کیا تو اسے عالم قدس سے خبر ملی کہ اے فلاں!
”ہم نے تیری اس معصومہ نیک دامن کو روزِ ازل سے اس مرد ولی اللہ
مسمیٰ سلطان ولی محمد جو سلطان باہو کا فرزند ہے کے لیے نامزد کر چکے
ہیں اور یہ مرد درویش اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے گھر آتا ہے اپنی لڑکی
کا نکاح اس سے کر دو۔“

اس مرد شریف نے مراقبہ سے سراٹھایا، اشکبار ہو کر آپ کے قدم پکڑ لیے اور
عرض کیا کہ آپ ازراہ شفقت گھر کے مردانہ حصہ میں تشریف لے چلیں اور وہاں کچھ
دیر ٹھہریں تاکہ احکام شرعی اور عام رسومات بجالائی جائیں اور آپ کی امانت آپ
کے حوالے کر کے دونوں جہاں کی سرفرازی حاصل کی جائے۔

حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کیا۔

اس نیک انسان نے اپنے قابلِ اعتماد عزیزوں اور قبیلہ کے بڑے بزرگوں سے
اس عجیب معاملہ کا ذکر کیا اور یہ بھیہد ان پر ظاہر کر کے مختصر سے وقت میں شادی کا کام
نہا دیا، زوجین کو مبارکباد دی اور اس نیک خاتون کو انتہائی عزت کے ساتھ بطور جہیز
مال و اسباب دے کر رخصت کیا جبکہ خدمت کے لیے خادم اور دایا بھی ہمراہ کئے یہ
لوگ سفر کے مراحل طے کرتے ہوئے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ
کے مزارِ اقدس کے مقبرہ اولیٰ تک آ پہنچے۔

حضرت شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

”سجادہ نشینوں کا خاندان اور ہمارے جدِ امجد حضرت شیخ سلطان ولی محمد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رحمۃ اللہ علیہ کی تمام اولاد اسی نیک دامن بی بی کے بطن سے ہے“
حضرت شیخ سلطان ولی محمد اکثر غلبہ شوق اور عشق الہی میں سرشار سیاحت کے
لیے بھی جایا کرتے تھے آخری مرتبہ ڈیرہ غازی خان کے شہر مرٹھ میں حضرت غیاث
الدین تنگ براں عادل غازی شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی خانقاہ کے قریب ذوق الہی کی
سرشاری میں پہنچے اور تین شب و روز بڑی مسجد کے قریب ایک سیاہ کبل اوڑھے جام
الست نوش کیے حالت سکر میں بیٹھے رہے لوگ بغرض زیارت آپ کے گرد جمع ہوتے
لیکن شیخ عالم سکر سے عالم ہوش میں نہ آتے۔

آخر تیسرے دن حکم الہی ہوش میں آئے اور زائرین میں سے ایک کا نام لے
کر پکارا:

”اے محمود قصاب! آگے آؤ جو کالی گائے تمہارے پاس ہے اسے
ہمارے پاس لاؤ اور ذبح کر کے راہِ خدا میں تقسیم کر دو ہم اس مسجد کے
حجرہ خلوت میں جاتے ہیں تین دن رات بعد حجرہ میں آنا اور ہماری
تجہیز و تکفین وغیرہ کرنا تم اور تمہاری اولاد ہمارے مزار کی مجاور اور خادم
ہوگی اور ہمیں بڑی مسجد کے قریب کے قبرستان میں دفن کرنا“
(اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

وہ اللہ کا نیک بندہ جو اپنے ہمسایوں سے بہتر سلوک روا رکھتا تھا مجاور بنا بعد
ازاں اس کی اولاد کو مزارِ منور کی مجاور اور خادم ہونے کا شرف حاصل رہا حضرت
مدوح اب تک مشیت رب العزت سے اسی مزار پر انوار میں محو آرام ہیں سجادہ
نشینوں میں سے کسی کو ان کے منتقل کرنے کی مجال نہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند شیخ سلطان محمد حسین اور شیخ سلطان محمد تھے ایک
صاحبزادی تھی جس کا نام معلوم نہیں۔

سجادہ نشین دوم

حضرت سلطان محمد حسین قدس سرہ

شیخ سلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۶۱ ہجری میں زیب سجادہ ہوئے اور اکتالیس (۴۱) برس تک مسند سجادگی پر رونق افروز رہ کر خلق خدا کو فیض پہنچاتے رہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے:

”ولی عہد سلطان باہو محمد حسین“

آپ انتہائی خوبصورت، لطیف طبع، کامل، زاہد، سخی اور پرہیزگار تھے پاکی میں بیٹھا کرتے اور کبھی کبھی نہایت قیمتی گھوڑی پر بھی سوار ہوتے۔

عموماً آپ کا لباس یہ ہوتا:

سر پر گولہ دار نقیس پگڑی بدن پر فراخ جامہ، کھلے پانچے کا پاجامہ اور پاؤں میں قونس، آپ بہت دراز قد اور نازک بدن تھے۔

سلطنت کی طرف سے خانقاہ کے اخراجات کے لیے روزانہ پندرہ روپے نقد ملتے تھے اس کے علاوہ گاؤں کا مالیہ بھی خانقاہ ہی کو ملتا تھا، مریدین اور زائرین جو تحائف اور نذرانے لاتے وہ اس کے علاوہ تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت کا عالم یہ تھا کہ جو کچھ آج ملتا اس میں سے کل کے لیے کچھ بھی نہ رکھتے بعینہ فقر محمدی اور اخلاق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت کرتے، سائل کبھی خالی نہ لوٹتا بلکہ سوال کے موافق عطا کرتے۔

آپ کی سواری کی گھوڑی ایک ہزار روپیہ کی ہوا کرتی تھی اگر کوئی سائل دلیری کر کے گھوڑی طلب کر لیتا تو فوراً عنایت فرما دیتے اور قحط کے ایام میں جب بندگان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خدا کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ ہوتا، آپ لنگر خانے سے ہزاروں بھوکوں کو فی کس آدھ سیر اناج دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وسعتِ قلبی اور پردہ داری کی ایک خوبصورت مثال اس واقعہ سے ظاہر ہے:

”ایک شب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر سے نکل کر نمازِ تہجد کے لیے کنوئیں پر تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے چاند کی روشنی میں دیکھا کہ کسانوں کے مزدور آپ کے اناج کے ڈھیر لوٹ کر سر پر گٹھریاں رکھے شارعِ عام پر آگے پیچھے قطار باندھے چلے آ رہے ہیں، کنوئیں سے گاؤں تک دونوں طرف دیوار تھی اور اُن لوگوں کے لیے کسی صورت بھی کسی اور جانب فرار ہونا ممکن نہ تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منظر دیکھ کر فی الفور سر سے پگڑی اتار کر چادر اوڑھ لی اور ایک دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے تاکہ وہ لوگ سمجھیں کہ کوئی عورت قضائے حاجت میں مشغول ہے اور بے دھڑک چلے جائیں، آپ کو پہچان نہ سکیں اور شرمندگی اور خجالت سے بچ جائیں۔“

یہ سب کچھ اخلاق کی کمالت کے باعث ہے، اس لیے کہ جب مرد انتہائے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو صفاتِ الہی سے مشصف ہو جاتا ہے۔
فرماتے ہیں:

ہمچو صوفی در لباسِ صوف باش

با صفت ہائے خدا موصوف باش

(صوفی کی طرح صوف کے لباس میں رہ اور اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف ہو)

جب نادر شاہ ایرانی نے ہندوستان پر حملہ آور ہو کر تباہی اور بربادی کا بازار گرم کیا اور تمام صوبوں میں بد نظمی اور افراتفری پھیل گئی تو اس وقت ڈیرہ اسماعیل خان اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ڈیرہ غازی خان میں مکمل امن و سکون تھا کیونکہ یہ علاقہ جات خراسان کے ماتحت تھے ان دنوں حضرت شیخ سلطان محمد حسین قدس سرہ نے کمال خاں کے لیے کی حد میں جو صوبہ ڈیرہ جات سے متعلق تھا، نوشہرہ سیداں میں مصلحتاً سکونت اختیار کی اور حکم خداوندی:

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ (۳۱:۳۲)

”اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔“

کے مطابق وہیں آپ کا وصال ہوا (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے ایک شیخ سلطان عظمت دوسرے شیخ سلطان نور محمد تیسرے سلطان محمد سجادہ نشین علیہم الرحمۃ والغفران۔

جب تجہیز و تکفین کے بعد دفن کرنے لگے اور لحد پر اینٹیں رکھی گئیں تو سید پہلوان شاہ معشوق اللہ پوترہ جو نوشہرہ کے سیدوں میں سے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے معماروں سے مخاطب ہوئے کہ خدا کے لیے ذرا لحد کی اینٹیں اٹھاؤ کہ ایک دفعہ اور اپنے حضرت صاحب کی زیارت کر لیں جب اینٹیں اٹھائی گئیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھوں سے بند کفن کھول رہے ہیں یہ منظر دیکھ کر معمار خوف زدہ ہو کر فوراً دور ہٹ گئے اور سید پہلوان شاہ جو مرید و محب صادق تھے حضرت کے چہرہ مبارک کے دیدار سے مشرف ہوئے اور وہیں بے ہوش ہو گئے حاضرین نے سید پہلوان شاہ کو اٹھا کر قبر سے باہر نکالا ان کی حالت یہ ہوئی کہ ایک عرصہ تک مست رہنے کے بعد طبیعت بحال ہوئی اور مدت تک زندہ رہے جب حضرت قدس سرہ کا یوم وصال آتا اور وہی وقت زیارت ہوتا تو بے ہوش ہو جاتے۔ جب علاقہ چناب میں درانیوں کی عملداری قائم ہوئی اور صوبہ ملتان میں امن و

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سکون ہو گیا تو حضرت شیخ حافظ سلطان محمد سجادہ نشین نے اپنے والد مکرم یعنی حضرت شیخ سلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو نوشہرہ مذکور کے قبرستان سے لا کر حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ کے مزار مبارک کے قرب میں دفن کیا۔



سجادہ نشین سوم

حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ

حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ تیسرے سجادہ نشین ہیں، آپ کو یہ بابرکت منصب ۱۲۰۰ ہجری میں ملا اور آپ پورے بائیس (۲۲) سال مسند سجادگی پر جلوہ افروز رہ کر لوگوں کو فیضیاب کرتے رہے۔

آپ کے دو سوتیلے (علاقائی) بڑے بھائی حضرت شیخ عظمت اور حضرت شیخ نور محمد (رحمۃ اللہ علیہما) آپ قدس سرہ سے حسد کیا کرتے تھے۔

بے حسد نبود برادر گر پیغمبر زادہ است

یوسف از بے مہری اخواں بہ چاہ افتادہ بود

(بھائی خواہ پیغمبر زادہ ہی کیوں نہ ہو حسد سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کی بے مہری سے کنوئیں میں پڑے تھے)

ایک روز بڑے بھائیوں کے حسد و بغض کے متعلق اپنے والد صاحب کو خبر دی تو انہوں نے پچشم خود صورت حال کا مشاہدہ کیا اور اس حقیقت کی تصدیق کر کے شیخ سلطان محمد کو ڈیرہ غازی خاں میں تقریباً ایک سو کوس کے فاصلے پر حفاظت پرورش اور تعلیم کے لیے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر خود سے جدا کر کے اپنی ایک عقیدت مند خاتون کے پاس بھیج دیا چنانچہ آپ کئی سال تک وہاں رہے۔

ایک مدت کے بعد آپ کے والد بزرگوار کے دل میں بیٹے کو دیکھنے اور ملنے کا اشتیاق ہوا تو خود سفر کر کے وہاں پہنچے لیکن کچھ فاصلے پر قیام فرمایا اور آنے کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اطلاع کی۔ شیخ حافظ سلطان محمد کے استاد نے فرمایا: بیٹا! آؤ سبق سناؤ، کل آپ کے والد آپ سے سبق سننے آئیں گے، سبق صاف کرلو۔

جب آپ رحمۃ اللہ استاد کو سبق سنانے لگے تو ایک لفظ بھی درست نہ پڑھا گیا، استاد نے سخت خفا ہو کر جھڑکا، مار پیٹ کی اور کہا:

اولڑ کے! تو نے اپنا بھی منہ کالا کیا اور میرا بھی، ہٹ جا میرے سامنے سے اور کوزہ دریا سے بھر کر لا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت کمزور حافظے کے مالک تھے، کئی سال میں قرآن مجید کے چند رکوع بھی حفظ نہ کر سکے، آپ استاد کا کوزہ لے کر شکستہ دل، اشکبار آنکھوں سے دیوار کی سمت چلے چونکہ بچپن ہی میں والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا، والد اور وطن سے جدا ہو کر آئے تھے، اسی بنا پر بے حد دل گرفتہ اور ملول و اداس تھے، نہ تو دریا سے کوزہ بھر سکتے تھے اور نہ استاد کے خوف سے کوزہ خالی واپس لے جاسکتے تھے، اس لیے خالی کوزہ ہاتھ میں لیے کنارِ دریا پر پریشانی کے عالم میں رو رہے تھے کہ دفعۃً کیا دیکھتے ہیں ایک نورانی صورت والے نیک بزرگ موجیں مارتے دریا پر کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں، آپ حیرت زدہ ہو کر ان کا اور ان کی بزرگی کا مشاہدہ کرنے لگے۔

وہ محبِ خدا، صالح بزرگ نماز، سے فارغ ہو کر قدم قدم پانی پر سے خشکی پر تشریف لائے اور شیخ سلطان محمد کے سر پر پیار سے دستِ شفقت پھیرا اور نہایت محبت اور مہربانی سے حوصلہ دے کر پوچھا:

بیٹا! کیوں روتے ہو؟

عرض کیا: مجھے سبق نہیں آتا اور استاد مارتا ہے۔

فرمایا: جہاں تمہارا سبق ہے وہاں سے میرے سامنے پڑھو تا کہ میں تمہارا سبق درست کر دوں۔

اس نرم اور مشفقانہ گفتگو سے آپ کی حالت میں کچھ بہتری اور استقامت پیدا

ہوئی اور آپ نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو صرف ایک لفظ پر اٹکے جہاں ان نورانی صورت بزرگ نے لقمہ دیا آپ کا سبق پہلے سپارہ میں تھا جب آپ پانچویں سپارے تک پڑھ چکے تو ”استادِ کامل اور ہادیِ کامل“ نے آپ کو دعا دی:

”جاؤ! تم نیکوکار اور نیک بخت ہو گے“

اس کے علاوہ آپ کو دریا سے کوزہ بھی بھر کر دیا۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وہ نورانی صورت سراپا رحمت بزرگ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے) کی توجہ سے فیضیاب ہو کر بہت مسرور شاداں و فرحاں انوارِ الہی سے سینہ پر استاد صاحب کے پاس لوٹے اور وہ کوزہ آب ظاہری استاد کی خدمت میں پیش کیا تو استاد جو غصے سے بھرے بیٹھے تھے جھڑک کر کہنے لگے:

اومنہ کالے! تجھے کچھ آتا بھی ہے یا نہیں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: کچھ آتا ہے۔

کہا: پڑھ

آپ نے باطنی استاد کی توجہ اور قوت کے جذبات کے زیر اثر قرآن مجید شروع سے لے کر آ کر تک وہیں کھڑے کھڑے سنا دیا۔

جب آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے آپ کا استاد بے ہوش ہو کر گر پڑا چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی استاد سے کامل فیض حاصل ہو چکا تھا جس کی تاثیر عملاً ظاہر ہو چکی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سراپا نور ہستی کی کشش اور چاہت میں پھر ساحلِ دریا پر اسی مقام پر جا پہنچے جہاں اس ”بعد از خدا بزرگ“ رحمت عالمیان سید ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضِ باطنی حاصل کیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ سال بھر جنگلوں اور دریا کے کنارے پھرتے رہے آبادی میں نہ آئے لیکن اس نورِ مجسم رحمت عالم ہستی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار سے ملاقات اور جد امجد حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے مزار فیض بار کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے جس جگہ آپ شب باشی کے لیے قیام فرماتے لوگ آپ کی محبت و عقیدت کے اسیر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہو جاتے۔

آپ تمام رات کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قرآن مجید پڑھتے جس کی تاثیر سے بندگانِ خدا کے دلوں میں محبت الہی کا ذوق و شوق پیدا ہوتا۔

آپ جس جگہ تشریف لے جاتے اور شب بسر کرتے وہاں کے لوگ آپ کے عقیدت مند اور مرید ہو جاتے چوپائے اور نقدی وغیرہ بطور نذر پیش کرتے حتیٰ کہ آپ منزلیں طے کرتے مع مال و اسباب کے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ سلطان محمد حسین (قدس سرہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اپنے جد کریم حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضری کی سعادت اور فیوض و برکات کے حصول کے بعد جو مال و متاع پاس تھا سب والد گرامی کی خدمت میں پیش کر دیا جو انہوں نے آپ کے دونوں بڑے بھائیوں شیخ سلطان عظمت اور شیخ نور محمد کو دیا۔

چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ وصال فرما چکی تھیں اس لیے آپ مردانہ مکان میں رہتے اور فقیروں اور درویشوں کی خدمت کرتے علاوہ ازیں اپنے والد ماجد کی اکثر خدمات سرانجام دیتے چنانچہ:

”وضو کرانا، نہلانا، سرمونڈنا، سنوارنا، لباس پہنانا، ہانڈی روٹی، بستر بچھانا، پاؤں دباننا وغیرہ خود اپنے دست مبارک سے کرتے اور عمر بھر یہ خدمات بجالاتے رہے۔“

ایک روز آپ کے والد مکرم نے فرمایا کہ مولوی حافظ سلطان حامد کھی جو اکثر

کا کتابت کیا ہوا قرآن مجید ایک صد روپیہ ہدیہ پاتا ہے تم بھی ان سے فن خطاطی سیکھو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشق کے لیے مطلوبہ اسباب لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ایک دفعہ آپ مشق میں مشغول تھے سر جھکائے دیر ہو گئی تو آرام کی خاطر سر اوپر کر کے کمر اور سینہ کو سیدھا کیا جس سے آپ کے سر مبارک سے بال کندھوں پر گرے۔

یہ منظر دیکھ کر استاد نے فرمایا:

”حضرت! صاحبزادگی اور گھنگریالے بال کندھوں پر لٹکانا اور جوانی کی مستی کام نہیں آئیں گے ہنر حاصل کرنا چاہیے۔“

دفعہ آپ نے اپنے استاد کی طرف نگاہ کی جس سے مولوی صاحب پر یہ تاثیر ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت حجام کو بلا کر بال ترشوا ڈالے اور اس کے بعد تمام عمر سر منڈاتے رہے۔

آپ کے استاد صاحب جب ہوش میں آئے تو حضرت کی نظر کیمیا اثر سے صاحب کشف و اسرار الہی ہوئے اور سب سامان کتابت توڑ کر کنوئیں یا دریا میں پھینک دیا..... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پھر کبھی کتابت کا قلم ہاتھ میں نہ لیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس ایک تہبند ایک چادر اور قادری ٹوپی یعنی طاقیہ لاطیہ جو سر کے ساتھ چسپاں ہوتی ہے اور جس کا ذکر صوفیائے کرام کی کتب میں تفصیلاً موجود ہے جو مشائخ عظام خرقہ کے ساتھ اپنے خلفاء کو عطا فرمایا کرتے اس کی تشریح شیخ الاسلام قطب الاقطاب حضرت حاجی محمد فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ کے ملفوظات پر مبنی کتاب ”اسرار الاولیاء“ کی بارہویں فصل میں مندرج ہے وہاں سے دیکھنی چاہیے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس اور چادر اور ٹوپی سے ایک کو کیکر کی جھال سے رنگا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرتے، عیدین اور جمعۃ المبارک کی نمازوں کے وقت دس گز سفید کھدر کی پگڑی زیب سرفرمایا کرتے۔

ایک دن اہل خانہ نے گزارش کی:

”صاحب! کل بعض رشتہ دار آپ سے ملاقات اور خصوصاً خانقاہ مقدس کی زیارت کے لیے آرہے ہیں اس لیے دونوں چادریں سفید زیب تن فرمائی جائیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے اور ڈیرے پر آکر خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر سے ہمارے پہننے کے تمام کپڑے لے آؤ۔

خادم نے تعمیل حکم کی، آپ نے رنگریز کو بلوایا اور دیگچہ منگوا کر تمام کپڑوں حتیٰ کہ لاطیہ ٹوپی کو بھی کیکر کی چھال سے رنگوایا اور رشتہ داروں کی ملاقات سے قبل ہی رنگدار لباس پہن لیا۔

ان رنگے ہوئے کپڑوں کے بوسیدہ ہو کر پھٹنے تک کوئی اور سفید کپڑا نہ پہنا، بعد ازاں حسب معمول ایک سفید اور ایک رنگدار چادر پہننی شروع کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ طبعاً مہربان اور بااخلاق تھے، مسکینوں، فقیروں، درویشوں، عاجزوں اور عالموں پر بے حد شفقت و عنایت اور لطف و کرم فرمایا کرتے اور دنیا دار، بے دین، فاجر، کافر اور حریص سے متنفر رہتے، گھوڑوں اور کھیتی باڑی کے شائق نیز اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز لیکن جو نیک نہ ہوتا اسے اپنے ڈیرے میں داخل نہ ہونے دیتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عمدہ قسم کے گھوڑوں (نرو مادہ) سے خصوصی انس تھا جہاں کہیں سے عمدہ گھوڑے، گھوڑی کی خبر پاتے جس طرح ممکن ہوتا خرید لیتے، سوداگر خراسان اور پنجاب سے بہترین گھوڑے لاتے تو قابل اعتبار لوگوں کو پہلے ہی راستے پر بھیج دیتے اور علاقہ کے صاحبان ثروت سے قبل ہی اچھے اچھے گھوڑے خرید لیے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جاتے۔

غرضکہ آپ کے اصطلبل میں زین ساز اور شہسوار موجود رہتے آپ خود زیادہ گھوڑ سواری نہ کیا کرتے تھے البتہ جب گھوڑے سواری کے لائق ہو جاتے تو اپنے فرزند شیخ سلطان غلام باہو (صاحب مناقب سلطانی کے والد بزرگوار) کو سواری کا حکم فرماتے لیکن انہیں بھی گھڑ سواری کا زیادہ شوق نہ تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ درویشانہ مزاج اور آزاد طبیعت کے مالک تھے آپ خیر پور ٹانویں والہ سے عاشورہ کے دنوں میں اپنے جد امجد حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی زیارت کے لیے آرہے تھے کیونکہ حضرت سلطان العارفین باہو قدس سرہ کا روحانی ارشاد ہے:

”یوم عاشور کو تمام مرید اور فقیر جمع ہوا کریں اور حضرت امامین شہیدین رضی اللہ عنہما اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی نیاز پکائی جائے اور ختم دلایا جائے“

اس وقت حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی روحانی توجہات سے فقیروں اور طالبوں پر وافر فیضان ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ درویشوں صالحین اور مستحقین کے حق میں انتہائی نرم جبکہ بدکار اور متکبر لوگوں سے اجتناب فرماتے حتیٰ کہ ایسے لوگوں کے بارے میں از حد بے پروا تھے آپ کا یہ وصف مثل صحبہ کرام رضوان اللہ علیہم کے تھا جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمانِ ذیشان ہے:

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (التغ: ۲۹)

”کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل“

عشق الہی کے جذبات میں آپ کی چشمان مبارک اکثر اشکبار رہتیں اگر کوئی شخص آپ کے سامنے اسم ذات ”اللہ“ کہتا یا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ علیہم کا ذکر کرتا تو آپ کے جسم مبارک پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

”ایک روز مضافات کا رہائشی ایک شخص جس کا نام امیر اور قوم کا سیال دراج تھا‘ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا کہ آپ کے جسم مبارک پر مذکورہ بالا سبب سے لرزہ طاری ہو گیا‘ اس شخص نے خیال کیا کہ یہ کانپنا محض ریاکاری اور مکر ہے‘ جب وہ شخص گھر چلا گیا تو ٹھیک اس وقت جبکہ اس کے دل میں یہ بے ہودہ خیال آیا تھا‘ اس کا بدن کاپنے لگتا اور وہ اس بد اعتقادی کی وجہ سے تمام عمر اس مرض میں مبتلا رہا اور اس حالت سے کبھی شفا یاب نہ ہو سکا اور اس واقعہ کا راوی بھی وہ خود ہی ہے“

آپ رحمۃ اللہ علیہ شب و روز میں بہت کم لوگوں سے گفتگو فرماتے بلکہ مقررہ وقت میں لوگوں کی عرضوں اور سوالوں کے جوابات مرحمت فرماتے‘ آپ کے حجرہ مبارک میں ایک چارپائی‘ مصلیٰ اور کوزہ ہوتے‘ خاص خاص فقیر نیک ہمسائے بعد از نمازِ عشاء حجرہ مبارکہ میں آپ کی مجلس سے مشرف ہوتے‘ اس کے بعد آپ کسی سے ملاقات نہ فرماتے اور تنہا جنگل میں جا کر عبادتِ الہی میں مشغول ہو جاتے۔

حضرت سلطان العارفین‘ سلطان باہو قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”درویش کے لیے لازم ہے کہ رات کو اکیلا رہ کر یاد الہی میں مشغول ہووے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے انس اور رفاقت کرے اور ہر رات کو قبر کی رات سمجھے کیونکہ قبر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی انیس و رفیق نہ ہوگا‘ جب دن چڑھے اور لوگ جاگیں تو اسے قیامت کا دن سمجھے کہ قبروں سے اٹھے ہیں‘ ہر دن کو اپنے لئے یومِ قیامت سمجھے اور اپنے بُرے اعمال کے محاسبہ میں گزارے“

روایت ہے کہ:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”خليفة ثانی“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک دن اپنے نفس کا محاسبہ کیا تو ہاتھ میں کوڑا لے کر اپنے جسم پر بحالت غضب مارنے لگے حتیٰ کہ جسم زخمی کر لیا، آپ اس فعل سے باز نہیں آتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند گھبرا کر حضرت سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پہنچے اور صورتِ حال عرض کی کہ تین دن رات سے امیر المؤمنین نے خود احتسابی کے سبب اپنے جسم (مبارک) کو زخمی کر لیا ہے اور اس حالت کو ترک نہیں کرتے۔

دونوں صاحبوں نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر انہیں اسی حالت میں دیکھا تو ان کا ہاتھ پکڑ لیا، تسلی دی اور وعظ و نصیحت کی کہ:

”یا امیر المؤمنین! اپنے آپ کو چھوڑ دیں یہ کام نہ کریں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت پر قائم ہیں کیونکہ ایک گھڑی کا انصاف ہزار سالہ عبادت سے افضل ہے“

یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ اس حالت سے باز آئے۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک روز اپنا محاسبہ کیا تو اپنی زبان دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر باہر نکالی، جب بہت دیر تک اسی حالت میں رہے تو آپ کے صاحبزادوں نے باقی تین اصحاب رضی اللہ عنہم کی خدمت میں آ کر صورتِ حال بیان کی، تینوں اصحاب نے آ کر اطمینان دلایا اور آپ کے ہاتھوں سے زبان کو چھڑایا جو زخمی اور سوجی ہوئی تھی، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے چھوڑ دو کیونکہ مجھے اس زبان کے ذریعے ایسا نقصان پہنچا ہے جو بیان سے باہر ہے مجھے اس زبان نے حشر کے حساب میں ڈالا ہے جس کا میں کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ رات کے وقت جنگل میں تنہا عبادتِ الہی کیا کرتے اور صبح خانقاہ مقدس کی بڑی جامع مسجد حضوری میں تشریف لا کر باجماعت نماز ادا کرتے، نماز اشراق کی ادائیگی کے بعد مزار مقدس کی زیارت سے مشرف ہوتے، پھر باہر کی جانب مزار منورہ کی دیوار سے تکیہ لگا کر سجادہ فیض رسانی پر جلوہ افروز ہوتے، آپ کی جبین مبارک پر جلالِ حق کی ہیبت کے آثار نمایاں ہوتے، جس کے سبب درویش اور فقیر اپنے حجروں میں چلے جاتے اور آپ ایک ایک کو اپنے حضور بلوا کر ان پر نوازشات اور عنایات فرماتے، مسکینوں، فقیروں اور حاجت مندوں پر اس قدر شفقت فرماتے کہ اپنا دست مبارک ہر ایک کے سر پر پھیرتے اور نہایت رحم کی وجہ سے اشکبار ہو کر فرماتے:

ان مسکینوں نے ہم سے کیا کھایا؟

اور یہ کہ ہم نے ان کی کون سی خدمت کی، یہ کس طرح گزارا کرتے ہیں؟ پھر جو نئے لوگ زیارت کے لیے آئے ہوتے، اسی جگہ شرفِ ملاقات حاصل کرتے اور اپنی ضرورتیں اور حاجتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سب کی سنتے، محبوں اور عقیدت مندوں سے فارغ ہو کر کھیتی باڑی کے معائنہ کے لیے تشریف لے جاتے پھر اصطبل میں آ کر گھوڑوں کو دیکھتے، اس کے بعد حجرہ شریف میں کھانا تناول فرماتے، جب آپ طعام سے فارغ ہو جاتے تو بڑا دروازہ بند کر دیا جاتا اور کھڑکی کھول دی جاتی، مستورات اور بال بچے حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوتے، انہیں رخصت کرنے کے بعد آپ تھوڑی دیر سو جاتے، بیدار ہو کر اسی جگہ وضو کر کے بڑے دانوں کی تسبیح ہاتھ میں لے کر زبان سے اسم ”اللہ“ کا ذکر کرتے جبکہ قلب عشقِ الہی کے نور سے منور ہوتا، پھر خانقاہ مقدس کی جامع حضوری میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد دیر تک یادِ الہی میں مشغول رہتے، بعد ازاں ڈیرے اور اصطبل میں تشریف لے جاتے اور بقیہ نمازیں ڈیرے کے پاس والی مسجد میں ادا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرتے۔

کھیتی باڑی کا سلسلہ اس قدر تھا کہ چالیس جوڑی بیل سے کاشت کی جاتی تھی، گیہوں جو لنگر میں خرچ ہوتے وہ کم و بیش پانچ سو اونٹ کے وزن کے برابر تھے۔

حضرت شیخ سلطان حامد تحریر فرماتے ہیں:

”ایک دن میں نے اپنے والد و مرشد بزرگوار یعنی حضرت شیخ سلطان غلام باہو قدس سرہ کی زبانی جبکہ آپ اپنے والد ماجد حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ کے حالات بیان فرما رہے تھے سنا کہ ایک شخص کیمیا کا مہوس، حسین شاہ نامی نے ایک عرصہ کیمیا کے حاصل کرنے میں صرف کیا لیکن بے بہرہ اور ناکام رہا۔

آخر حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا شہرہ سن کر خانقاہ مقدس میں حاضر ہوا اور مدت تک قیام پذیر رہا (آخر) ایک روز حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی روحانیت سے اسے ارشاد ہوا کہ جاؤ! شہر سے فلاں فلاں دوائی خرید لاؤ اور اس ترکیب سے انہیں تیار کر لو رائگ (قلعی، عمدہ قسم کا سیسہ) چاندی ہو جائے گی۔

بس حسین شاہ خوش خبری پا کر رخصت ہوا اور شہر جھنگ سیال میں پہنچا اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے حکم کے مطابق رائگ کو چاندی بنا لیا، چونکہ اس نے بہت سی عمر کیمیا گری میں ناکامی اور مفلسی میں گزار دی تھی اس لیے اس کے دل میں بہت سی آرزوئیں اور تمنائیں تھیں کہ جب کیمیا گری میں کامیاب ہوا تو فلاں فلاں خواہش کی تکمیل کروں گا، اسے جب چاندی بنانا آ گیا تو بس پھر کیا تھا؟

رات کو رنڈیوں کا ناچ دیکھنا اور عیاشی کے کام کرنا شروع کر دیئے، ایک رات حضرت قدس سرہ نے اس کے چہرے پر طمانچہ مار کر فرمایا کہ تجھے حلال فن اسی لیے عطا کیا گیا تھا کہ تو بد افعالی میں اسے استعمال کرے؟

اس حالت میں اس سے یہ نعمت سلب کر لی گئی، صبح جب اٹھا تو سر اور داڑھی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

منڈوا ڈالی اور منہ پر سیاہی مل کر گدھے پر سوار ہو کر کوچہ بکوچہ پھرا اور لڑکوں کا ایک گروہ اپنے پیچھے لیا، خوب زور سے ڈھول بجوا کر یہ منادی کروائی:

”جو شخص اپنے مرشد کی نافرمانی کرتا ہے اس کی یہی سزا ہوتی ہے“

رات کے وقت افسردہ و پژمردہ اسی حال بد میں سو گیا تو حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی روحانیت نے ازراہ لطف و کرم پھر اسے زیارت سے مشرف کیا اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:

”حسین شاہ! غم نہ کر! آئندہ تمہارے گناہوں کا نگہبان حافظ حقیقی ہے“

ہم بھی تیری نگہداشت کریں گے، اٹھ! خوش ہو جا! اور سونا چاندی بنا کر راہِ خدا میں صرف کیا کر“

جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے سونا چاندی بنانے کا علم عطا فرمایا، چنانچہ وہ اس علم کے عالم بھی ہوئے اور عامل بھی۔

آپ سونا چاندی بنا کر خانقاہ مقدس کے مسکینوں، فقیروں اور مستحقین کو دیا کرتے، آپ اللہ رب العزت کے مقبول بن گئے اور مدت تک خانقاہ میں معتکف رہے۔

حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ کی وفات

شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

میرے مرشد و والد بزرگوار (حضرت شیخ سلطان غلام باہو قدس سرہ) نے فرمایا کہ اے بیٹا! تمہارے جدا مجد حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ کو کوئی مرض نہ تھا، ہاں! ان دنوں آپ کی طبیعت مبارک میں کچھ سستی معلوم ہوتی تھی لیکن بخار وغیرہ نہ تھا، ایک دن سانس معمول سے کچھ زیادہ تیز محسوس ہونے لگا، میں نے پوچھا تو فرمایا: بیٹا چور بدن میں گھس آیا ہے، لیکن اس کے باوجود آپ نماز و وظائف و دیگر اشغال بدستور کرتے رہے مجھے بھی کسی قسم کا کوئی اندیشہ نہ تھا کیونکہ آپ کی طبیعت میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

استحکام معلوم ہوتا تھا۔

ایک دن تہجد کے وقت مجھے یاد فرمایا..... کہ فلاں گھوڑی پر سوار ہو جاؤ اور رنگ پور کھیڑا میں جا کر فلاں طبیب سے میری کیفیت بیان کر کے کوئی دوا تجویز کرا لاؤ اس وقت آپ کے دستِ اقدس میں گرم پانی کا ایک گھڑا تھا جو کوزے کی شکل کا تھا آپ اسی سے وضو اور غسل کیا کرتے تھے دیر تک مجھ سے گفتگو کرتے رہے میرے دل کو اطمینان ہوا کہ آپ میں اس قدر طاقت ہے کہ پانی سے بھرا ہوا گھڑا تھامے ہوئے ہیں اور اس کے بوجھ کی پروا نہیں۔

میں نے سوار ہو کر گھوڑی کو ایڑ لگائی اور کوئی آدھ پہر دن نکلے میں دو میل کے فاصلے پر تھا کہ آپ نے جانِ جاں آفریں کے حوالے کی۔
(اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

حضرت شیخ سلطان غلام باہو نے مزید فرمایا:

”حاضرین نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ کا فقط ایک ہی لڑکا (غلام باہو) ہے اسے بھی رنگ پور کھیڑا جانے کا حکم دیا ہے فرمایا: وہ آرہا ہے ہم نے اسے مصلحتاً بھیج دیا ہے اس وقت اس کے یہاں ہونے میں مصلحت نہ تھی“

بیٹا جب میں واپس آیا اور مہتاب نور کنی اور آفتاب فیض رسائی کو بظاہر تاریک بادل کے حجاب میں دیکھا تو میری کیفیت یہ تھی کہ حکم باری تعالیٰ نہیں تھا ورنہ میری روح پرواز کر جاتی۔

حضرت شیخ سلطان حامد قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

میں نے ان لوگوں سے جو خاص اس موقع پر حضرت حافظ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھے استفسار کیا تو انہوں نے کہا کہ جب حضرت قطب الدین شیخ غلام باہو اپنے والد ماجد کی خدمت میں ان کے وصال کے بعد پہنچے تو اپنی قبا کے بند

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کھول کر سینہ سینے پر اور لب لبوں پر رکھ کر یہ کلمات عرض کیے:

”بولن کیوں چھوڑیو میاں رانجھیا لوکاں دے آکھے لگ کے؟“

یعنی اومیاں رانجھا! تو نے لوگوں کے کہنے سننے سے بولنا کیوں چھوڑ دیا؟

اس وقت حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ کی داڑھی اور مونچھوں کے بال

آپ کے روئے مبارک پر کھڑے ہو گئے۔ حاضرین میں سے ہر ایک نے اپنی

آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے لب حرکت کرتے تھے لیکن ظاہر میں کوئی کلام نہ کیا۔

اللہ رب العزت کو معلوم ہے کہ امر الہی کی پیروی اور پاس شریعت کے باعث

گفتگو نہ کی۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سجادہ نشین چہارم

حضرت شیخ سلطان غلام باہو قدس سرہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے آپ انتہا درجہ کے سخی، بہادر، فصیح، صاحب کمال، خوبصورت، ذکی، متواضع، خلیق، خاکسار، بارعب، باوقار، مہمان نواز اور غرباء کے دنگیر تھے اکثر اوقات عاجزوں اور بے نواؤں کی چارہ سازی اور ولداری میں رہتے، زاہد تارک دنیا اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرنے والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فقر اختیار اور ریاء سے پاک تھا ظاہر و باطن میں یاد الہی میں مشغول رہتے، آپ عابد، صاحب ورع، صاحب تقویٰ، پابند شرع، صوفی باصفا، مخلص، واقف اسرار الہی، بے نفس صاحب حوصلہ و سبب، بردبار رضائے الہی کے تابع، صاحب علم لدنی، صادق الوعد عاشق باللہ، اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متخلق اور اوصاف الہی سے موصوف تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۹۷ ہجری میں خیر پور ٹانویں المعروف خیر پور کھرائی میں متعدد کرامتوں اور برکتوں سے تولد ہوئے اور ۱۲۲۴ ہجری میں اپنے والد گرامی کے بعد مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہو کر اکتالیس (۴۱) برس تک پیہم خلق خدا کو فیض یاب کرتے رہے۔

تمام عمر مختلف عبادتوں، ریاضتوں، نیکیوں اور اللہ کریم کے پسندیدہ اعمال و افعال میں مشغول رہ کر اس کی رضا کے طالب رہے، بفضلہ تعالیٰ آپ کے اعضاء و جوارح کاملاً صحت مند رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تادم واپس باقاعدگی سے فرائض و سنن و نوافل ادا فرماتے رہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ قدس سرہ کا اسم گرامی

آپ کے پیدا ہونے پر پہلے آپ کا نام قطب الدین رکھا گیا لیکن بعد میں آپ غلام باہو کے نام سے مشرف و معروف ہوئے، تبدیلی نام کی وجہ یہ تھی کہ حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ کے تین صاحبزادے ایک خاص عمر تک پہنچ کر بیمار ہو کر وفات پا گئے، جب چوتھا فرزند عنایت ہوا تو اس کا نام قطب الدین رکھا گیا مگر وہ بھی اسی عمر کو پہنچ کر بیمار ہو گیا، حضرت حافظ صاحب قدس سرہ شکستہ دل ہو کر خیر پور مانوئیس سے اپنے جد مکرم حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور مدد طلب کی، وہاں سے ارشاد ہوا کہ اس کا نام ”سلطان باہو“ رکھو، حضرت حافظ صاحب نے مراقبہ میں التجاء کی کہ بجائے سلطان باہو کے ”غلام باہو“ نام رکھنے کی اجازت مرحمت ہو تو بہتر ہو گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس وقت آپ کا نام مبارک غلام باہو ہو گیا، اپنے بزرگوں کی دعاؤں سے آپ قدس سرہ نے طویل عمر پائی اور اللہ رحمن و رحیم نے آپ کو بکثرت اولاد سے نوازا۔

حضرت شیخ سلطان حامد قدس سرہ فرماتے ہیں:

ایک دن میں اپنے بزرگوار (شیخ سلطان غلام باہو قدس سرہ) کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ صاحب اسیر حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ کا تذکرہ ہوا، آپ نے فرمایا:

”بیٹا! ابھی میں بچہ تھا کہ لوگوں نے میرے والد ماجد (شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ) کو اطلاع دی کہ صاحب اسیر آپ کے گاؤں کے پاس فلاں مقام پر تشریف فرما ہیں، چونکہ آپ ان مقامات کے بے حد شائق تھے، فوراً اٹھ کر ان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے لیکن انہیں وہاں نہ پا کر لوٹ آئے، دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا، بعد ازاں بہت لوگوں نے بتایا کہ صاحب اسیر آپ کے گاؤں کے پاس سے گزر رہے ہیں لیکن...

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ بالکل نہ اٹھے لوگوں نے پوچھا کہ قبل ازیں تو آپ کئی مرتبہ فاصلے پر ان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور اب گاؤں کے باہر ہیں تو بھی آپ نہیں اٹھتے؟ فرمایا: لوگو! ہماری خواہش اور کوشش سے ملاقات ممکن نہیں، حتیٰ کہ وہ خود نہ چاہیں۔“

موسم گرما کی ایک رات میں جبکہ چودھویں کا چاند تاباں تھا، میں بیدار ہو کر چاند کی جانب متوجہ تھا اور مجھ پر مسرت و انبساط کی کیفیت طاری تھی، اس وقت میں ایک بڑے پلنگ پر تھا، ایک طرف والدہ صاحبہ اور دوسری طرف والد صاحب مجھ پر سے پھراڑا رہے تھے کہ اچانک گھر کے دروازے پر کسی نے ندا دی:

”گھر والے جاگتے ہیں یا سوئے ہوئے ہیں۔“

میرے والد بزرگوار (شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ) فی الفور اٹھے، ٹوپی سر پر اور چادر کندھوں پر رکھ کر پلنگ پر سے نیچے اترے۔ میری والدہ صاحبہ نے پوچھا:

حضرت! کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

فرمایا: حضرت صاحب اسیر ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں۔

جب آپ تنہا ان کی خدمت میں پہنچے تو دونوں صاحب گاؤں کے باہر بیر کے ایک درخت تلے پاک صاف جگہ پر جا بیٹھے، نمازیں بھی وہیں ادا کیں اور اپنی دلی مرادیں بھی پوری کیں یعنی ہر ہائے باری تعالیٰ سے ایک دوسرے کو آگاہ کیا اور مردانِ خدا کے اسرارِ منکشف کیے جن سے نامحرم واقف نہیں۔

حضرت صاحب اسیر قدس سرہ میں ایسا اثر تھا کہ لوگ گروہ درگروہ آپ کے پیچھے پھرتے تھے۔ دونوں دوست چاشت تک اسی خلوت میں ہم نشین رہے، اس اثناء میں لوگ کثیر تعداد میں جو حضرت صاحب اسیر کی زیارت کے مشتاق و خواہش مند تھے، اس درخت کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت صاحب اسیر نے فرمایا: ہمارے ہم نام کو بلاؤ۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عام لوگ تو اس مبہم بات کو نہ سمجھ سکے پس میرے والد ماجد نے فرمایا کہ حضرت صاحب اسیر میرے فرزند کو یاد فرماتے ہیں (مطلب یہ کہ حضرت صاحب اسیر کا اسم مبارک محکم الدین تھا اور میرے والد بزرگوار کا نام بھی بچپن میں قطب الدین تھا) دایا نے گھر جا کر میری جدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ حضرت محکم الدین صاحب آپ کے صاحبزادے کو یاد فرماتے ہیں انہوں نے اپنے بیٹے کا کرتہ اتار کر بالکل برہنہ کر کے بچہ دایا کے حوالے کیا جو عورتیں حاضر مجلس تھیں انہوں نے حیران ہو کر استفسار کیا کہ ایک بزرگ کی خدمت میں اپنے بچے کو برہنہ کر کے کیوں بھیجتی ہیں۔

فرمایا: ”اس واسطے کہ ولی اللہ کا دست مبارک میرے بچے کے برہنہ بدن پر لگے تاکہ کپڑے پر“

میرے والد ماجد فرماتے تھے کہ بیٹا! حضرت صاحب اسیر نے مجھے اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:

”یہ لڑکانیک اور کامیاب ہوگا اور اس کی عمر بہت زیادہ ہوگی۔“

مزید فرمایا: اس وقت کا دیکھا ہوا حلیہ مبارک اور چہرہ منور مجھے اب تک یاد ہے۔

حکم مجاہدہ

حضرت شیخ سلطان غلام باہو قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے حکم دیا کہ جاؤ کوہِ غوث پر جا کر مجاہدہ کرو گزشتہ اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) بھی اسی پہاڑ پر جا کر چلہ کشی کرتے تھے اور یادِ الہی میں مشغول ہوا کرتے تھے اس لیے یہ قدیم ہی سے بابرکت مقام ہے۔ میں دست بستہ اٹھ بیٹھا۔

فرمایا: اتنا عرصہ وہیں محکف رہ کر عبادتِ الہی میں مصروف رہنا اور فلاں دن

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شخص کے گھر جانا، وہ درویش گھوڑا لیے تمہارا منتظر کھڑا ہوگا اور لوٹتے وقت سوار ہو کر خدمت گاروں کے ہمراہ آنا۔

چونکہ حکم تھا اس واسطے تنہا پیادہ روانہ ہو گیا۔

صاحبِ دل درویشوں کا یہ حال ہے کہ ناز و نعمت میں پلا ہوا اکلوتا بیٹا، جس کے لیے اعلیٰ قسم کے گھوڑوں سے بھرا اصطبل موجود انواع و اقسام کی نعمتیں دستیاب، لنگر فیض اثر سے کثیر لوگ فیضیاب، اللہ تعالیٰ کا دیا بہت کچھ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور نگہبانی میں بیٹے کو دور دراز علاقہ غیر میں پہاڑ پر روانہ فرما دیا۔ راستے دشوار گزار اور منزلیں کٹھن، چولستان کا جنگل، راہ میں ہزار مشکلیں اور خطرات مگر یہ اللہ والے ہیں اور اللہ والوں کی یہی شان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے مشکلات کو خاطر میں نہیں لاتے، اللہ والوں کی شان تو یہ ہے کہ بے خطر آتشِ نمرود میں کود پڑا کرتے ہیں۔

القصد آپ قدس سرہ نے سفر و سیاحت اور ریاضت و مجاہدات کی منزل طے فرمائی لیکن آپ نے ان اسرار کو ظاہر نہ فرمایا کہ کن اشغال میں مشغول رہے، صرف اس قدر فرمایا کہ میں حکم کے موافق عمل کرتا رہا اور مقررہ دن کلور کوٹ درویش کے ہاں پہنچا تو اسے گھوڑا لیے اپنا منتظر پایا۔

دوسرے دن جب میں اپنے والد بزرگوار کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو

فرمایا:

”بیٹا! ایک دن تمہارے جد امجد نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی کہ رات

کو دریا کے کنارے فلاں عبادت کیا کرو۔“

نیز ایک روز ازراہ شفقت فرمایا:

بیٹا ایک دن میں اپنے والد ماجد (حضرت شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ) کی

خدمت میں ملتصع رہا کہ مجھے تہجد کا نماز میں اتنا غور ہوا تاہی کسی ایسے شخص سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اجازت لینی چاہیے جس نے کبھی ناغہ نہ کیا ہو اور یہ بھی آپ کی شفقت پر منحصر ہے۔
فرمایا: اچھا بتائیں گے۔

ایک دن ایک درویش کو حکم دیا کہ فلاں فلاں گھوڑی پر زین ڈال کر لاؤ۔
درویش نے حسب الحکم تعمیل کی۔

فرمایا: دونوں ایک ایک گھوڑی پر سوار ہو جاؤ، اور ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب
کے گاؤں بگوانی میں میاں جو سانامی درویش کے پاس چلے جاؤ، اسے حضرت سلطان
باہو قدس سرہ کی زبان حق بیان سے تہجد کی اجازت حاصل ہے۔

میں درویش کے ہمراہ منازل طے کرتا ہوا مذکورہ گاؤں میں پہنچا اور میاں جو سانامی
درویش کمال (کہار، کوزہ گر) کا پتہ پوچھا۔

ملاقات پر میں نے دیکھا کہ درویش مذکور نورانی چہرہ والا معمر آدمی ہے، میں اس
کی زیارت سے بہرہ ور ہوا، اس کی خیریت معلوم کی اور اپنی بتائی۔
اُس نے آنے کی وجہ دریافت کی تو میں نے اپنا مقصد بیان کیا۔ وہ سنتے ہی
میرے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا:

”حضرت میں آپ کا غلام اور خدمت گار ہوں، جو کچھ ہے آپ ہی کی
جناب سے عطا ہوا ہے، آپ رات یہیں آرام کریں، تہجد کے وقت وضو
کروانے کے لیے حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔“

رات اس کی مہمانداری کے بعد میں سو گیا، میں گہری نیند سویا ہوا تھا کہ وہ ایک
ہاتھ میں پانی کا کوزہ لیے دوسرے ہاتھ سے میرے پاؤں سہلانے لگا، بیدار ہو کر میں
نے یہ منظر دیکھا، میں اٹھا اور وضو کر کے مصلیٰ پر بیٹھ گیا، اس نے میرے پاس بیٹھ کر
نماز تہجد کی اجازت دی اور ترتیب سمجھائی، چنانچہ میں نے نماز تہجد ادا کی، صبح رخصت
ہو کر حسب سابق منزلیں طے کرتے کرتے والد مکرم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا
اور میاں جو سانامی کے تمام احوال عرض عرض کئے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس کے بعد پھر دلی شفقت کے سبب فرمایا:

”بیٹا! جس شب نماز تہجد کی ادائی میں مجھے دیر یا سستی ہو جائے فوراً میاں جو سا کوزہ بدست میرے پاؤں سہلا کر تہجد کے لیے بیدار اور تیار کر دیتے ہیں ان کی روحانیت کے یُمن (برکت) سے میری غفلت دور ہو جاتی ہے اور اللہ رب العزت سے نماز تہجد کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے کسی دیگر مشغولیت کی وجہ سے اگر دیر سے سوؤں تو بھی وقت مقررہ پر آنکھ کھل جاتی ہے۔“

مزید فرمایا: بیٹا! ایک دن مجھے والد بزرگوار نے حکم دیا:

”اے غلام باہو! فلاں درویش کو ہمراہ لے کر لسکانی والہ میں قاضی نور احمد صاحب کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عمل کی اجازت کے لیے التماس کرو اور غازی ججیانہ کے لیے جولیہ کمال خاں میں قید ہے کی رہائی کے لیے دعا کی درخواست کرو پھر اپنی والدہ کے لیے ضیق النفس (سنگی سانس) کا علاج دریافت کرنا نیز اپنے نزلہ کا علاج بھی پوچھنا۔“

میں فی الفور آداب بجالا کر سوار ہو گیا اور فاصلہ طے کرتا ہوا تقریباً ڈیڑھ چہر دن چڑھے لسکانی والہ جا پہنچا دیکھا تو قاضی صاحب مسجد اور خانقاہ میں نہ تھے۔

میں نے دریافت کیا کہ حضرت کہاں ہیں؟

لوگوں نے بتایا: گھر تشریف لے گئے ہیں۔

میں نے کہا: ہمارے آنے کی اطلاع کرو۔

لوگوں نے کہا: بے فائدہ ہے حضرت کا معمول ہے کہ وقت مقررہ سے قبل تشریف نہیں لاتے۔

میں نے کہا: ہم شوق زیارت میں بہت فاصلہ طے کر کے دور سے آئے ہیں۔

وہ کہنے لگے: ہم اطلاع کیے دیتے ہیں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ بادشاہ

تیور شاہ دزانی بے وقت حاضر ہوئے تھے تو انہیں بھی مقررہ وقت تک منتظر رہنا پڑا تھا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور حضرت قاضی صاحب نمازِ ظہر کے وقت تشریف لائے تھے تب بادشاہ نے زیارت وزمین بوسی کا شرف حاصل کیا تھا۔

آخر کار پڑوس کی ایک خاتون نے ہمارے آنے کی اطلاع کی تو آپ معلوم ہوتے ہی باہر جلوہ افروز ہوئے اور تا دیر ہمارے ساتھ مجلس کی پھر مہمانداری کی خاطر حرم سرا میں تشریف لے گئے۔

خدمت گار عورتیں جو اندر سے آئیں کہنے لگیں:

”حضرت قاضی صاحب نے اندر جا کر اپنے اہل خانہ کو فرمایا ہے کہ آج ایک خوبصورت نوجوان فلاں شخص کا فرزند میری ملاقات کے لیے علاقہ چناب سے اپنے جد امجد حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ کی خانقاہ سے آیا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر آفت اور بدنگاہی سے محفوظ رکھے کہ اس سے پہلے ایسا حسین اور پسندیدہ جوان کبھی نہیں دیکھا۔“

جن لوگوں نے حضرت قاضی صاحب کا بے وقت جلوہ افروز ہونا دیکھا یا سنا انہیں بہت تعجب اور حیرت ہوئی کہ حضرت قاضی صاحب بادشاہ کی ملاقات کے لیے بے وقت تشریف نہ لائے اور اس شخص کو ناصرف اسی وقت شرف ملاقات سے نوازا بلکہ دیر تک ہم نشیں رہے۔

جب میں دوپہر کے وقت محو آرام ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قاضی صاحب مجھے اپنے حرم سرا میں لے گئے ہیں۔

حضرت قاضی صاحب نمازِ ظہر کے وقت باہر تشریف لائے تو میں نے حاضر خدمت ہو کر جو ضروری باتیں تھیں دریافت کیں۔ میری والدہ صاحبہ کے تنگی سانس کے لیے فرمایا کہ سروسوں کا تیل ناک میں ڈالنا اور میرے تزلے کے لیے فرمایا کہ بغیر پیٹھے کے دودھ مت پینا خواہ گڑ ہی ملے کیونکہ پیٹھا ملا ہوا دودھ انسان کے لیے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے آپ کا دماغ کمزور ہو گیا ہے اب پرہیز کیا کریں یعنی کچا گھی نہ کھائیں اور جو مرغن چیز پکائیں اس سے پہلے اجوائن یا کوئی اور خشک چیز ضرور کھالیا کریں اور کھانے کے دو تین گھڑی (تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے) بعد پانی پیا کریں مرغن کھانے کے ساتھ ہی پانی پینے کی عادت ترک کر دیں۔

جب میں میاں غازی ججیانہ کے لیے دعا کے واسطے ملتمس ہوا تو آپ نے دعا کے لیے اپنے دست مبارک نہ اٹھائے اور فرمایا:

”اسے کہو: سوتے وقت دوسو (۲۰۰) مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرے“

الحمد لله رب العلمین ان بزرگوں کی توجہ سے میاں غازی ججیانہ نے قید سے رہائی پائی والدہ صاحبہ کی ناک میں سروسوں کا تیل ڈالنے سے بفضلہ تعالیٰ انہیں شفا ہو گئی۔

میرے والد مکرم نے قاضی صاحب سے عمل کی اجازت حاصل کرنے کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کیا:

میں نے انہیں بابرکت اور صاحب کمال دیکھ کر دریافت نہیں کیا۔

فرمایا: بیٹا! عمل بھی کمالیت کی علامت ہے۔

میں نے خواب میں قاضی صاحب کا مجھے اپنے حرم سرا میں لے جانا عرض کیا تو فرمایا:

بیٹا غلام باہو! تیری اولاد میں سے کسی کا نکاح قاضی صاحب کے خاندان میں ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا فرمایا یعنی میرے فرزند میاں خدایار کی شادی اسی خاندان میں ہوئی۔

حضرت شیخ سلطان حامد ابن شیخ سلطان غلام باہو رحمۃ اللہ علیہما تحریر فرماتے ہیں: مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ میرے والد گرامی قدس سرہ کی یہ عادت تھی کہ بغیر بیٹھے کے دودھ نہیں پیا کرتے تھے اور اگر کسی قسم کا بیٹھا دستیاب نہ ہوتا تو گڑ ہی پر

اکتفا فرماتے حتیٰ کہ یہ عادت پختہ ہو گئی، اگر مصری، چینی، شکر وغیرہ موجود ہوں تو بھی گڑ ڈال کر پیتے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: بیٹا! ایک مقبول شخص کی زبانی میں نے سنا ہے کہ دودھ میٹھا ڈال کر پیو خواہ گڑ ہی ہو، اور یہ مجھے فائدہ بھی دیتا ہے۔

آپ ہر موسم خریف (خزاں) کے آغاز میں سونف کے چاول کوٹے ہوئے اور سوٹھ مدبر یعنی رات کو صاف پانی میں بھگوئی ہوئی گھی میں بھون کر کوٹ چھان کر برابر شکر سفید (کھانڈ) ملا کر اس کا سفوف حاضرین کو عنایت فرمایا کرتے اور چونچ جاتا وہ اپنے پاس رکھتے، پھر یہ سفوف تھوڑا تھوڑا گاہ بگاہ بلا ضرورت خود بھی استعمال فرماتے اور دوستوں اور اہل و عیال کو بھی دیتے۔

میں نے عرض کیا:

حضرت آپ اتنی محبت سے یہ نسخہ تیار کرتے ہیں اور خود باقاعدہ استعمال نہ کر کے ہر شخص کو بغیر ضرورت عنایت فرماتے ہیں۔

فرمایا: بیٹا! یہ نسخہ مجھے حضرت نور محمد چیلہ صاحب کلاں علیہ الرحمہ نے خفقانِ بلغمی اور ریچی بیماریوں کے لیے تیرہ دن سے عنایت فرمایا تھا کہ ہر فصل خریف کے آغاز میں تیار کر کے رکھیں اور کھایا کریں بہت مفید ہے، سو بیٹا! میں اللہ والوں کے فرمان پر عمل پیرا ہوتا ہوں۔

ایک مرتبہ تنہائی میں آپ پر رقت طاری ہو گئی تو مجھے فرمایا:

بیٹا سلطان حامد!

”میں نے تین مردانِ خدا کو مجنوں کی طرح عشقِ الہی میں ایسا کمزور اور دبلا دیکھا ہے کہ ہڈیوں پر صرف چمڑا ہی چمڑا ہے گوشت کا نام تک نہیں۔“

میں نے استفسار کیا: حضرت! وہ کون سے ہیں؟

فرمایا: ایک حضرت قاضی نور احمد صاحب لسکانی والا دوسرے حضرت سید

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لطان اعظم شاہ صاحب دندی والا پھر آپ خاموش ہو گئے تو میں نے پوچھا کہ
حضرت! تیسرے صاحب کون ہیں؟

آپ زار زار روئے اور دیر تک خاموش رہ کر فرمایا:
”مجھ مسکین کے والد ماجد شیخ حافظ سلطان محمد قدس سرہ“۔

حضرت شیخ سلطان غلام باہو قدس سرہ کا وصال

آپ نے ۱۲۶۳ ہجری کو پانچویں جمادی الآخر سوموار (پیر) کے روز وقت عصر
جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!
تمام رات حاضرین کے ساتھ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کا ذکر جاری رہا۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سجادہ نشین پنجم

حضرت شیخ سلطان حافظ صالح محمد قدس سرہ

حضرت شیخ سلطان حامد قدس سرہ نے ان کے متعلق تحریر فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اس ذاتِ ملکی، منبع فیوضات، مصدرِ حسنات کو تادیر زندہ رکھے، صاحبِ استقامتِ اعلیٰ ہیں، خاص اللہ تعالیٰ کی خاطر عبادت و ریاضت کرتے ہیں جن میں فخر، تکبر یا خود پسندی کی بو تک نہیں آتی، آپ فروتن خاکی، خالص بندہ خدا، صاحبِ وقار و متخلق باخلاقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نفس کش و روح پرور درویش، فقیروں اور مسکینوں کے خادم، دردمندوں اور محتاجوں کے ہمدرد و حاجت روا، بے حرص، بے ہوا و بے طمع، اگرچہ ظاہر میں صاحبِ اسباب و تسخیرات لیکن حقیقت میں سب کچھ راہِ خدا میں دے دیتے ہیں، صوفی باصفا، اعلیٰ درجہ کے موحّد، صاحبِ شرع و ورع، طریقت کے تمام راستے طے کیے ہوئے، حقیقتوں کے محقق، معارف کے عارف، معنوی رموز کے نکتہ دان، علم لدنی کے عالم، حافظِ قرآن اور فصیح البیان، صاحبِ جمال و صاحبِ قوتِ روحانی، مسند نشین فیضِ رسانی، جو کچھ آپ کے فیضِ منزلِ دل میں آتا ہے بحکمِ الہی ویساعی ہو جاتا ہے۔“

(تادم تحریر ”مناقبِ سلطانی“ پانچویں سجادہ نشین، عیدِ حیات تھے)

نوٹ: بعد کے سجادہ نشینوں کے احوال جاننے کے لیے خانوادہ حضرت سلطان العارفین سلطان بابو قدس سرہ کے چشم و چراغ جناب ڈاکٹر سلطان الطاف علی

صاحبِ کرامت، مطالعہ فرمائیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں جن بزرگوں کا ذکر ملتا ہے

ان کے نام

حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی، حضرت ابوسعید ابوالخیر، حجۃ الاسلام حضرت امام محمد الغزالی، حضرت ابوسعید خرزلی، حضرت مولانا جلال الدین رومی، حضرت خواجہ شمس تبریز، حضرت شیخ فرید الدین عطار، حضرت شیخ سعدی شیرازی، حافظ شیرازی، حضرت غوث الملک مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت شاہ رکن عالم، محبوب الہی حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء، نظامی گنجوی، حضرت خواجہ بایزید بسطامی، حضرت رابعہ بصری، حضرت خواجہ شفیق بلخی، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت ابوبکر واسطی، حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت خواجہ جنید بغدادی، صاحب تبریزی، مرغوب تبریزی، خاقانی، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت عبداللہ انصاری، حضرت عبداللہ ابن عباس (رحمۃ اللہ علیہم ورضی اللہ عنہم)۔

حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

صاحب ”مناقب سلطانی“ کے مطابق!

حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک سو چالیس کتب عربی و فارسی میں تصنیف کیں، لیکن ان میں سے بیشتر کتب محفوظ نہ رہ سکیں، حضرت نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں درویشوں کے قلمی نسخوں سے تقریباً ایک سو کے لگ بھگ کتابوں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکے لیکن جو فارسی کتب دستیاب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں ان کی تعداد پنجابی (ابیاتِ باہو) کے علاوہ تیس کے قریب ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱)	اَسرارِ قادری	(۲)	امیر الکونین
(۳)	اورنگ شاہی	(۴)	توفیق الہدایت
(۵)	تغِ برہنہ	(۶)	جامع الاسرار
(۷)	حجت الاسرار	(۸)	دیدار بخش
(۹)	دیوانِ باہو	(۱۰)	رسالہ روحی
(۱۱)	سلطان الوہم	(۱۲)	شمس العارفین
(۱۳)	عقل بیدار	(۱۴)	عین العارفین
(۱۵)	عین الفقر	(۱۶)	فضل اللقاء
(۱۷)	قرب دیدار	(۱۸)	کشف الاسرار
(۱۹)	کلید التوحید صغیر	(۲۰)	کلید التوحید کبیر
(۲۱)	کلیدِ جنت	(۲۲)	گنج الاسرار
(۲۳)	مجالسۃ النبی	(۲۴)	محبت الاسرار
(۲۵)	محکم الفقراء	(۲۶)	محکم الفقر صغیر
(۲۷)	محکم الفقر کبیر	(۲۸)	مفتاح العارفین
(۲۹)	نور الہدیٰ صغیر	(۳۰)	نور الہدیٰ کبیر

اور پنجابی زبان میں مشہور و معروف ”ابیاتِ باہو“۔

ابیاتِ باہو

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی پنجابی صوفیانہ شاعری کا حسین و جمیل مرقع ”ابیاتِ باہو“ خواص و عوام میں معروف و مقبول ہے جس طرح آپ کی دیگر فارسی تصانیف بلند پایہ ہیں اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پنجابی صوفیانہ کلام بھی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

منفرد مقام کا حامل ہے، عام لوگ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نثری تصانیف تصوف سے محض علمی استعداد کے فقدان کے باعث مستفید نہیں ہو سکتے، خصوصاً ہمارے دیہاتوں میں رہنے والے پس ان کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ایک نعمت بے بہا سے کم نہیں، (عام مشاہدہ ہے کہ) وہ لوگ اسے سنتے پڑھتے اور سمجھنے کی کوشش ضرور کرتے ہیں، ”ایاتِ باہو“ کے اکثر مصرعے تو ضرب المثل بن چکے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس صوفیانہ پنجابی کلام میں:

وحدانیت و عشق الہی، تعریف و توصیف و محبت و اطاعتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، محبت و مدحِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کلمہ طیبہ کہ اہمیت و اسرارِ طلبِ حق و منزلِ حق، اسرار و رموزِ تصوف، مقام و اہمیتِ مرشدِ کامل، دنیا پرست و ریاضکار علماء و قراء و فقراء کی مذمت، دنیاوی عارضی زندگی کے کھیل تماشا ہونے اور اس پر فریفتہ ہو کر آخرت کی اصل زندگی سے اعراض کرنے کی مذمت، نجس دنیا کی ظاہری دل فریبی و خوبصورتی کی نقاب کشائی اور اس کی اصلیت کی رونمائی کے علاوہ متعدد ایسے مضامین ملتے ہیں جو انسان کے دل کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں عشقِ حقیقی کی اہمیت کو اکثر مقامات پر بیان فرمایا ہے اور سلامتی، عشق کو سلامتی، ایمان پر فوقیت دی ہے کیونکہ ایمان کی حد ہو سکتی ہے کہ ایمان کی انتہا جنت ہے لیکن عشق کی انتہا کوئی نہیں، عشق لا انتہا ہے حتیٰ کہ مکان و لامکان بھی عشق کی وسعتوں میں سما سکتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی ایات میں حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ والا صفات کو اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز و محور تسلیم کیا ہے اور صاف

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محسوس ہوتا ہے کہ سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی محبت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وجود میں خون کی طرح گردش کرتی ہے۔

الغرض! ”ابیاتِ باہو“ میں بہت سی حقیقتوں کا بیان ہے، تلخ بھی اور شیریں بھی، پس یہ ہمارے سامنے ایک آئینہ ہے اور ہم اس میں.....!!!



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمان باہورحمۃ اللہ علیہ:

”اگر تُو آئے تو دروازہ کھلا ہے نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے“

رنگِ تصوف

(خصوصاً) حضرت سلطان باہورحمۃ اللہ علیہ

کی کتب سے منتخب اقتباسات

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

”تمام محامد پروردگارِ عالم کو زیبا و لائق ہیں جس کی ذات کو ہمیشگی ہے اور جس کی شان زندے کو مردے اور مردے کو زندہ سے نکالنا ہے۔“

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (۱۹:۳۰)
”وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے۔“

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ (۱۱:۳۳)

”اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتادیکھتا ہے“

نعت

”درود لا محدود جناب سید السادات پر جنہیں کل مخلوقات پر شرف ہے اور جو ہدایت اور دین حق کے اولوالعزم رسول ہیں اور جن کی شان میں خداوند کریم نے فرمایا ہے:

لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ أَفْلَاكَ:

(یعنی) ”اے حبیب! اگر تم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کبھی نہ بناتے۔“ (حدیث قدسی)

اور جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (۳:۳)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (عین الفقر کلاں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیدنا حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری ثمالا ہوری رقمطراز

ہیں:

حضرت محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علوم تین طرح کے ہیں:

(۱) علم من اللہ (۲) علم مع اللہ (۳) علم باللہ اس کو علم معرفت کہتے

ہیں۔

علم من اللہ کا نام علم شریعت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے ہماری طرف احکام نازل کر کے اس کی ادائی ہم پر لازم قرار دی ہے۔

علم مع اللہ کا نام علم مقامات علم طریق حق اور اولیائے کرام کے درجات کا بیان ہے لہذا اس کی معرفت شریعت کی پیروی کے بغیر صحیح نہیں ہوتی اس طرح شریعت کی پیروی اظہار مقامات کے بغیر درست نہیں۔

حضرت ابوعلی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

العلم حیوة القلب من الجهل ونور العین من الظلمة .

”جہالت اور تاریکی کے مقابلے میں علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔“

مطلب یہ کہ جہالت کے خاتمہ سے دل کی حیات اور کفر کی تاریکی دور ہونے سے آنکھ کی روشنی یقینی ہے جس کو معرفت کا علم نہیں اس کا دل جہل سے مردہ ہے اور جس کو شریعت کا علم نہیں اس کا دل نادانی کا مریض ہے۔

پس کافروں کے دل مردہ ہیں کیونکہ وہ خدا کی معرفت سے بے بہرہ ہیں اہل غفلت کا دل بیمار ہے کیونکہ وہ اللہ کے فرمان سے بہت دور ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت ابوبکر و زاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جس نے صرف علم کلام پر اکتفا کیا اور زہد نہ کیا وہ زندیق ہے اور جس نے علم فقہ پر قناعت کی اور تقویٰ اختیار نہ کیا تو وہ فاسق ہے۔“

ان کا مفہوم یہ ہے کہ:

”جس نے صرف توحید کی عبارتوں کا ہی علم اختیار کیا اور زہد نہ کیا وہ زندیق بن جاتا ہے اور جس نے بغیر پرہیزگاری کے علم فقہ و شریعت کو پسند کیا وہ فاسق و فاجر بن جاتا ہے۔“

مطلب یہ کہ بغیر درستی معاملہ و مجاہدہ مجرد توحید جبر ہے۔

علم فقہ یعنی شریعت کی احتیاط کا نام ”تقویٰ“ ہے جو اسے بغیر ورع و تقویٰ کے پسند کرتا ہے اور رخصت و تاویل اور تعلق و شبہات کے درپے ہو کر مجتہدین عظام کے مذہب سے نکل جاتا ہے وہ جلد ہی بآسانی فسق کے گڑھے میں گر پڑتا ہے اور ان باتوں کا ظہور بر بنائے غفلت ہوتا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

”تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو: ایک غافل علماء سے دوسرے مدہنت (خوشامد چرب زبانی) کرنے والے فقراء سے تیسرے جاہل صوفیاء سے۔“

غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ بنا رکھا ہے اور شریعت میں آسانی کے متلاشی رہتے ہیں حکمرانوں کی پرستش کرتے ظالموں کا دامن پکڑتے ان کے دروازوں کا طواف کرتے ہیں خلق میں عزت و جاہ کو اپنی محراب گردانتے ہیں اپنے غرور و تکبر اور اپنی خود پسندی پر فریفتہ ہوتے ہیں دانستہ اپنی باتوں میں رقت و سوز پیدا کرتے ہیں ائمہ اور پیشواؤں کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں بزرگان دین کی تحقیر کرتے ہیں اگر ان کے ترازو کے پلڑے میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دونوں جہان کی نعمتیں رکھ دو تب بھی وہ اپنی مذموم حرکتوں سے باز نہ آئیں گے، کینہ و حسد کو انہوں نے اپنا شعارِ مذہب قرار دے لیا ہے، بھلا ان باتوں کا علم سے کیا تعلق؟

علم تو ایسی صفت ہے جس سے جہل و نادانی کی باتیں اربابِ علم کے دلوں سے فنا ہو جاتی ہیں۔

مداہنت کرنے والے فقراء وہ ہیں جو ہر کام اپنی خواہش کے مطابق کرتے ہیں، اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہو، وہ اس کی تعریف و مدح کرتے رہیں گے اور جب کوئی کام ان کی خواہش کے خلاف ہوتا ہے چاہے وہ حق ہی کیوں نہ ہو تو وہ اس کی مذمت کرتے ہیں اور مخلوق سے ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں جاہ و مرتبہ کی طمع ہوتی ہے اور عمل باطل پر خلق سے مداہنت کرتے ہیں۔

جاہل صوفیاء وہ ہیں جن کا کوئی شیخ و مرشد نہ ہو اور کسی بزرگ سے انہوں نے تعلیم و ادب حاصل نہ کیا ہو، مخلوق خدا کے درمیان بن بلائے مہمان کی طرح خود بخود کود کر پہنچ گئے ہوں، انہوں نے زمانہ کی ملامت کا مزہ تک نہیں چکھا، اندھے پن سے بزرگ کے کپڑے پہن لیے اور بے حرمتی سے خوشی کے رستے پڑ کر ان کی صحبت اختیار کر لی، غرض کہ وہ خود ستائی میں مبتلا ہو کر حق و باطل کی راہ میں قوتِ امتیاز سے بیگانہ ہیں۔

یہ تین گروہ ہیں جن کو شیخ کامل ہمیشہ یاد رکھے اور اپنے مریدوں کو ان کی صحبت سے بچنے کی تلقین کرے کیونکہ یہ تینوں گروہ اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں اور ان کی روش ناقص و نامکمل اور گمراہ کرنے والی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے تیس سال تک مجاہد کیا مگر مجھے علم اور اس کی پیروی سے زیادہ مشکل کوئی اور چیز نظر نہیں آئی۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ان کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ طبیعت کے نزدیک علم کے مطابق عمل کرنے کے مقابلہ میں آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ آسان ہے اور جاہل کے دل پر ہزار بار پل صراط سے گزرنا اس سے زیادہ آسان ہے کہ ایک علمی مسئلہ سیکھے فاسق کے لیے جہنم میں خیمہ نصب کرنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ کسی ایک علمی مسئلہ پر عمل پیرا ہو۔

(کشف المحجوب)



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَصَوُّف کیا چیز ہے؟

جہلا کا یہ خیال ہے کہ تصوف نہ کوئی شے ہے اور نہ اس کا وجود قائم ہو سکتا ہے بلکہ ایک قوتِ روحانی کا نام تصوف رکھ لیا گیا ہے جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان جس چیز کو نہیں دیکھ سکتا اور جو چیز اس کی عقل کے اندازہ سے باہر ہوتی ہے اس پر اس کو مشکل سے یقین حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں کہتا ہوں تصوف ایسی چیز نہیں ہے کہ ہر شخص اس کے مذاق سے آشنا ہو سکے اس کی لذت تو کچھ متصوفین ہی جان سکتے ہیں جنہوں نے اپنی جان عزیز اس راہ میں قربان کر دی ہے اور خدا کے محبوبین میں شمار کیے گئے ہیں۔“

بعض کہتے ہیں کہ تصورات کی مشق سے قوتِ مقناطیسی کو کسی خیال مقدس کی طرف متوجہ کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو تصوف کہتے ہیں زیادہ تر اس وجہ سے کہ معنی خدا شناسی کا اچھا ذریعہ ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی یہ تعریف فرمائی ہے:

”تصوف حقائق کا پانا اور پکڑنا اور دقائق کا کہنا اور جو کچھ خلائق کے ہاتھ میں ہے اس کی طرف نظر نہ کرنا اور اس سے ناامید ہو جانا ہے۔“

حضرت ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ نے اس علم کی تعریف لفظ ”ہمہ اوست“ سے فرمائی ہے دوسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”تصوف یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تیری ہستی فنا کر دے اور اپنی ہستی کے ساتھ زندہ کر دے یعنی حیاتِ ابدی عطا فرمائے۔“

تیسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں:

”تصوف وہ ہے کہ سارے علائقِ نفسانی کو قطع کر کے خدائے پاک کے ساتھ ہو رہے۔“

چوتھے موقع پر اس کی تعریف یہ فرمائی کہ:

”تصوف خلقت کے التفات سے دل صاف کرنے اور طبیعت سے

مفارقت کرنے اوصافِ بشریت کے نکال دینے، خواہشاتِ نفسانی کے

دور ہونے اور روحانی صفات کے حاصل ہو جانے سے علومِ حقیقی کے

ساتھ بلند ہونے اور جو عمل اللہ تعالیٰ کی طرف بلند کرنے والا ہو اس پر

کار بند رہنے اور تمام امت کو نصیحت کرنے والا وقتاً بجالانے اور رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اتباع کرنے کا نام تصوف ہے“

حضرت خواجہ ابو محمد مرعش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تصوف حسنِ خلق کا نام ہے۔“

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم، کیونکہ اگر علوم ہوتا تو پڑھنے سے حاصل ہوتا

اور اگر رسوم ہوتا تو مجاہدہ کے ساتھ حاصل ہوتا بلکہ تصوف نام اخلاق کا

ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے خلق کے ساتھ ہر ایک سے پیش آنا، یہ تصوف نہ

رسوم سے ہاتھ آتا ہے نہ علوم سے حاصل ہوتا ہے بلکہ تصوف

”ترکِ جملہ ہائے نفس است برائے نصیب حق“

یعنی تصوف تمام حظوظِ نفسانیہ کو محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے ترک

کرنے کا نام ہے۔“ (محکم الفقرکلاں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تصوف کی حقیقت

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”اے طالب! تصوف کے معنی مطلق توحید جاننے کے ہیں اور دوسرے معنی تصوف کے صفائی دل کے ہیں اور تصوف کا علم چار سلک پر منسلک ہے کہ جس مقام میں چار گواہ اور چار راستے ہیں۔“

اب ہر ایک سلک کی تعریف ملاحظہ ہو:

اوّل سلک، سلوک تصوف میں خاص الخاص ہے جس کا تعلق شریعت سے ہے اور دوسرا سلک، سلوک تصوف میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اس کا مقام مقام طریعت سے ہے تیسرا سلک، سلوک تصوف میں حقائق نکات سے ہے جس کا تعلق مقام حقیقت ہے اور چوتھا سلک تصوف میں توحید سے ہے جس کا تعلق مقام معرفت سے ہے۔“

فرماتے ہیں:

”چونکہ علم تصوف علم توحید سے ہے، علم توحید کا تعلق علم فقہ سے ہے اور علم فقہ کا تعلق علم حیا سے ہے اور علم حیا کا تعلق محبت الہی اور دردمحبت کے ساتھ ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ علم تصوف ہر علم پر اوّلیٰ ہے اس واسطے کہ علم تصوف توحید

بالایمان ہے۔ (نک الفتاویٰ)

حروف ”تصوف“ کے معنی

پس اے طالب صادق!

تجھ کو معلوم ہو کہ مسلک سلوک معرفت مولیٰ کی راہ ہے پس جو کوئی طالب مولیٰ تصوف سے واقف نہیں وہ سراسر گمراہ ہے تصوف کے چار حرف ہیں: ت، ص، و، ف
ت سے مراد یہ ہے کہ راہ مولیٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ص سے مراد صراطِ مستقیم ہے یعنی سیدھی راہ پر چلنا۔

واو سے مراد وعدہ خلافی نہ کرنا اور

ف سے مراد فتح الغیب اور فنا فی النفس ہوتا ہے۔

پس جو کوئی ان حروف کے معنی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز

تصوف سے آشنا نہیں ہے۔

دوسرے معنی تصوف کے یہ ہیں کہ تصوف اسم اللہ سے ہے یعنی علم الف سے اور

الف سے مراد آیہ ”عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ“ ہے یعنی سکھا دیئے آدم (علیہ السلام) کو کل اسم۔

اور صوفیاء کرام فرماتے ہیں یہاں کل اسم سے مراد ”کل علم، کل عقل اور کل

درجات“ ہیں کہ جو قال سے حال کی طرف لے جائیں کہ جن کے ظاہر اور باطن

مراتب مولیٰ کے ساتھ ہیں جیسا کہ خود ارشاد ہوتا ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ۚ وَهُوَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۱۵:۶)

”اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا

کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا“۔

پس اے طالب!

عارف باللہ معرفت مع اللہ ایسا چاہیے جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ

السامی فرماتے ہیں کہ

”میں تیس برس تک خدا کے ساتھ ہم کلام رہا اور مخلوق سمجھتی تھی کہ ہمارے

ساتھ ہم کلام ہے“۔

چونکہ عارف کا قال اور ہے اور حال اور ہے جیسا کہ قصہ حضرت موسیٰ اور

حضرت خضر علیہما السلام کا سورہ کہف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک کشتی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کو توڑ ڈالا اور ایک نوجوان کو مار ڈالا اور ایک ٹیڑھی (گرنے والی) دیوار سیدھی کر دی پس حضرت خضر علیہ السلام کا کام ”راہ“ پر تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر ”گناہ“ پر تھی پس اسی طرح عارف ہر حال اور ہر مقام سے خبردار ہوتا ہے اور احوال ماضی و مستقبل اس کی نگاہ میں ہوتے ہیں۔

از نگاہ نیم روشن آہ من در میان کفر و ایمان راہ من
اور حدیث ”الایمان بین الخوف والرجاء“ اس کی مؤید ہے یعنی ایمان در میان خوف اور امید کے ہے۔ (محکم الفقر کلاں)
”سیدنا حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (الفرقان: ۶۳)

”اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے (بے ہودہ خلاف ادب و تہذیب) بات کرتے ہیں تو (وہ) کہتے ہیں: بس سلام (یعنی سلام متا رکّت)“

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من سمع صوت اهل التصوف فلا يؤمن على دعائهم كتب عند الله من الغافلين۔

”جو صوفیاء کی آواز سنے اور ان کی دعا پر آمین نہ کہے تو وہ اللہ کے نزدیک غافلوں میں شمار ہوگا۔“

اہل علم حضرات نے اسم تصوف کی تحقیق میں بہت کچھ کہا ہے اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چنانچہ اہل علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ صوفی کو صوفی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ صوف (پشمینہ) کا لباس پہنتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اوّل صف میں ہوتے ہیں اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ ”اصحاب صفہ“ کی نیابت کرتے ہیں، بعض نے کہا کہ یہ نام صفا سے ماخوذ ہے۔

غرض کہ ہر وجہ تسمیہ میں طریقت کے بکثرت لطائف ہیں لیکن اگر لغوی معنی کا اعتبار کیا جائے تو معنی بعید از مفہوم ہو جاتا ہے۔

چونکہ ہر حالت میں ظاہر و باطن کی صفائی محمود و پسندیدہ ہے اور اس کی ضد کدورت سے اجتناب کرنا مقصود ہے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ذهب صفو الدنيا وبقى كدرها. (بخاری شریف)

”دنیا کی پاکیزگی جاتی رہی اور اس کی کدورت باقی ہے“

گویا صوفی میں لطیف و پاکیزہ چیزوں کے نام سے اس کی صفائی مراد ہے، چونکہ صوفیاء کرام اپنے اخلاق و معاملات کو مہذب و پاکیزہ بنا کر طبعی آفتوں سے نفرت کرتے ہیں اس بناء پر انہیں ”صوفی“ کہا جاتا ہے۔

صوفیاء کی جماعت کے لیے یہ نام اسماء اعلام یعنی مخصوص و معین ناموں میں سے ہے اس لیے کہ ان کے خطرات ان کے ان معاملات کے مقابلہ میں جسے وہ مخفی رکھتے ہیں بہت بڑے ہیں تاکہ ان کا نام اسی سے ماخوذ سمجھا جائے۔
نیز یہ کہ:

ان الصفا صفة الصديق

ان اردت صوفيا على التحقيق

”حق و صداقت کی راہ میں اگر صوفی بننا چاہو تو جان لو کہ صوفی ہونا

حضرت صدیق اکبر کی صفت ہے“

۔ صفائے باطن کے لیے کچھ اصول اور فروع ہیں ایک اصل تو یہ ہے کہ دل کو غیر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے خالی کرے اور فرع یہ ہے کہ مکر و فریب سے بھرپور دنیا کو دل سے خالی کر دے یہ دونوں صفتیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہیں اسی لیے آپ طریقت کے رہنماؤں کے امام ہیں آپ کا قلب مبارک اغیار سے خالی تھا۔

من نظر الى الخلق هلك

ومن رجع الى الحق ملك

”جس نے مخلوق پر نظر ڈالی وہ ہلاک ہوا اور جس نے حق کی طرف رجوع کیا وہ مالک ہوا۔“

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوسری شان کہ آپ کا قلب مبارک دنیا سے غدار سے خالی تھا اس کی کیفیت یہ ہے کہ آپ کے پاس جتنا مال و منال اور غلام وغیرہ تھے سب کو راہِ خدا میں دے کر ایک کھیل اوڑھ کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

ما خلفت لعيالك؟ فقال الله ورسوله .

اے صدیق! تم نے اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑا؟

عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے اپنے مال میں سے اپنے گھر

والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ انہوں نے عرض کیا: بہت بڑا خزانہ اور بے حد وغایت مال و منال چھوڑا ہے۔

فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا:

”ایک تو اللہ کی محبت اور دوسرے اس کے رسول کی متابعت“۔ (کشف المحجوب)

معرفت الہی

سیدنا حضرت داتا گنج قدس سرہ فرماتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ (الانعام: ۹۱)

”اور (یہود) نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے چاہیے تھی“

(یعنی اللہ کی معرفت سے محروم رہے۔)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لو عرفتم الله حق معرفته لمشيتم على البعور والنزالت
بدعائكم الجبال۔

”اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کما حقہ حاصل ہوتی تو تم دریاؤں پر خشک
قدم چلتے اور تمہاری دعاؤں سے پہاڑی اپنی جگہ سے ٹل جاتے“
نیز سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معرفت کی اقسام

معرفت الہی کی دو قسمیں ہیں: ایک علمی اور دوسری حالی۔

معرفت علمی تو دنیا و آخرت کی تمام نیکیوں کی جڑ ہے جو بندے کے لیے ہمہ

وقت اور ہر حالت میں تمام چیزوں سے زیادہ بہتر ہے۔

معرفت علمی کے دلائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (آی لِيَعْرِفُونِ)۔ (۵۶:۵۱)

”ہم نے جن و انس کو اپنی معرفت ہی کے لیے پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ

اس سے ناواقف اور روگرداں ہیں۔“

لیکن وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ فرما کر دنیاوی تازیکیوں سے محفوظ

رکھا اور ان کے دلوں کو زندہ و تابندہ بنایا ان میں سے ایک سیدنا حضرت عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ (يَعْنِي عُمَرَ)
”اور ہم نے ان کے لیے نور مقرر کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتے
ہیں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ)“

اور اللہ تعالیٰ نے جن کے دلوں پر مہر لگائی اور دنیاوی تاریکیوں میں مبتلا کیا ان
میں سے ایک ابو جہل لعین کے حال کی خبر دیتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:
كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا (يَعْنِي
ابو جہل)۔ (انعام: ۱۲۲)

”کون ہے اس کی مثل جو تاریکیوں میں ہے جو کبھی اس سے نکلتا ہی نہیں
(یعنی ابو جہل لعنہ اللہ علیہ)“

لہذا معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو اور اس کا باطن
ماسوی اللہ سے خالی ہو اور ہر ایک کی قدر و منزلت معرفت سے ہے اور جسے معرفت نہیں
وہ بے قیمت ہے اسی لیے تمام علماء و فقہاء علم کی صحت اور درستی کو معرفت الہی کے ساتھ
موسوم کرتے ہیں اور تمام مشائخ طریقت حال کی صحت اور اس کی درستی کو معرفت الہی
سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی بناء پر وہ معرفت کو علم سے افضل کہتے ہیں کیونکہ صحت حال
صحت علم کے بغیر ممکن نہیں اور صحت علم کے لیے صحت حال لازمی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بندہ اس وقت تک ”عارف“ نہیں ہو سکتا جب تک کہ عالم
حق نہ ہو البتہ عالم کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ عارف نہ ہو جو لوگ اس معنی اور حقیقت
سے ناواقف اور بے خبر ہیں خواہ کسی طبقہ سے متعلق ہوں ان سے مناظرہ کرنا بے
فائدہ ہے یہی وہ لوگ ہیں جو طریقت کے منکر ہیں اور طبقہ صوفیاء ان سے جدا
ہے۔ (کشف المحجوب)

عالم بے عمل معرفت الہی سے بے خبر ہے

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے جو عالم بے عمل اور معرفت الہی سے بے خبر اور اہل نفس ہیں، نفس شیطان کا بادشاہ ہے اور شیطان نفس کا وزیر ہے، اہل نفس کو شیطان معرفت الہی سے باز رکھتا ہے اور حرص و ہوا ظاہر پرستی اور زور و ریاض مبتلا کرتا ہے۔ اکثر علماء یہ کہتے ہیں:

”اس زمانہ میں شیخ ولی اللہ جو لائق ارشاد ہو کوئی نہیں اور کوئی مرشد لائق

توفیق نہیں، مرشد یا وسیلہ صرف علم فقہ کی کتابوں کو سمجھنا چاہیے۔“

لیکن وہ غلطی پر ہیں، علم ایک روشن راستہ ہے، وسیلہ مرشد ذکر، فکر کا لشکر لے کر

نفس، شیطان اور دنیاوی حوادث سے طلب کی حفاظت کرتا ہے۔

کیا تجھے علم نہیں کہ شیطان علم میں تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو علم ظاہری

حاصل نہ تھا، شیطان کی زبان پر علم ظاہری تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو علم باطنی

یعنی معرفت الہی کا علم تھا، اسی لیے عز و شرف میں فرشتوں سے بڑھ گئے تھے۔

قولہ تعالیٰ:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا .

”اور اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام نام سکھا دیئے“

پس ظاہری علم شیطان کو رد اور دفع کرنے کے لیے ہے۔

علم باطنی سے اللہ تعالیٰ کی توحید، قرب اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

(کلید توحید کا)

توحید

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ توحید کے بارے میں فرماتے

ہیں:

”دو واجب الوجود کا ہونا عقلاً محال ہے، اگر دو واجب الوجود ہوں تو ان

میں مابہ الامتیاز کچھ ہونا چاہیے اور کچھ مابہ الاشتراک، ورنہ سب طرح سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وہ دونوں ایک ہی ہیں دو نہیں ہو سکتے اور اگر ہوں تو ان کو دو کہنا بے معنی ہے۔

نیز:

”اگر سلسلہ اعداد پر خیال کیا جائے تو واحد کا مرتبہ وحدت میں ایک ہی ہے کہ جس سے مجموعہ اعداد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے دو واحد حیثیت واحدہ میں متصور نہیں ہو سکتے پس جب تک کوئی دلیل مخالف اس کے ثابت نہ ہو سلسلہ کائنات میں خلاف اس کے تجویز کرنا خلاف دانش ہے۔“ (محکم دلائل)

توحید کے معنی

حکایت ہے کہ کسی بزرگ نے حضارِ مجلس سے سوال کیا:
توحید کیا ہے؟

پس ایک عورت نے جواب دیا: ”التوحید هو الواحد“ توحید ایک ہے۔
بزرگ نے فرمایا: جواب خوب دیا۔

اے عورت! کس کام میں مشغول ہے؟

جواب دیا کہ کھیتی کے کام میں مشغول ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کہ کھیتی مردوں کا کام ہے اور تجھ پر اسبابِ زراعت کے میں نہیں دیکھتا پس تو کس طرح کھیتی کرتی ہے؟ عورت نے کہا: میں نے اپنے نفس کو بتل بنایا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور جنت رانی کرتی ہوں اور اپنے سینہ کو زمین بنایا ہے اور معرفت اور عبادت کا بیج بوتی ہوں اور اپنے تمام کھیت کی رات بھر جاگ کر نگہبانی کرتی ہوں اور گریہ و زاری سے پانی دیتی ہوں۔

جب بزرگ نے یہ کیفیت سنی تو فرمایا:

اے عورت! بلخ میں بوستان سے بھی الفت ہے؟

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عورت نے کہا: ہاں!

حدیث: خلق اللہ عشر بساتین فی القلوب المؤمنین۔

”اللہ تعالیٰ نے دس باغِ مومنوں کے دل میں پیدا کیے۔“

اول باغِ توحید دوسرا باغِ علم تیسرا باغِ حلم چوتھا باغِ تواضع پانچواں باغِ سخاوت چھٹا باغِ توکل ساتواں باغِ قسمت آٹھواں باغِ سنت نوں باغِ خوف دسواں باغِ رجا یا رضا۔

پھر شرطِ حفاظت باغ کی یہ ہے کہ جب مہج ہو اپنے باغ کے اندر باغیاں تلاش کرے اور جو خار و خس ہو اس کو جھاڑے اور باہر ڈالے اور سوائے نہالِ اصلی اور شوقِ اصلی کے کچھ نہ چھوڑے جیسا کہ جو مومن توحید کے باغ میں آتا ہے کفر اور شرک کا خار باہر کرتا ہے اور جب باغِ علم میں آتا ہے سرکشی اور بے ادبی کا خار نکال دیتا ہے اور جب باغِ تواضع میں آتا ہے نخوت اور غرور کا خار دور کرتا ہے اور جب باغِ سخاوت میں آتا ہے بخل اور حرص کا خار علیحدہ کرتا ہے اور جب باغِ توکل میں آتا ہے لالچ اور حسد کا خار جدا کرتا ہے اور جب باغِ سنت میں آتا ہے بدعت اور ریاء کے خار باہر گرا دیتا ہے اور باغِ خوف میں آ کر نخوت اور غرور اور بے ہمتی کے خار کو دور کرتا ہے اور جب باغِ رجا میں آتا ہے غیبت اور رشوت کے خار باہر ڈال دیتا ہے۔ جب اس عورت نے ان دس باغوں کو بیان کیا تو بزرگ نے ایک آہ بھری۔

عورت نے کہا:

اے شیخ! تو بیمار ہو گیا یا کوئی درد تجھ کو پہنچا ہے کہ آہ بھرتا ہے؟

شیخ نے کہا: سچ ہے میرے کام میں اچھا مرض ہے میرے کام میں توجہ کر

عورت نے کہا: اے شیخ! تقویٰ کی ہڑ (بلیک) لا اور اپنے دونوں لب مضبوط بند

کر آنسوؤں کا پانی عداوت کے اعلاص کے ساتھ اس میں ڈال کہ بد عملی اور نافرمانی

کیوں کی اور پیٹ کی دیگ میں مہر کر اور اس کے نیچے عشق کی آگ جلا اور ہر مہج و

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شام اس دوا سے غریبی کا زہر کھاتا کہ صحتِ کامل پائے اور دنیا کی محنتوں سے خلاصی پائے مجرب نسخہ ہے۔

جواب مصنف باصوفائی ہو کھتا ہے کہ آدمی کا وجود اللہ تعالیٰ کی کان ہے اور اس کان میں پتھر ہے دل کے پتھر میں لعل ہے بے بہا کہ اس کو قدرتِ الہی کا خزانہ کہتے ہیں جیسا کہ آفتاب کی نظر ہمیشہ پہاڑ پر پڑتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت عارفوں کے دل پر اور یا یہ کہ آدمی کا وجود مثلِ علامات کے ہے اور علامات میں آپ حیات اور آپ حیات کا طالب سکندر چاہیے اور مرشد مثلِ حضرت خضر علیہ السلام کے اور نفس مثلِ مادہ اس کے ہے۔

جب کہ حضرت خضر علیہ السلام سکندر کو علامات میں لے گئے اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

”کے یارو! آپ حیات کسی نے نہ بچا ہے لیکن مصلحت یہ ہے کہ آپ حیات کے گرد جو پتھر پڑے ہیں اٹھا لو پس جو لوگ حضرت خضر کا فرمانا بجالائے وہ پتھر اٹھلائے اور علامات سے باہر آئے۔

پس حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: ان پتھروں کو توڑ دو جب انہوں نے توڑے تو ان میں سے لعل بے بہا نکلے اور جولائے تھے ان کو بھی افسوس ہوا کہ بہت سے کیوں نہ اٹھائے اور جو ان پتھروں کو نہ لائے تھے انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی۔“

پس مثلِ دنیا کے بھی علامات ہے اور نفس مثلِ پتھر کے لعل کا بھرا ہوا اس کی حقیقت قیامت کے روز معلوم ہوگی اور دل اور دل کے ذکر کی وہاں امداد کرے گی اگر اس مرتبہ پر پہنچے۔

نفس سے باخبر رہو اور مصیبت سے اگرچہ تھوڑے ہوں ڈلو دیتے ہیں۔ نفس اور جہنمی کو پیشاب بھی ایک ہی مادہ ہے اور سقلہ کو دنیا کے اسبابِ عقیقی سے زیادہ اچھے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں جیسے کہ چوبہا کو گوبر کی بو عطر کی خوشبو سے بہتر ہے۔ (محکم دلائل)

فقر و درویشی

سیدنا حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ راہ حق میں درویشی کا عظیم مرتبہ ہے اور درویشوں کو بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا

فِي الْأَرْضِ يُحَسِّبُهُمُ الْجَاهِلُ أَعْيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (۲: ۲۷۳)

”ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تو نگر سمجھے بچنے کے سبب۔“

(۲) ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ (۱۶: ۷۵)

”اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا۔“

(۳) تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا

وَطَمَعًا (۲۳: ۱۱)

”ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے

ہیں ڈرتے اور امید کرتے۔“

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بھی فقر و توکل کو پسند فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:

اللهم احینى مسکینا وامتنى مسکینا واحشونى فى زمرۃ

المساکین۔

”اے اللہ! مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور مجھے مسکینی میں موت دے اور

میں سے مسکینوں میں سے ایک بن دے۔“

Click For More Books

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
”میرے محبوبوں کو میرے قریب لاؤ“ فرشتے عرض کریں گے: کون تیرے
محبوب ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وہ مسکین فقراء ہیں۔“

اس قسم کی بکثرت آیات و احادیث ہیں جو حدِ شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں ان کے
اثبات کی حاجت نہیں اور نہ دلائلِ صحت کی ضرورت کیونکہ ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے
کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء و مہاجرین میں جلوہ افروز تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت ایسی بھی تھی جنہوں نے اللہ
کی عبادت اور بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کے
لیے سب سے کنارہ کش ہو کر تمام معاملات سے یکسوئی حاصل کر لی اور اپنا رزق اللہ
تعالیٰ کی عطا پر چھوڑ کر مسجد نبوی شریف میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اللہ
تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صحابہ کے ساتھ صحبت و قیام پر مامور فرمایا
جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَلَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ
وَجْهًا (۵۳:۶)

”جو (صحابہ) صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے اور اس کی رضا
چاہتے ہیں انہیں نہ چھوڑیے۔“

اور

وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الدُّنْيَا (۱۸:۱۸)

”اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا
سنگار چاہو گے۔“

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ ان صحابہ میں سے کسی
ایک کو جہاں کہیں بھی دیکھتے تو آپ فرماتے:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”یہ وہ حضرات ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے تاکید فرمائی ہے۔“
(کنز الحجب)

فقراء کی فضیلت

حجتہ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

”اس امت کے سب سے بہترین لوگ فقراء ہیں اور سب سے پہلے

جنت میں داخل ہونے والے کمزور لوگ ہیں۔“

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

”میری دو باتیں ہیں جو انہیں پسند کرتا ہے وہ مجھے پسند کرتا ہے جو انہیں بُرا

سمجھتا ہے وہ مجھے بُرا سمجھتا ہے: (۱) فقر (۲) جہاد۔“

روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

”اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں

پہاڑ سونے کا بنا دوں جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ساتھ

رہے۔“

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرمایا:

”اے جبرائیل! یہ دنیا تو اس کا گھر ہے جس کا آخر میں کوئی گھر نہ ہوئی

اس کی دولت ہے جس کے پاس آخر میں کوئی دولت نہ ہو اور اسے وہی

جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔“

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو اسی حق و صداقت پر قائم رکھے

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفر کے دوران ایک ایسے شخص کے پاس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے گزرے جو کبل لپیٹے سو رہا تھا آپ نے اسے جگا کر فرمایا:

”اے سوئے والے! اٹھ اور اللہ کو یاد کر اس شخص نے کہا: آپ مجھ سے

اور کیا چاہتے ہیں؟ میں نے دنیا کو دنیا داروں کے لیے چھوڑ دیا ہے

آپ نے فرمایا: تو پھر اے میرے دوست! سو جا“

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ایک ایسے شخص کے قریب سے گزرے جو

اینٹ کا تکیہ بنائے کبل میں لیٹا ہوا زمین پر سو رہا تھا اس کی داڑھی اور تمام چہرہ گرد

آلود ہو رہا تھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

”یا اللہ! تیرا یہ بندہ دنیا میں برباد ہو گیا“ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا: ”تمہیں پتہ نہیں جب میں کسی بندے پر

اپنے کرم کے دروازے مکمل طور پر کھول دیتا ہوں تو اس کے دل سے دنیا

کی محبت ختم کر دیتا ہوں۔“

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: جب تو فقر کو آتا

دیکھے تو کہتا: خوش آمدید! اے نیکوں کے لباس۔“

حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

”اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا دنیا کے پاس سے گزر ہوا وہاں انہوں نے

دیکھا ایک شخص مچھلیوں کا شکار کر رہا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر

دریا میں جال پھینکا مگر کوئی مچھلی نہ پھنسی انہیں نبی کا گزر ایک دوسرے

شخص کے پاس سے ہوا جو مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا اس نے شیطان کا نام

لے کر جال پھینکا جب کھینچا تو وہ مچھلیوں سے بھرا ہوا نکلا اللہ کے نبی

نے بارگاہِ عزت میں عرض کی: اے عالم الغیب! اس میں کیا راز

ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے نبی کو ان دو شخصوں کا مقام

[Click For More Books](#)

آخرت دکھلاؤ جب انہوں نے پہلے شخص کا اللہ تعالیٰ کے حضور عزت و وقار اور دوسرے شخص کی بے حرمتی دیکھی تو بے ساختہ کہہ اٹھے: اے الہ العلمین! میں تیری تقسیم پر راضی ہوں۔“
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اطلعت فی الجنة فرأیت اکثر اهلها الفقراء واطلعت فی النار فرأیت اکثر اهلها الاغنياء والنساء .

”میں نے جنت کو دیکھا اس میں اکثر فقراء تھے میں نے جہنم کو دیکھا اس میں اکثر مال دار اور عورتیں تھیں۔“

ایک روایت میں ہے کہ میں نے پوچھا: مال دار کہاں ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا: انہیں مال داری نے گرفتار کر رکھا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

فرأیت اکثر اهل النار النساء فقلت: ما شانهن؟ فقیل شغلهن الاحمران الذهب والزعفران .

”میں نے جہنم میں اکثر عورتوں کو دیکھ کر کہا: ایسا کیوں ہے؟ تو مجھے بتایا گیا: یہ ان کی سونے اور خوشبوؤں سے محبت کی وجہ سے ہے۔“

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تحفة المؤمن فی الدنيا الفقر .

”فقر دنیا میں مؤمن کا تحفہ ہے۔“

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے اور جب کسی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تو اس کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے۔ پوچھا گیا: حضور! ذخیرہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”اس انسان کے مال اور اولاد میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔“

حدیث شریف میں ہے:

اذا رأيت الفقير مقبل قفل: مرحبا بشعار المبالحين واذا رأيت الغني مقبلا قفل فنب عجلت عقوبة۔

”جب تو فقر کو اپنی جانب حوجہ پائے تو اسے خوش آمدید کہہ اور کہہ کہ اے نیکوں کی علامت! پھر اس کا خیر مقدم کرو اور جب تم مال و دولت کو اپنی طرف آتا دیکھو تو کہو: دنیا میں مجھے یہ کسی گناہ کی جلدی سزا مل رہی ہے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا:

”الہی! مخلوق میں تیرے دوست کون سے ہیں تاکہ میں ان سے محبت کروں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فقیر اور فقیر۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:

”میں فقر کو دوست رکھتا ہوں اور مال داری سے نفرت کرتا ہوں۔“

آپ علیہ السلام کو اے مسکین! کہہ کر بلایا جاتا سب ناموں سے اچھا لگد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

”قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح محبت کرے گا جیسے دنیا میں ایک شخص دوسرے سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں نے تجھ سے دنیا کو تیری بے قدری کی وجہ سے نہیں پھیرا تھا بلکہ اس عزت اور اکرام کے سبب جو میں نے تیرے لیے تیار کی تھی تجھے دنیا سے محروم رکھا۔ اے میرے بندے! لوگوں کی ان جماعتوں میں جاؤ جس کسی نے بھی میری رضا مندی کی خاطر تجھے کھلایا پلایا لباس پہنایا“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس کا ہاتھ پکڑ لو وہ تمہارا ہے لوگ اس دن پسینہ میں غرق ہوں گے اور وہ صفوں کو چیرتا ہوا ان کو تلاش کر کے جنت میں لے جائے گا۔
فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

”نفرء کو پیچھا تو اور ان سے بھلائی کرو ان کے پاس دولت ہے عرض کی گئی: حضور! ان کے پاس کون سی دولت ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: جس نے تمہیں کھلایا پلایا ہو کپڑا پہنایا ہو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جاؤ۔“

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر ہوا جس کے پاس مال و مثال دنیا سے کچھ نہیں تھا آپ نے فرمایا:

لو قسم نور ہذا علی اهل الارض لوسعهم۔

”اگر اس کا نور تمام دنیا والوں میں تقسیم کیا جائے تو پورا ہو جائے گا“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیا میں تمہیں جنتی بادشاہوں کے حلق نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی: ضرور بتائیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر وہ شخص جسے کمزور و ناتواں سمجھا گیا غبارِ آلود پریشان بالوں والا دوپٹھی پرانی چادروں والا جسے کوئی خاطر میں نہیں لاتا ہے اگر وہ (کسی بات میں) اللہ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔“

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے حسن ظن رکھتے تھے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمران! تمہارا میرے نزدیک ایک خاص مقام ہے کیا تم میری بیٹی کا طہر کی عیادت کو چلو گے؟ میں نے کہا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں ضرور چلوں گا چنانچہ ہم روانہ ہو گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھٹکھٹایا اور سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: تشریف لائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے ساتھ ایک اور شخص بھی ہے۔ پوچھا گیا: حضور! دوسرا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمران! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں: رب ذوالجلال کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں صرف ایک چادر سے تمام جسم چھپائے ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس سے اشارے سے فرمایا: تم ایسے ایسے پردہ کر لو انہوں نے عرض کیا: اس طرح میرا جسم تو ڈھک جاتا ہے مگر سر نہیں چھپتا۔ آپ نے ان کی طرف ایک پرانی چادر بھٹکی اور فرمایا: تم اس سے سر ڈھانپ لو اس کے بعد آپ گھر میں داخل ہوئے اور سلام کے بعد پوچھا: بیٹی کیسی ہو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضور! مجھے دوہری تکلیف ہے ایک بیماری کی تکلیف اور دوسرے بھوک کی تکلیف میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے کھا کر بھوک مٹا سکوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر اشکبار ہو گئے اور فرمایا: بیٹی! گھبراؤ نہیں! اللہ کی قسم! میرا اللہ کے ہاں تم سے زیادہ مرتبہ ہے مگر میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا اگر میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں تو مجھے ضرور کھلائے مگر میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

”خوش ہو جاؤ! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو“

انہوں نے پوچھا: حضرت آسیہ اور مریم کہاں ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسیہ اپنے زمانے کی عورتوں کی اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو تم جنت کے ایسے مہلات میں رہو گی جن میں کوئی عیب، کوئی دکھ اور کوئی تکلیف نہیں ہو گی پھر فرمایا: اپنے چچا زاد کے ساتھ خوش رہو میں نے تمہاری شادی دنیا اور آخرت کے سردار کے ساتھ کی ہے۔“

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب لوگ فہراء سے دشمنی رکھیں دنیاوی شان و شوکت کا اٹھار کریں اور روپیہ جمع کرنے پر حریص ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر چار مصیبتیں نازل فرماتا ہے: (۱) قحط سالی (۲) ظالم بادشاہ (۳) خائن حاکم (۴) دشمنوں کی ہیت۔“

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درہم والے سے دو درہم والے کا حساب زیادہ ہوگا۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

”جو مال دار کی عزت اور فقیر کی توہین کرتا ہے وہ ملعون ہے۔“

☆ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”ہوسیدہ کپڑوں کی وجہ سے کسی کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ اس کا اور تمہارا رب ایک ہے۔“

☆ حضرت سخیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک فقیر آیا تو آپ نے اسے فرمایا:

”آگے آ جاؤ! اگر تم مال دار ہوتے تو میں تمہیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ

دیتا۔“

اُن کی فقراء سے بے پناہ محبت دیکھ کر ان کے مال دار دوست یہ تمنا کرتے کہ کاش! ہم بھی فقیر ہوتے۔

☆ حضرت مؤمل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) کی مجلس میں فقیر سے زیادہ باعزت اور مال دار سے زیادہ ذلیل کسی کو نہیں دیکھا۔ (مکافۃ القلوب)

فرمانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: ”فقر میرا فخر ہے“

حدیث: الفقر فخری والفقر منی۔

”فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔“

اکثر کافر جھوٹے اور منافق با آواز بلند کہا کرتے تھے: ”یا محمد فقیر“ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فقر محمد کے لیے باعثِ فخر ہے کیونکہ فقر کے سبب سے اللہ تعالیٰ سے بیگانگی اور اہل حرص و ہوا لوگوں سے بیگانگی ہوتی ہے۔

ہر کہ باشد پسند خالق پاک ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

(جو شخص خالق کو پسند ہوا اگر وہ خلقت کو پسند نہ بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے)

(کلید التوحید کلاں)

فقر کے مقامات

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”فقر کے ستر ہزار مقامات ہیں فقیر جب تک ان مقامات کو طے نہیں کرتا فقر کا تماشا نہ خود دیکھتا ہے اور نہ دوسروں کو دکھا سکتا ہے اسے فقیر کہنا غلط ہے درحقیقت وہ فقیر نہیں بلکہ وہ صرف اپنے نفس کے لیے فقیر بنا ہے نہ کہ خدا کے لیے کیونکہ جہاں خزانہ ہے وہاں بلائے مارے اور

Click For More Books

جہاں گل ہے وہاں خار ہے اور جب فقیر ان مقامات سے گزر کر عرش تک پہنچتا ہے تو تمام افراد کو جانتا ہے اور ہر ایک کے مرتبہ کو پہچانتا ہے، مذہب سلوک میں فقیر اسی کو کہتے ہیں اور جب وہ عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے تو اس کا مقام کسی کے فہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا بلکہ وہ ستر ہوتا ہے درمیان عابد و معبود کے جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں مگر اللہ تعالیٰ کہ عالم علی الاطلاق ہے جس پر چاہے یہ راز ظاہر کر سکتا ہے۔“

فقربا ہو کہتا ہے:

”سوارِ براق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور جبرائیل علیہ السلام نے مقام سدرۃ المنتہیٰ میں جلوہ دار صورت کو نین میں آراستہ اور اٹھارہ ہزار عالم کو پیراستہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایستادہ کیا، اس کے بعد آپ مقام ”قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی“ میں پہنچے تو ارشاد ہوا: اے محمد! اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا تم نے دیکھا اور تمام موجودات کو ہم نے تمہارے سپرد کیا، تمہیں اس میں سے کیا پسند آیا اور اس میں سے تمہیں کس چیز کی خواہش ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: پروردگار! مجھے تو صرف اسم ذات اور تیری محبت پسند ہے اور تجھے میں تجھ سے چاہتا ہوں۔

ارشاد ہوا کہ اے حبیب!

میری محبت کس چیز میں ہے اور کس چیز کو میں چاہتا اور دوست رکھتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیان حجاب نہیں؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:
رب کریم! وہ چیز فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چنانچہ آپ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللهم احیننی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ
المساکین ۔

”اے پروردگار! مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی میں موت دے اور
قیامت کے روز مجھے مساکین کے گروہ سے اٹھا۔“

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سید القوم خادم الفقراء ۔

”فقراء کا خادم قوم کا سردار ہے۔“

دوسری حدیث ہے:

اذا تم الفقر فهو الله ۔

”جب فقر تمام ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَانْتُمْ الْفُقَرَاءُ ۔ (۳۸:۴۷)

”اللہ غنی (بے نیاز) ہے اور تم سب فقیر (محتاج) ہو۔“

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ:

اے حبیب! تمہیں کیا چیز ناپسند ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:

اے رب کریم! جو چیز تجھے ناپسند ہے۔

ارشاد ہوا: ہمیں کیا چیز ناپسند ہے؟

عرض کیا: دنیا کہ تیرے نزدیک پتھر کے پر کے برابر بھی اس کی عزت نہیں جو

کوئی اسے پسند کرے تیری بارگاہ میں وہ ناپسندیدہ ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الدنيا ملعون وما فيها ملعون الا بذكر الله تعالى ۔
”دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے سوا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے۔“

(عین الفقر کلاں)

فقیر کی سانس ذکر ہوا کرتی ہے

حضرت باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”فقیر کا نفس نہیں ہوتا (سانس ہوا کرتی ہے) اور وہ ہر وقت ذکر کرتی ہے اور ذکر کی ٹھنڈک دل کی تپش کو تسلی دیتی ہے اور اس طرح فقیر کا کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا اور جس کا دل مردہ اور نفس افسردہ ہو وہ صاحب نفسِ امارہ ہے۔“ (عین الفقر کلاں)

فقر فنا و فقر بقا و فقر منتہی

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

فقر کی تین قسمیں ہیں:

اول: فقر فنا لا الہ دوم: فقر بقا لا الہ اثبات سوم: فقر منتہی محمد رسول

اللہ ۔

اس مقام میں اللہ تعالیٰ سے یگانگی ہوتی ہے اور جو شخص اہل دنیا سے یگانہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے یگانگی حاصل نہیں ہوتی تا وقتیکہ نیست نہ ہو جائے اور مقام ربوبیت میں نہ پہنچے۔

اور یاد رہے کہ انسان کے وجود میں چار لذتیں ہیں اور چاروں فانی ہیں:

اول: لذتِ اکل و شرب

دوم: لذتِ جماع

سوم: لذتِ حکومت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چہارم: لذتِ علم و فضیلت

اور ایک پانچویں لذت اور ہے جو فانی نہیں اور ہمیشہ باقی رہتی ہے اور وہ لذتِ محبت و اسرارِ حق تعالیٰ ہے، جب یہ لذت انسان کے وجود میں غالب ہوتی ہے تو وہ چاروں لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں اور اسے سوائے اس کے اور کوئی لذت اچھی نہیں معلوم ہوتی، جس طرح بیمار کھانا کھانے سے گھبراتا ہے اسی طرح ان چاروں لذتوں سے اس کی طبیعت ناخوش ہوتی ہے اسی طرح انسان کے وجود میں دس چیزیں اور ہیں، نو ایک طرف ہیں اور ایک تنہا ان سب کے برابر چنانچہ دوکان، دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں، ایک زبان اور دسواں شکم ہے جب شکم بھوکا ہوتا ہے تو یہ نو سیر ہوتے ہیں اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو یہ بھوکے ہو جاتے ہیں مگر جس کا نفس، نفسِ مطمئنہ کا تابع ہے وہ شخص بھوکا ہو یا سیر ہو اسے ان نو سے کچھ خطرہ نہیں کیونکہ اس کی چشمِ باطن روشن ہے۔ (عین الفقر کاں)

حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ فرمایا: دیکھ کیا کہہ رہا ہے؟ عرض کیا: خدا کی قسم واقعی میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اور یہ تین مرتبہ کہا۔ فرمایا: اگر تو واقعی مجھ کو محبوب رکھتا ہے تو فقر و فاقہ کے لیے تیار ہو جا کیونکہ جو مجھ کو محبوب رکھتا ہے فقر و فاقہ بہت جلد اس کی طرف آتا ہے۔

(جگر گوشہ رسول بحوالہ ترمذی شریف)

شرح فقرِ اہل ہوا اور اہل خدا

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”واضح رہے کہ اگر کوئی شخص عرشِ اکبر پر نماز پڑھے اور ہمیشہ لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا رہے تو بھی عارف باللہ فقیر نہیں بنتا، اگر کوئی شخص دونوں جہاں کا نظارہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پشت ناخن پر کرے اور نفس کو ریاضت مجاہدہ اور حیلہ سے مار ڈالے ہر ایک مومل فرشتے کو مسخر کرے تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحوں کی مجلس اور ملاقات اسے حاصل ہو اور صاحب کشف و کرامت ہو اور عز و جاہ کے تمام مراتب اسے حاصل ہوں تو بھی وہ فقیر عارف باللہ نہیں بن سکتا اگر کوئی شخص عرش سے اوپر ستر سالہ راہ کے برابر چلا جائے تو بھی وہ ہوائے نفس میں مبتلا ہے عارف فقیر نہیں۔ عارف باللہ وہی ہے جو قرب رحمانی میں فتانی اللہ ہے لاہوت لامکاں کا رہنے والا ہے بے سر حضور میں آجاتا ہے بغیر زبان کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔

جس شخص کو معرفت فقر الہی نہیں اسے فقر کی آگاہی نہیں فقیر کو راہ حضوری حاصل ہوتی ہے حضوری راہ کے لیے مشاہدہ حضوری گواہ ہے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو اسرار کی انتہا کو پہنچ گیا ہو جس کی روح بمنزلہ وحی ہو مشرف مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور مقام اسرار میں ہو جو سراسر توحید مطلق ہے۔ (امیر الکونین)

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عرف الله لا يخفى عليه شيء في الارض ولا في السماء۔

”جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔“ (امیر الکونین)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو مزید فرماتے ہیں:

”اے عقلمند عزیز!

ذرا گورستان میں اہل قبور کی طرف نگاہ کر ان کے احوال سے واقف ہو تجھے بھی چند روز کے بعد یہیں آنا ہے اس لیے تو معرفت وصال الہی حاصل کر لے کیونکہ

وقت ایک کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان، اگر تو اس سے مستفید ہوگا تو بہتر ہوگا کیونکہ تو نفسانی ہے اور جو نفسانی سے اُسے آخر فنا ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (۱۸۵:۳)

”ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔“ (امیر الکونین)

معراج الفقر

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

جان کہ فقر کے تین حرف ہیں: ف، ق، ر۔ حرف ”ف“ سے فناء نفس اور فاقہ چنانچہ حدیث پاک ہے:

معراج الفقير ليلة الفاقة .

”فقیر کی معراج فاقہ کی رات ہے۔“

یعنی اپنی روزی دوسرے مسلمان کو دے دے اور فاقہ کو ذائقہ جانے اور حرف ”ق“ سے قوی ہو دین میں اور حرف ”ر“ سے رنج کو گنج جانے اور گنج (خزانہ) نہ لے جس نے فقر میں قدم رکھا اور پھر اس سے منہ پھیرا اور دنیا میں متوجہ ہوا تو حرف ”ف“، فضیحت، حرف ”ق“، قہر خدا اور حرف ”ر“ سے رُودونوں طرف سے پھرا۔ (نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم)۔ (محکم دقت رکھاں)

نیز: فقر کے تین حرف ہیں: ف، ق، ر۔ حرف ”ف“ سے فیض، فضل، فیاض حق سے اور حرف ”ق“ سے قیامت دل سے فراموش نہ ہو اللہ کے قرب کے ساتھ اور قناعت کے ساتھ اور نفس پر قوی اور قادر ہو اور حرف ”ر“ سے رتبہ کو اختیار نہ کرے سوائے حق کی رضا کے۔ (محکم دقت رکھاں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فقر کے اعلیٰ مراتب

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”یہ فقر کے انتہائی مراتب ہیں، اکثر لوگ فقر کے نام کو پہنچے ہیں، بعض لوگ الہام کے فقر تک پہنچے ہیں، بعض نے فقر میں گویا ابھی قدم رکھا ہے، بعض نے دنیاوی ترقی، عزت و مرتبہ کے لیے طالبی مریدی کا سلسلہ جاری کیا ہے، روضے اور خانقاہیں بنوائی ہیں، ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے فقر کے انتہائی مرتبے پر پہنچا ہے، میرا یہ قال میرے حال پر صدق ہے، ایسے ہی آدمی کو فقیر کہتے ہیں جس کی قید میں اٹھارہ ہزار عالم ہوں۔

قوله تعالى: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (۱۳:۴۹)

”بے شک جو تم میں زیادہ متقی ہے وہی اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

مقام فقر فنا فی اللہ

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”فقراء کا وجود پارے کی طرح ہوتا ہے، اگر تھوڑی سی حرکت بھی اسے دی جائے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے کہ ان ٹکڑوں کا شمار نہیں ہو سکتا، لیکن تو اس بات پر بھی غرور نہ کرنا کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا کھیل تماشا ہے، یہ کوئی عین توحید نہیں ہے، محض کرامات کا کرشمہ ہے۔

اکثر آدمی کہتے ہیں کہ فقر مشکل ہے، وہ غلط کہتے ہیں، فقر مشکل نہیں بلکہ ہر مشکل کے لیے مشکل کشا ہے، جو فقر صاحب تصرف دارین ہے اور جسے جمالی اور جلالی نظر حاصل ہے اس کی شان میں یہ آیت وارد ہے:

قوله تعالى: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ
وَالْعَشيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (۲۸:۱۸)

”اور اپنی جان ان سے مانوس رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں
اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا
تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے۔“ (نور الہدیٰ خورد)

نیز: ”اے طالب اللہ! سچ کہنا“ کیا تو نے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ . (۹۲:۳)

”تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ
خرچ کرو۔“

کو نہیں چکھا ہے شاید تو نے ”فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ“ (اللہ کی طرف بھاگو) کو
”فَفِرُّوا مِنَ اللَّهِ“ (اللہ تعالیٰ سے بھاگو) سمجھا ہے اور

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ○ (۱۶:۵۰)

”ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں“

کے مرتبے کو نہیں پہنچا ہے اور چشمِ باطن اور نور اللہ سے

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ . (۲۱:۵۱)

”اور وہ تمہاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے۔“

وَهُوَ مَعَكُمْ . (۴:۵۷)

”اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔“ (نور الہدیٰ خورد)

ابتدائے فقر اور انتہائے فقر

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”ابتدائے فقر اشک ہیں اور انتہائے فقر عشق ہے“ ابتدائے فقر تصور ہے اور

انتہائے فقر تصرف ہے، فقیر وہی ہے کہ فقیر کا وجود شریعت میں پنہاں ہو، اگرچہ مقام

الست میں ہو اور اس کا مکان لامکاں ہو، ابتدائے فقر علم الیقین عین الیقین ہے اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انتہائے فقر حق الیقین ہے، ابتدائے فقر منتہی ہے اور انتہائے فقر فنا ہے ”مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا“ (موت سے پہلے مر جاؤ) پھر جب کوئی مر جاتا ہے تو اس سے تمام چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں، پس تمام چیزوں سے قطع تعلقات کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کامل کرے اور اپنے فرائض مقررہ میں کوئی نقصان نہ آنے دے، خواہ وہ فرض وقتی ہو یا دائمی ہو، ایک ماہی یا ششماہی یا فصلی ہو یا سالانہ اور سب سے زیادہ ضروری یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ حاضر و ناظر جانے، اپنے گھربار کو اس کی راہ میں صرف کر دے، ابتدائے فقر صدق و یقین ہے اور انتہائے فقر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی ہے۔

(عین الفقراں)

”اللہ تعالیٰ کی محبت بمنزلہ چراغ کے ہے اور رعایت خلق و کشف و کرامات بمنزلہ آندھی کے ہے، جو فقیر اس چراغ کو شریعت کے گھر میں محفوظ نہ رکھے گا وہ چراغ روشن نہیں رکھ سکتا، کشف و کرامات کی آندھی اسے بجھا دے گی، اسی طرح پانچ چیزیں ہیں کہ اگر فقیر ان پانچ چیزوں کو بند نہ رکھے تو اس پر راہ فقر کشادہ نہیں ہو سکتی، وہ پانچ چیزیں حواسِ خمسہ ظاہری ہیں، پانچوں حواس رہزن ہیں، اول سامعہ دوم باصرہ سوم ذائقہ چہارم شامہ پنجم لامہ، بلکہ تمام قوتوں کے متعلق جو جو گناہ ہو سکتے ہیں سب سے قطعی توبہ کرنے، مثلاً جو باتیں کہ سننے کے قابل نہیں ہیں کہ شریعت ان سے ممانعت کرتی ہے، انہیں نہ سننے، اسی طرح جن چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے، انہیں نہ دیکھے اور جو باتیں ناگفتنی ہیں انہیں زبان سے نہ نکالے، نا محرم کو ہاتھ نہ لگائے، گناہ کے کاموں میں اپنا قدم نہ رکھے، عالم، فاضل، قاضی، مفتی، حاکم، بادشاہ، ہزاروں کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں مگر ایک اپنے نفس کو مارنا، اسے قید کرنا، اس پر محاسبہ کرنا، بہت مشکل کام ہے، جس نے یہ کام کر لیا اس نے فقر کا میدان فتح کر لیا، فقراء شب و روز اپنے نفس پر تنقہ (جستجو، تلاش) اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں اور قاضی و عشق ان نفس کشی کا حکم کرتا ہے اور حاکم ذکر و فکر اخلاص کا، زنجیر کا، مائدہ کر اسے قد کرنے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کا حکم دیتا ہے اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بندگی اور عبادت کا طوق اس کی گردن میں ڈالتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ نماز بھی پڑھتے ہوں گے اور تلاوت قرآن مجید بھی کریں گے مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے۔“ (عین الفقہ)

نیز: ”فقر“ میراث محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لیے کہ فقیر کی ابتداء شریعت ہے اور اس کی انتہاء بھی شریعت ہے یہی فقیر کامل و مکمل ہے سر و اسرارِ حال و احوال، سُکر و مستی، قبض و بسط، عشق و محبت کسی میں وہ شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا اور اگر کسی وقت بھی شریعت سے باہر ہو جائے تو مراتبِ خاص اس سے سلب ہو جاتے ہیں، فقیر کو چاہیے کہ ہر مقام پر خیال رکھے اور کسی جگہ بھٹک نہ جائے اور روزی کے پیچھے بھی سرگرداں اور پریشاں نہ ہو، خدا رازق ہے وہ روزی پہنچائے گا۔“ (عین الفقہ)

فقر و قسم کا ہے

(۱) مخلوقات کو پسند کرنے والا فقر

(۲) خالق کو پسند کرنے والا فقر

فقر کے دو گواہ ہیں

ایک گواہ اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم ”التعظیم لامر اللہ“ دوسرا گواہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر شفقت کرنا ہے۔

تخلقوا باخلاق اللہ

”اپنے میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو۔“

کیونکہ اخلاق کو نصف اسلام کہا گیا ہے۔

قوله تعالى: إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ (۴:۶۸)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”بے شک تمہاری خوبو (خلق) بڑی شان کی ہے۔“

خلق عظیم، قلب سلیم، بحق تسلیم، صراطِ مستقیم کا مرتبہ ہے اور یہی لوگ انعام یافتہ ”اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ کے مصداق ہیں۔ (نور الہدیٰ)

شرح فقر

”فقر کل جہان کی روشنی، مثل آفتاب فیض بخش ہے اور ہر جان میں ہمیشہ جان عزیز اور آنکھوں کے نور کی مثل موجود ہے، یہ بھی سن لو کہ بہت سے (خود نما فقر کے دعویٰ دار) لباس فقر پہن کر (در بدر) خوار ہیں، ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوگا جس کے لیے بہشت، محبت، عشق، سرشت گلشنِ نو بہار کی مانند معطر ہوگی، فقر مشکل کشا اور عین نما کو کہتے ہیں، یہ خود پسند اہل ہوا فقیر نہیں ہیں بلکہ وہ ”کچھ بھی نہیں“ ہیں کیونکہ انہوں نے سچ سچ دنیا سے دل لگا رکھا ہے۔“ (نور الہدیٰ)

فقر کا آخری مرتبہ

”فقر کا آخری مرتبہ یہ ہے کہ دونوں جہان کو توجہ سے طے کر لیتا ہے اور تصور سے اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی کے تصرف میں لے آتا ہے اور کونین کا تماشہ اپنے ناخن کی پشت پر کرنے لگتا ہے، وہ یکبارگی نفس کو قتل کر کے کونین کے تماشے سے گزر جاتا ہے اور عین کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر راضی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو جاتا ہے“ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَضُوا عَنْهُ) (نور الہدیٰ)

انتہائے فقر

”فقراء کی ابتداء اور انتہاء ایک ہوتی ہے، وہ ہمیشہ حضوری اور قرب میں یکتا ہوتے ہیں اور فقر کا آخری مرتبہ یہ ہے کہ

”ناسوت سے باہر نکلنا اور لاہوت میں داخل ہونا
فناء سے باہر نکلنا اور لقاء میں داخل ہونا“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بارہ چابیاں

حضرت سلطان الفقر سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”فقیر اسی واسطے سب پر غالب ہے کہ اس کے پاس حسب ذیل بارہ چابیاں ہوتی ہیں: (۱) صحت کی چابی (۲) رحمت کی چابی (۳) کشائش رزق کی چابی (۴) تنگی رزق کی چابی (۵) ربع مسکوں کی خشکی و تری ساتوں ولایتوں ملک سلیمانی اور تمام روئے زمین پر کی چیزوں کو اپنے قبضہ میں لانے کی چابی (۶) انبیاء اللہ اولیاء اللہ غوث قطب اور تمام اہل درجات کو اپنی قید میں لانے کی چابی (۷) موکل فرشتوں کی چابی (۸) تمام مخلوقات جن دیو پری و وحوش طیور کو اپنے قبضہ میں لانے کی چابی (۹) مقام ازل کی چابی (۱۰) مقام ابد کی چابی (۱۱) مقام عقبی کی چابی (۱۲) مقام معرفت مولیٰ فنا فی اللہ لامکاں کی چابی۔

ان بارہ چابیوں میں سے ہر ایک مع بارہ علم بارہ حکمت بارہ علم جن کے متعلق ”العلم نتیجۃ من الحلم“ علم حلم کا نتیجہ ہے آیا ہے۔ بارہ ذکر و فکر بارہ قبض بسط بارہ سکر صحو بارہ دعوت جن سے ایک لحظہ میں تمام مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ بارہ مذکور مشاہد حضور بارہ سلک سلوک جن سے ایک لحظہ میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی مجلس میں پہنچ سکتے ہیں بارہ مکاشفے بارہ محاسبے بارہ دلیل بارہ وہم و خیال بارہ معرفت وصال بارہ الہام بارہ تجلیات بارہ غرق اور بارہ فنا فی اللہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کے تصور سے حکم خدا اور اجازت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو سکتی ہے اعمال دعوت ختم قرآن اور اسم اعظم کے پڑھنے سے ہر ایک مقام کا قفل مذکورہ بالا چابیوں سے کھل سکتا ہے جس فقیر کے پاس یہ چابیاں ہوں وہ الہی خزانوں کا مالک عارف باللہ اور صاحب قرب و توحید ہوتا ہے ورنہ بے قوت و بے کلید فقیر محض مقلد ہے فقیر ہونا آسان کام نہیں فقر میں پروردگار کے اسرار عظیم کا مشاہدہ ہوتا ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”یہ لوگ فقیر نہیں جو کتوں کی طرح ہر ایک دروازہ سے لقمہ لقمہ لیتے ہیں یہ بد مذہب اہل بدعت اور بد نظر ہیں یہ لوگ تارک الصلوٰۃ خبیث شیطان ثانی شراب خور معرفت الہی سے بے خبر ہیں جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے وہ شیطان کا دوست ہے ان کی دوستی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی ہے اہل بدعت نفس پرست اور ہوا و ہوس والے ہیں۔

قوله تعالى: الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ (۲:۲۶۸)
”شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور بُرے کاموں کا حکم کرتا ہے۔“

حدیث: المبتدع كلاب النار۔

”اہل بدعت آگ کے گتے ہیں۔“

حدیث: لا تجلسوا مع اهل البدعة۔

”اہل بدعت سے ہم مجلسی نہ کرو۔“ (کلید التوحید کلاں)

علماء اور فقراء کا فرق

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ علماء و فقراء میں کیا فرق ہے؟ اس کی

تشریح بھی تجھ کو بتلاتا ہوں یعنی علماء و صاحب ادب اور صاحب شرع اور وارث انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور فقراء تارک دنیا فارغ عقبتی صاحب ذکر و فکر خلق مجسم فدائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور غریق دریائے وحدت و معرفت ہوتے ہیں علماء رات دن مطالعہ علم کی تکرار میں قیل و قال رکھتے ہیں اور فقراء خدا کے ساتھ اپنا حال بے حال رکھتے ہیں پس عالم مبتدی کا علم ذکر میں اور فقیر کا حضوری میں پس معلوم ہوا کہ امتداد میں ذکر حضوری کے واسطے ہے اس سے معلوم ہوا کہ علماء کے واسطے اعلیٰ درجات ہیں قولہ تعالیٰ:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔“

اب رہے فقراء کے درجات وہ قرب حق تعالیٰ کے ساتھ ہیں قولہ تعالیٰ:

وَإِذْ كُنَّا رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (۲۳:۱۸)

”یاد کر اپنے رب کو جبکہ بھول جائے۔“

(یعنی) اسم اللہ کے ساتھ غریق وحدت ہیں پس اے طالب صادق! جاننا

چاہیے کہ درجات ذات کے واسطے ہیں اور ذات خاص اولیاء اللہ کے نصیب میں ہے

پس جو طالب مولیٰ معرفت الہی کی طلب کرے وہ شخص شیخ المشائخ عالم و فاضل اور

متقی و محقق و محرم اسرار ہے اور جو مولیٰ کی طلب نہ کرے وہ حرص و حسد و عجب میں مبتلا

ہے اس کو کسی کا فیض صحبت نفع نہیں دے سکتا خواہ کیسا ہی فقیر مست اور عالم ہوشیار ہو

ہرگز ہرگز وہ فیض یاب نہیں ہو سکتا۔ (محکم الفقر کلاں)

فقراء معرفت کا بیان

”پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ فقیر اس کو کہتے ہیں کہ جو

شریعت کا عالم اور طریقت کا شہسوار ہو مقام حقیقت کا ناظر مقام معرفت کا جاننے والا

اور دنیا کا بوجھ اٹھانے والا ہو جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے: ”مَا عَرَفْنَاكَ حَقًّا

مَعْرِفَتِكَ“ (یعنی) ”پاک ہے تو تیری معرفت جیسی کہ چاہیے تھی ہم نے حاصل نہ

کی“ جو معرفت کا مقام بے پایاں اور بے انتہاء ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں

جانتا اور دوسری حدیث میں ہے: ”سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقًّا عِبَادَتِكَ“ (یعنی)

”پاک ہے تو ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنی چاہیے تھی۔“

فقراء کی خدمت

”پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو وہ مسئلہ بتاتا ہوں کہ جو فقیر کو

بطور خیرات کچھ دے اگر فقیر اس کو مخلوق کی طرف سے جانے تو نقصان

ہے اگر خدا کی طرف سے سمجھے تو دلیل عرفان ہے۔“ (محکم الفقر کلاں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نیز: ”جو فقراء کہتے ہیں کہ ہم نے دنیا کو ترک کر دیا ہے مگر مثل پروانہ چراغ اس کے گرد پھرتے ہیں اور تعلقات دنیا کی نسبت کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے علائق کو تیغ ہمت سے کاٹا ہے ایسے لوگ حرص و آز میں مبتلا ہیں پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو کہ حق تعالیٰ نے مومنوں، عارفوں، انبیاء و اولیاء بلکہ جمیع مسلمانوں کی روح کو محض عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے نہ کہ زر و مال جمع کرنے کی غرض سے کہ جو لوگ طمع دنیا میں مبتلا ہیں وہ دنیا و آخرت سے بے خبر ہیں۔“ (محکم الفقر کلاں)

فقراء کے مقام

”اے طالب صادق! اب میں تجھ کو فقراء کے مقامات سے آگاہی دیتا ہوں کہ ایسے دریشوں کے چار مقام ہیں:

- (۱) مقام ان کا دل ہے جس کو وہ ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رکھتے ہیں
 - (۲) مقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے سامنے وہ اپنی زبان نہیں کھولتے
 - (۳) مقام ان کا مسجد ہے جہاں شیطان کا گزر نہیں ہوتا
 - (۴) مقام ان کا قبر ہے جہاں وہ آسودہ ہوتے ہیں
- اور بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ مقام قبر قیامت کی حقیقت کے دریافت کرنے کا نام ہے اور اے طالب صادق! جو فقراء بہت کھاتے اور سوتے ہیں وہ مردہ دل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بے خبر ہیں۔“ (محکم الفقر کلاں)

معرفت مولیٰ اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے

”پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ معرفت مولیٰ اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے یعنی ایک قدم عالم ازل سے اٹھایا اور دنیا کے سر پر رکھا اور دوسرا قدم دنیا سے اٹھایا اور عقبی کے سر پر رکھا اور عقبی میں سر سے گزرا اور مقام بہشت کے دروازہ پر پہنچا اور حق تعالیٰ کی مدد اس کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قوله تعالى: فَأَدْخُلْنِي فِي عِبَادِي وَأَدْخُلْنِي فِي جَنَّتِي - (۳۰:۲۹:۸)

”پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔“

اور نیم قدم سے مراد بقائے رب العالمین سے مشرف ہونا ہے پس اے طالب! اس نیم قدم پر وہ شخص پہنچتا ہے کہ جو نفس کو رازِ رب العالمین کی تلوار سے قتل کرے اور رازِ رب ریاضت سے بہتر ہے۔ (محکم الفقرکلاں)

راز اور ریاضت؟

”پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ راز کیا ہے اور ریاضت کس کو کہتے ہیں راز سے ہماری مراد کیا ہے؟“

راز اطمینان خاطر کو کہتے ہیں کہ جو جمال یار کے ساتھ ہو اور ریاضت سے مراد یہ ہے کہ جو رعایت خلق کے ساتھ ہو چونکہ صاحب راز کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے:۔

ناظراں را بر نظر باشد الہ
لعلتے بر مال دنیا حب و جاہ

دوسرے راز کا تعلق مقام فقر سے ہے جس میں سراسر راز اور اسرار ہیں اسی واسطے کہا ہے کہ انسان خود راز حقیقت ہے قولہ تعالیٰ:

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝ (۱۶:۵۰)

”اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں۔“

اور بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ فقر ایک دریائے ناپیدا کنار ہے بعض اس سے ثابت اتر گئے اور بعض اس میں گر کر مر گئے۔ (محکم الفقرکلاں)

حکایت

”بیان کرتے ہیں کہ ایک وزیر کے دل میں فراق (فکر خیال

دھن) الہی پیدا ہوا اس وقت اس وزیر نے قلمدان وزارت کو رکھ دیا اور

خدمتِ بادشاہی کو ترک کر دیا، بالاستقلال کوچہ فقر میں قدم رکھا، پس ایک مدت کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہوا، بادشاہ نے کہا: اے وزیر! تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا؟ وزیر نے کہا: اے بادشاہ! تجھ میں پانچ خصلتیں تھیں جن میں پہلی یہ تھی کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھ کو نہیں دیتا تھا، اب میں اس بادشاہ کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا اور مجھ کو کھلاتا ہے، دوسری یہ کہ تیرے روبرو تمام دن کھڑا رہتا تھا اور تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھ جا! اب میں ایسے خداوند کی خدمت کرتا ہوں کہ چار رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں تو دو مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ جا! تاکہ یہ خدمت تجھ پر آسان ہو، تیسری یہ کہ تو تمام رات سوتا تھا اور میں تیری محافظت میں پھرتا تھا، اور تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تھوڑی دیر کو تو بھی آرام کر لے، اب میں ایسے مالک کی خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سوتا اور میں سوتا ہوں بلکہ وہ میری محافظت کرتا ہے، چوتھی یہ کہ تو مر جائے گا مگر میں اب اس پروردگار کی خدمت میں ہوں کہ جس کو موت نہیں ہے، اور وہ مجھ کو اپنے ذکر سے زندہ رکھتا ہے، پانچویں یہ کہ میں تجھ سے خوف کرتا تھا کہ اگر مجھ سے کوئی قصور ہو جائے گا تو تو مجھ کو سزا دے گا، اب میں اس خداوندِ عالم کی خدمت میں ہوں کہ اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو جائے تو جس وقت توبہ کرتا ہوں وہ معاف کر دیتا ہے۔“

(محکم انقراں)

فقیر کامل

”پس اے طالب! فقیر کامل وہ ہے جس قدر وہ تصرف کرے وہ کم نہ ہو، بلکہ دنیا و آخرت میں اللہ کو بس اور ماسوائے اللہ کو ہوس جائے۔“ (محکم انقراں)

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خلق اللہ تعالیٰ کل شیء من طین الارض و خلقت الفقراء
من طین الجنة .

”اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تو زمین پر کی مٹی سے پیدا کیا لیکن فقراء کو
جنت کی مٹی سے پیدا کیا۔“
نیز فرمایا:

خلقت العلماء من صدری و خلقت السادات من صلبی
و خلقت الفقراء من نور اللہ تعالیٰ .
”علماء میرے سینے سے سادات میری پیٹھ سے اور فقراء نور الہی سے پیدا
کیے گئے ہیں۔“ (قرب دیدار)

صفت درویشی

”پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو صفت درویشی کی خبر دیتا ہوں کہ
قرآن شریف میں جو آیت صفت درویشی کی بابت ہے، قولہ تعالیٰ:
وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (۸:۷۶)
”اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔“

فقیری.....؟ خانہ ویرانی

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:
”فقیری کیا ہے؟ خانہ ویرانی کا نام ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے گھر کو کبھی آباد نہیں کیا، جو کچھ آتا سب راہِ خدا میں صرف کر دیتے، بعض
وقت ان کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لیے روغن تک نہ ہوتا اور کبھی فرش کے
لیے بوریا بھی نہ ہوتا، اسے فقیری کہتے ہیں جو کچھ اللہ دے اللہ ہی کو دے دے اور جو
کچھ کہ اللہ دلائے وہ بھی اللہ ہی کو دے دے۔“

(عین الفقراں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ فرماتے ہیں:

”درویشی دراصل وہ تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی کہ اختیار سے فقر قبول کیا اور گودڑی پہنی، جب پہنی تو حکم ہوا کہ حجابِ عظمت سے لے کر آسمان تک کے سارے فرشتے گودڑی پہنیں، جب سب نے پہنی تو سجدے میں سر رکھ کر عرض کی کہ اے پروردگار! ہمیں مطلع فرما کہ کس کی موافقت میں ہم نے یہ گودڑی پہنی ہے؟

فرمایا گیا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موافقت میں جو میرا حبیب ہے اور جس نے آج گودڑی پہنی ہے۔“

خواجہ گنج شکر قدس سرہ نے مزید فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درویشی قبول نہ فرماتے تو درویشی کی برکت اس جہان میں نہ ہوتی اور کوئی زندہ نہ رہتا، سب ہلاک ہو جاتے۔

پھر فرمایا:

”ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الہی میں عرض کی: دنیا اور اہل دنیا کس بات (بنیاد) پر قائم ہیں؟ فرمایا: درویشوں کے قدموں کی برکت سے اے عیسیٰ! اگر درویش جہان میں نہ ہوتے یا زمین انہیں قبول نہ کرتی تو دولت مندوں کو میرا قہر نکل جاتا اور سب کو ہلاک کر دیتا۔“

خواجہ گنج شکر قدس سرہ نے مزید فرمایا کہ اگر محبت ہے تو یہی درویشوں کی محبت ہے، جب شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز کے جماعت خانے میں کوئی درویش نہ آتا تو فرماتے کہ آج نعمت مجھ سے لے لی گئی ہے کہ کوئی درویش نہیں آیا۔“

خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام

نے حاضر بارگاہ ہو کر یہ فرمانِ الہی سنایا کہ:

”اے میرے حبیب! جو لوگ فقیروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں تو ان کے ساتھ دوستی کر اور ان سے مل بیٹھ۔“

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”صابر درویش کی دو رکعت نماز کو شاگرد دولت مندوں کی ستر رکعتوں پر

شرف حاصل ہے، شاگرد دولت مند وہ ہوتا ہے جو اپنا مال اسبابِ راہِ خدا

میں صرف کر دے۔“

مزید فرمایا: ”حضرت سلیمان صلوٰۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب افطار کا وقت

ہوتا تو مسجد کے دروازے پر جا بیٹھتے، جو بھوکا درویش ہوتا اس کے ساتھ مل کر کھانا

کھاتے اور پھر واپس جاتے۔“

پھر فرمایا: ”قیامت کے دن درویشوں سے معذرت کی جائے گی اور دولت

مندوں سے حساب لیا جائے گا۔“

شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ فرماتے ہیں:

”قیامت کے دن بعض ایسے آدمی ہوں گے جنہوں نے دین میں

طاعتِ الہی، نماز، روزہ وغیرہ سب کچھ کیا ہوگا لیکن دوزخ میں جانے کا

حکم ہوگا، وہ عرض کریں گے، ہم نے تو دنیا میں نیک عمل کیے پھر کیوں

دوزخ میں بھیجا جاتا ہے؟ حکم ہوگا کہ تم نے دنیا میں درویشوں سے

روگردانی کی۔

بعض آدمی ایسے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا

بلکہ گناہ درگناہ کرتے رہے، ان کے لیے بہشت میں جانے کا حکم ہوگا، وہ

حیران نہ جائیں گے کہ ہم نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا پھر کس سبب سے

ہمیں بہشت کا حکم ہوا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا کہ گو تم نے دنیا میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گناہ کیے ہیں لیکن تمہارے دلوں میں درویشوں کی محبت تھی اور تم نے ان سے نیک سلوک کیا جس کی برکت سے تمہیں جنت جانا نصیب ہوا، کوئی راحت درویشوں کی محبت سے بڑھ کر نہیں، لیکن یہ ہے دشوار کام، فاقہ کی رات درویش کے لیے معراج کی رات ہوتی ہے۔“
پھر فرمایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا:
”اے موسیٰ! اگر درویشوں کی دعاء نہ ہوتی تو ہم سارے شہروں اور مقاموں کو برباد کر دیتے، تمام جہان انہیں کی برکت سے قائم ہے۔“
مزید فرمایا:

”درویش کو کسی شہر سے آزرہ دل ہو کر نہیں جانا چاہیے، نہیں تو وہ شہر برباد ہو جائے گا۔“

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ
”الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ“ ”دنیا آخرت کی کھیتی ہے“ تو اس سے مراد یہ ہے کہ صدقہ دو کہ آخرت میں تمہارے کام آئے، چنانچہ مثل مشہور ہے کہ جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے، پھر فرمایا کہ درویشی اس بات کا نام ہے جو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی کہ صبح سے شام تک جو آتا بغیر کچھ کھائے نہ جاتا۔“

(أسرار الاولیاء)

حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اے درویش! درویشی اسی کا نام ہے جو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی، جب درویش مراقبہ میں سر نیچا کرتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم کو دیکھ آتا ہے اور جب قدم زنی کرتا ہے تو عرش سے تحت الثریٰ تک پھرتا ہے، یہ درویشوں کا پہلا مرتبہ ہے۔“ (أسرار الاولیاء)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ کے دوست اہل ذکر اللہ اور فقیرانِ فنا فی اللہ ہیں کہ اپنے اہل و عیال، مادر و پدر، مال و اسباب، درہم و دینار، دنیا و مافیہا کو تماشوں کا منظر جانتے ہیں اور اس سے انہیں کچھ پسند نہیں آتا، وہ کسی چیز کی ملکیت سے خوش نہیں ہوتے“ ”لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا“ ”قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی مخاطب ہونے کی جرأت نہ ہوگی“ جو کوئی باوجود فقر کے بجز اللہ تعالیٰ کے طلب کرے یا اس سے اپنی ملکیت گردانے پورا کافر ہو جاتا ہے، اسے مقاماتِ فقر اور درویشی سے کچھ حصہ نہیں ہے، کتا ایک ادنیٰ جانور ہے اس کی نہ کوئی ملکیت ہوتی ہے اور نہ سکونت کے لیے کوئی خاص جگہ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ جانور سے ہی سبق حاصل کر کے زیادہ نہیں تو اس سے کم بھی نہ رہے اور اپنے آپ کو ”الوقف لا یملک“ کا مصداق بنائے، جس طرح مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، اسی طرح فقیر بھی ہر ایک چیز کی ملکیت سے آزاد ہوتا ہے۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“۔ (عین الفقر کلاں)

فقیری اور درویشی

”فقیری اور درویشی ایک بڑی چیز ہے، یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں، اولیاء اور فقراء کے سوا اور کسی کو عطا نہیں فرماتا“ دنیا بندے کو رب تعالیٰ سے باز رکھتی ہے، کسی فقیر نے اب تک خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، جو کچھ کیا ہے اہل دنیا نے کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطے اپنے پاس کچھ نہ رکھا بلکہ جو کچھ آپ نے پایا اسے راہِ خدا میں ہی صرف کر دیا کہ مبادا میں اہل دنیا میں شمار ہو جاؤں، امام المسلمین امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود تشددِ بادشاہ کے منصبِ قضا کو ایک روز بھی پسند نہیں کیا کہ مبادا قیامت کے روز قاضیوں کی صفوں میں کھڑا کیا جاؤں۔ (عین الفقر کلاں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اسلام کے طریقے

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس اے طالب صادق! ”جزاك الله خيرا“ تجھ کو معلوم ہو کہ مسلمان ہونے کے واسطے بزرگوں نے دو طریقے مقرر کیے ہیں، ان میں ایک ظاہر اور ایک باطن اور ان میں پانچ پانچ سبب ہیں، اول کلمہ طیب ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ اور بنائے باطن تصدیق القلب اور دوسرے بنائے ظاہر پنج وقتی نماز اور بنائے باطن نمازِ دائمی تیرے بنائے ظاہر روزہ ماہِ رمضان اور بنائے باطن اللہ تعالیٰ کی رضامندی یعنی ہر بلا پر صابر ہونا، چوتھے بنائے ظاہر زکوٰۃ مال اور بنائے باطن زکوٰۃ جان یعنی قرب وصال کے ساتھ پانچویں بنائے ظاہر حج با صواب اور بنائے باطن حاجی بے حجاب، چونکہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حاجی ظاہر حاجی الحرم ہے اور حاجی باطن حاجی الکرم ہے، چونکہ حاجی ظاہر متوجہ عرصات کی طرف ہے اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ ہے یعنی ذاتِ خدا میں مستغرق رہتا ہے، عرفاء فرماتے ہیں کہ ظاہر کعبہ سے مراد کعبہ ابراہیم علیہ السلام ہے جس کی تعمیر آب وگل سے ہوئی اور کعبہ باطن سے مراد جان و دل ہے جس کی تشبیہ عرشِ اعظم سے ہے۔“ (محکم الفقر)

حضرت شاہ محمد پیر شاہ چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”نماز دو قسم کی ہے، اول یہ کہ جس میں تعین وقت اور رکوع و سجود کی شرط ہے جیسے نمازِ پنجگانہ، اگر اس نماز کے نمازی نے ”ان تعبد اللہ کالکبراہ فان لم تکن تبراہ فانہ یراک“ کو دل میں قائم کر کے نماز ادا کی ہے یعنی ساتھ مشاہدہ یا بمراقبہ تو بے شک یہ نماز مقبول و موجب فلاح دارین ہے اور جس کی نماز اس شان کی نہیں تو بقول شخصے ”مجر ابر باد گناہ لازم“ یعنی اگر نمازِ پنجگانہ بغیر مشاہدہ و مراقبہ کے ہے تو وہ بے سود اور برباد ہے، حدیث شریف میں وارد ہوا ہے: ”لا صلوة الا بحضور“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

القلب“ نہیں ہوتی نماز بغیر حضوری قلب کے اگر بطور مراقبہ کے نماز کو ادا کیا تو حضور قلب ہوا“ الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ“ نماز مومنوں کی معراج ہے اگر ساتھ مشاہدہ کے نماز کو ادا کیا تو معراج سے مشرف ہوا وارد ہوا ہے۔“

”دوسری قسم صلوٰۃ دائمی ہے اذکار الہی میں سے ایک ذکر کا نام صلوٰۃ دائمی ہے اور یہ ذکر باسم ذات کیا جاتا ہے اصطلاح صوفیاء کرام میں ذکر بمعنی یاد الہی اور صلوٰۃ بمعنی نماز اور دائمی بمعنی ہمیشہ ہے یعنی ذکر بذکر اسم ذات ہمیشہ اور ہر وقت نماز میں ہے اور اس نماز میں تعین وقت و رکوع و سجود وغیرہ کی شرط نہیں ہے اس نماز کا نمازی بلا تعین وقت و بغیر رکوع و سجود ہر وقت اپنی نماز میں مشغول رہتا ہے اس کو ذکر اللہ دائمی کہتے ہیں اور اس کا نام نامی ”صلوٰۃ دائمی“ ہے اور یہ نماز جمیع عبادات سے افضل و بہتر شمار کی گئی ہے غرض صوفیاء کرام ذکر اللہ دوامی کو ”صلوٰۃ دائمی“ ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی فرمان ہے کہ اس نماز میں اطمینان قلب بدرجہ غایت نصیب ہوتا ہے۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَطْمِئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۖ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ ۝

(۱۸:۲۷)

یعنی: ”دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے خرددار ہو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اطمینان قلوب ہے۔“

کما قال اللہ تعالیٰ:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ (۲۵:۴۹)

”بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔“

وہ نماز بھی ہے جس میں اطمینان قلب ہوتا ہے یعنی اس نماز کے نمازی کا قلب

کبھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں رہتا اور غالب قلبی کسی طرح اور کسی حال میں متغیر نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم و برقرار رہتا ہے۔ (نظام التوحید)

اقسام علم

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”علم دو قسم کا ہے: ایک ظاہری دوسرا باطنی، ظاہری عالم زبانی علوم کے عالم ہوتے ہیں اور انہیں وجود کا علم ہوتا ہے لیکن باطنی، قلب کے عالم ہوتے ہیں، جس شخص کو علم باطنی اور معرفت و توحید الہی پورے پورے حاصل ہیں اسے ظاہری علوم کی کیا ضرورت ہے، مطلب یہ کہ ظاہر علم دلالت اور راستی کا گواہ اور راستے کا نگہبان ہے، رفیق طریق اور رفیق باتوفیق علم باطنی ہے، جس طرح علم ظاہر ہے اسی طرح علم باطن ہے، علم ظاہر بمنزلہ نمک ہے اور علم باطن بمنزلہ طعام، جس طرح طعام میں نمک جذب ہو جاتا ہے اسی طرح علم باطنی میں علم ظاہری گم ہو جاتا ہے، علم ظاہری چراغ کی طرح ہے اور علم باطنی آفتاب کی طرح، علم ظاہری دودھ ہے تو علم باطنی مکھن و گھی، علم ظاہری بدن ہے تو علم باطنی روح ہے، علم ظاہری زراعت ہے تو علم باطنی غلہ ہے، علم ظاہری تیس سالہ محنت و مشقت کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے لیکن علم باطنی ”اسم اللہ ذات“ کے حضرات سے ایک لحظہ میں حاصل ہو سکتا ہے بشرطیکہ مرشد کامل ہو۔“ (امیر الکونین)

ظاہری و باطنی علوم

”ظاہری علم چودہ ہیں اور باطنی ستر کروڑ تین لاکھ پچاس ہزار پانچ سو اکتیس ہیں، چنانچہ ذکر و فکر کے ہزاروں ہی علم ہیں اور عالم ملک کے بھی ہزار ہا عالم ہیں، باطنی علوم کے لکھنے کے لیے کئی دفتر چاہئیں کیونکہ یہ علوم بے شمار ہیں، مرشد کامل پہلے ہی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روز میں یہ سارے علوم سکھا دیتا ہے جس سے طالب تمام کئی و جزوی علوم میں روشن ضمیر صاحب عیاں اور مکاں لاہوت کا عارف بن جاتا ہے یہ عالم فقیر نفس پر حکمران کا پہلا سبق ہوتا ہے ایسا شخص دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھ سکتا ہے اور خود صاحب نظر ہوتا ہے اور اسے توحید و معرفت کی پوری کی پوری تحصیل اور تفسیر با تاثیر حاصل ہوتی ہے۔ (امیر الکونین)

احکام شریعت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

”پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو احکام شریعت بتلاتا ہوں یعنی کہ ہر بندہ مومن کو چاہیے کہ جب کوچہ درویشی میں قدم رکھے تو پابندی شریعت کے ساتھ رہے اور قرآن و حدیث پر عمل رکھے اور صحبت علماء و فقراء کو اختیار کرے پس جس امر کے واسطے شریعت کا حکم ہو اس کو اختیار کرے اور جس سے شریعت منع کرے اس سے بیزار رہے اور درمیان میں اس کے کسی حجت شیطانی اور نفسانی کو دخل نہ دے مثل شرک و کفر و فتنہ و فساد کے جس طرح کہ حسد اور نفاق اور کبر و عجب اور الفاظ ناشائستہ وغیرہ اور مثل اس کے۔

اے طالب صادق! تجھ کو یہ بتلاتا ہوں کہ شریعت کون سی چیز کا حکم دیتی ہے جس کی اطاعت تجھ پر فرض ہے پس تجھ کو چاہیے کہ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام اللہ اور حدیث اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور صبر و شکر و توکل و اطمینان و غنا اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے مضبوط کر اور ثابت قدم ہو۔

قول مصنف (حضرت باہو):

طالب العلم خیر من الف زاہد و حافظ و عابد۔

(یعنی) علم کا طالب ہزار زاہدوں، حافظوں اور عابدوں سے بہتر ہے اس واسطے کہ ذکر و فکر، طریقت و حقیقت و معرفت، مشاہدہ نور اللہ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تک پابندی شریعت سے ظاہر ہوتے ہیں اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ
دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا، ایک خطراتِ شیطانی سے دوسرا استدراج پریشانی سے۔
(محکم دلائل سے مزین)

ذکرِ لسانی و قلبی و روحی و ستری و جہری

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:
”یار ہے کہ کلمہ طیبہ افضل ذکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
مثل الذی یدکر ربہ والذی لا یدکر ربہ مثل الحی والمیت۔
”اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں
کرتا زندے اور مردے جیسی ہے۔“

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”جس کلام پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی یہ ہے کہ
میں نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ
مرغوب ہے؟ فرمایا: مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان پر جاری رکھنا۔“
ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے ایک عمل سب سے عمدہ نہ بتا دوں
جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو اور جس سے اللہ تعالیٰ کے
نزدیک تمہارے مراتب بہت بلند ہو جائیں اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں
سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو دشمنوں سے تمہارے اس جہاد
سے بہتر جس میں تم انہیں قتل کرو وہ تمہیں شہید کر دیں بلند و اعلیٰ ہو؟
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!
فرمائیے! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ ذکر
اللہ۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک اور حدیث میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما صدقة افضل من ذكر الله تعالى -

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی صدقہ بھی ذکر اللہ سے افضل نہیں۔“

حدیث: ”جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر وہاں سے اٹھ جائیں تو یہ سمجھ کہ وہ دنیا کے مردار گدھے بیٹھے تھے اور یوم قیامت ان کو اپنے اس کام سے بڑی ندامت و حسرت ہوگی۔“

حدیث: ”اہل جنت کو سب سے زیادہ حسرت اس وقت پر ہوگی جو انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزارا۔“

حدیث: ”اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کیا کرو کہ منافقین کہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔“

حدیث: ”جن لوگوں کی زبان ہمیشہ ذکر الہی سے تر رہتی ہے وہ جنت میں (مسرت و انبساط سے) ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔“

(حدیث قدسی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں اس بندے کے ساتھ ہوں جو میرے ذکر میں اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتا ہے۔“

(حدیث قدسی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہو جاتا ہوں، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں کی) میں یاد کرتا ہوں۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لکل شیء مصقلة ومصقلة القلب ذکر اللہ تعالیٰ۔
”حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لیے صیقل ہوتی ہے
اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے۔“
ایک اور حدیث میں ہے:

افضل العباد عند اللہ الذاکرون۔
”لوگوں میں بہتر وہی ہیں جو ذکر اللہ کیا کرتے ہیں۔“ (عین الفقر کلاں)

آسمائے الہی کا ورد

حضرت سلطان العارفین سلطان باہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
”جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء میں سے کسی اسم کو تصور و تصرف میں لائے
وہ اسم الہی اس شخص کے دل سے سیاہی کدورت اور زنگار دور کر دیتا ہے جو دل اس
طرح صاف ہو جاتا ہے اس پر معرفت الہی منکشف ہوتی ہے ایسا دل ذکر پروردگار
سے پُر نور اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مراتب

حضرت سلطان العارفین سلطان باہر قدس سرہ فرماتے ہیں:
”واضح رہے کہ حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی شیر یزدانی حضرت شاہ محی
الدین جیلانی قدس سرہ العزیز اور آپ کے طالب اور مرید ہمیشہ
وحدانیت اور مشاہدہ معرفت اور قرب الہی میں غرق رہتے ہیں اور
صاحب وصال و حضور ہیں غوث اور قطب آپ کے مریدوں کے مقابلہ
میں عاجز و مفلس اور اس بارگاہ کے سائل ہیں جس کو کوئی مرتبہ نصیب
ہوا انہیں سے ہوا ان کا منکر و نون جہان میں مردود و احمق اور پریشان
ہے رجعت کھاتا ہے حضرت پیر دستگیر کے مراتب گہرے دریا کی مانند

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں جس کو اس دریا سے ایک قطرہ نصیب ہو جاتا ہے وہ سیراب ہو جاتا ہے جو آپ کے مرید کو جذبہ دکھلائے وہ خود سلب ہو جاتا ہے اور بیمار ہو کر تھوڑے دنوں میں مر جاتا ہے حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا دشمن یا تو رافضی شیطان ہوتا ہے یا خارجی خبیث یا منافق جو فقر اور معرفت الہی سے محروم ہو آپ کا دشمن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے آپ کا دشمن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے آپ چاروں اصحاب کے محبت اہل سنت و جماعت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب تھے آپ کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت سے ایک لحظہ بھی فارغ نہ تھا اللہ بس باقی ہوں۔“

(کلید التوحید کلاں)

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرید کا درجہ

حضرت سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”واضح رہے کہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ اور ناقص مرید کا مرتبہ غوث قطب سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگ سچے دل سے آپ کے مرید ہیں انہیں آپ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کی ضرب سے ظاہری باطنی تصور تصرف اور قوت کے ذریعہ وحدانیت کے لازوال میدان میں لا کر اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتے ہیں جس سے وہ کاملوں عارفوں واصلوں اور اولیاء اللہ کو جاننے لگ جاتے ہیں جنہیں بعض اہل باطن بھی نہیں جانتے آپ کے مریدوں اور طالبوں کو مرتے وقت مرتبہ حضوری حاصل ہو جاتا ہے اور زور زور سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کہنے لگتے ہیں یا مرتے وقت ان کے وجود میں اسم اللہ ذات کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور غلبہ کرتا ہے قادری کے وجود میں محبت الہی جوش مارتی ہے۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اے برادر! گر ہے خواہی بہ عقبی سروری
باش در دنیا تو طالب آستانہ قادری
”اے بھائی! اگر تو عاقبت کی سرداری چاہتا ہے تو دنیا میں کسی قادری کے
آستانہ کا طالب بن۔“

حدیث: من مات فی حب اللہ فقد مات شهیداً۔
”جو شخص محبت الہی میں مر جاتا ہے وہ شہید کی موت مرتا ہے۔“
جس میں یہ صفت نہ ہو اسے قادری نہیں کہہ سکتے۔
حضرت غوث الاعظم شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قول مبارک
ہے:

لا یموت مریدی الا علی الایمان۔
”میرا مرید ایمان پر دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی مدح

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:
”جاننا چاہیے کہ حضرت مادرزاد ولی اللہ فقیر قانی اللہ وزیر حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عارف اللہ تعالیٰ کے محبوب اللہ تعالیٰ کے پیر دستگیر محی الدین
قطب بقا باللہ اور غوث الاعظم خطاب اس سبب سے کہ طالبان اور مریدان سروری
قادری کو اول روز سے اسم اعظم نصیب اور مجلس حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
میں حبیب غالب الاولیاء بنا دیتے ہیں۔“

اس طریق سے مرید اور طالب باطن صفا ہمیشہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم میں حابس ہیں سروری قادری صاحب ہدایت اور راز دان عنایت بے غایت
ہیں اور دنیا و عقبی سے بے غم ہیں دونوں جہان کا تماشا کرتے ہیں ہر ایک دم میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وحدانیت پر ہے، یہی بادشاہ ہیں کہ اسرارِ معرفت الہی سے آگاہ ہیں۔

غوث و قطب و پیر باشند زیرِ پیر پیر باید این چنین مالک امیر
آں وزیر مصطفیٰ داں با خدا ہر مقامے زیرِ کاش کردہ پا
غوث قطبے شد مریدش از مریدان مرید ہر کہ منکر شد ازین مطلق بداں اورا یزید
بندہ باہو، چھو گوید ہر کہ میراں شد غلام ہم جلیس شد محمد برو دوزخ حرام
اور یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں جس شخص کو اول، خاتم النبیین، رسول
رب العالمین نواز دیتے ہیں پھر باطن میں حوالہ حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہ کرتے ہیں اور حضرت غوث پاک اس کو نوازتے ہیں اور اپنے
آپ سے دور نہیں کرتے۔ (محکم الفقر کلاں)

حقیقت سلوک

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”سنو! مسلک سلوک کیا چیز ہے؟ مجاہدہ اور مشاہدہ کسے کہتے ہیں؟ ریاضت راز
کس بات کا نام ہے اور قرب وصال، محبت، طلب، جمعیت و معرفت فتاویٰ اللہ بقا باللہ کیا
چیز ہے اور فقر فیض، نعمت و عظمت اور مشرف دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونا، اٹھارہ
ہزار عالم کا جزوی و کلی علم ہونا کیا ہے اور وہ کیا ہے جس سے طالب کو ہر مطلب
یکبارگی ہاتھ آ جاتا ہے چنانچہ جس وقت چاہے دیدار پر انوار سے مشرف ہو جائے
اور جب چاہے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاں نثار ہو جائے اولیاء اللہ کی قبروں یا
انبیاء علیہم السلام کی قبروں یا شہیدوں کی قبروں سے ہر ایک روح سے ملاقات کرنا
اور معرفت کے مراتب استغراق و حدانیت، مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور ہر ایک
روحانی سے ملاقات و مصافحہ وغیرہ۔

اسم اللہ ذات اور اسم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ“ اور اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں اور آیات قرآنی کے تصور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے حاصل ہوتی ہیں جو مرشد ایک دم سے ایک قدم پر یہ تمام باتیں نہیں دکھلا سکتا وہ مرشد ہی نہیں پیغمبروں کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہوا ہے پھر بھی انہیں فقر کی آرزو تھی وہ اللہ تعالیٰ سے فقر کی التجاء کیا کرتے تھے بلکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو خلاصہ موجودات میں وہ فقر پر فخر فرمایا کرتے تھے جو ناقص مرشد فقر کے مرتبہ پر نہیں پہنچا خواہ وہ کتنی ہی ریاضت کرے راز فقر سے بے خبر رہتا ہے خواہ مجاہدہ میں مشغول ہو فقر کے انکشاف سے بے بہرہ رہتا ہے خواہ وہ کرامات دکھائے فقر کے کرم سے محروم سے رہتا ہے۔

فقر کا مرتبہ حاصل کرنا سخت مشکل بلکہ محال ہے فقر کا مرتبہ یہ ہے کہ اسے قرب الہی کا وصل حاصل ہو فنا فی اللہ ہو نور الہی میں مستغرق ہو اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو اور ہمیشہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہے۔ وہی شخص فقر کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے جو ارشاد و ہدایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم والے کی بیعت کرے اور اس سے تعلیم و تلقین حال کرے اور خود فیض بخش ہو فقر کے مرتبے پر پہنچنا آسان کام نہیں فقر میں اسرار الہی کا مشاہدہ اور معرفت الہی درکار ہے مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو خود تو مقام فضیحت میں ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں: فقر فیض اور نصیحت کا۔ (کلید التوحید کلاں)

حقیقتِ قلب

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”واضح رہے کہ دل ایک گھر ہے جو دل ہمیشہ نظر الہی کا منظور ہے وہ خانہ نور ہے اس دل میں سات الہی خزانے ہیں: گنج ایمان، گنج علم، گنج تصدیق، گنج توفیق، گنج محبت، گنج فقر، گنج معرفت و توحید الہی ان سات خزانوں کی حفاظت کے لیے ان کے گرد سات قلعے ہیں ہر قلعہ میں نور الہی کے ستر ہزار لشکر ہیں وہ سات قلعے یہ ہیں جو سات روز میں دل کے گرد آراستہ کیے جاتے ہیں جن کے سبب موت میں خطرات

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تعالیٰ کی پناہ میں رہنا ہے یہ مراتب ان شخصوں کو حاصل ہیں جو اہل مشاہدہ و حضور ہیں اور ”قناتی اللہ عارف باللہ“ ہیں وہ سات قلعے حسب ذیل ہیں:

”پہلا اسم اللہ کے تصور کا قلعہ دوسرا اسم اللہ کا قلعہ تیسرا اسم اللہ کے تصور کا قلعہ چوتھا اسم اللہ کے تصور کا قلعہ پانچواں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کا قلعہ چھٹا اسم فقر کے تصور کا قلعہ ساتواں کلمہ طیب ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کے تصور کا قلعہ قلبی ذکر وہ ہے جو ان سات قلعوں سے گزر کر ولایت قلب میں داخل ہو کر سات الہی خزانے جو ولایت دل میں ہیں بغیر تکلیف و ریاضت اپنے قبضے میں لائے ایسے شخص کو صاحب ولایت قطب کہتے ہیں۔“ (کلید التوحید کلاں)

مرشدِ کامل کی تعریف

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”کامل مرشد وہ ہے جو طالب کے ہر حال، ہر فعل اور ہر قول سے واقف اور آگاہ ہو طالب کے قرب و وصال، خطرات اور وہم سے باخبر ہو اور ایسا ہوشیار ہو کہ گویا طالب کی گردن پر سوار ہے چنانچہ بات بات میں دم بدم اس کی نگہداشت کرے ایسے باطن آباد مرشد کو طالب ظاہر و باطن میں حاضر جانتا ہے اسم اللہ ذات کے حضرات کے سبب وہ صاحب اعتقاد ہو جاتا ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

مرشدِ خام اور مرشدِ کامل

”جس مرشد کی نگاہ سے طالب دیوانہ مجنون و مجذوب ہو جائے یا اس کی نظر سے طالب کو حسن پرستی اور راگ رنگ بھلا معلوم ہو یا ظاہری علم بھول جائے یا ظاہری عبودیت سے دل سرد ہو جائے یا باطن بغیر حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا ورود و طائف اور دعوت چھوڑ دے یا تلاوت قرآنی لذت نہ دے یا علم فقہ کی طرف رجوع نہ کرے ایسا مرشد قہر جلالت کا مبتدی مترّد اور بے جمعیت ہے جس کا یہ طریقہ ہو وہ خام ہے اس سے نہ کلام کرنے مل بیٹھ۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کامل مرشد کے طالب بھی کامل ہوتے ہیں وہ ہمیشہ شوق میں سرور رہتے ہیں یہ لوگ بزرگ نہیں جو ظاہر و باطن میں بے قوت ہیں بے شریعت ہیں اور آباء و اجداد کی کرامت پر مغرور ہیں واقعی جو مرشد نہ حضوری ہے نہ قبوری ہے وہ نفس پرست اور مقہوری ہے جو کامل مرشد اپنے کسی طالب پر مہربانی کرتا ہے اسے دفعۃً بلا ریاضت و رنج اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے کامل کی ایک ہی نگاہ کافی ہوتی ہے کامل کی توجہ حضرت خضر علیہ السلام سے بہتر ہوتی ہے ان کی نگاہ سے مٹی بھی سونا ہو جاتی ہے جو فقیر حق الیقین کے مراتب پر اور منصف و حق شناس ہے وہ دونوں جہان کا امین ہے کیونکہ امین اللہ ولی اللہ اہل اللہ اور عارف باللہ فقیر کو ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ زمین کو کمان کی طرح کھینچ کر مشرق اور مغرب کا کونہ ملا دے اور زمین کی کمان کے کونے ملا کر قضا کا تیر قدرت خدا سے تمام جہان پر ایسا مارے کہ سارا جہان قحط یا ناگہانی موت کے تیر سے مرجائے۔ (کلید التوحید کلاں)

مرشد کی شناخت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جاننا چاہیے کہ مرشد ”صراف“ اور ”زرگر“ کے مثل ہو کہ ہر ایک سچ اور جھوٹ کو نظر سے پرکھ لے۔ جان لے کہ دل ریاضت سے اور مجددہ خالی رکھنے سے پاک ہوتا ہے اور ریاضت سے طیر اور سیر اور مشاہدۃ زمین و آسمان کے طبقات ماہ سے ماہی تک اڑنا مکھی کا مرتبہ ہے اور پانی پر چلنا خس و خاشاک کا مرتبہ ہے اور یہ دونوں مرتبے جس دم سے پیدا ہوتے ہیں اور جس کفار کی رسم سے عبث ہے اور سیر اور طیر اور مشاہدۃ آسمانی کے مراتب زندیق اور کفار بھی رکھتے ہیں ان کو مراتب ہدایت اور غوثیت و قطبیت نہیں کہہ سکتے بلکہ مطلع استدراج ہے اور غوث و قطب بھی دو قسم ہیں غوث اور قطب گور ریاضت کے ساتھ ہو یہ مراتب اسم ذات سے حاصل ہوتے ہیں پس جو راہ کہ کفار کی ہو اس سے خلاف چاہیے وہی مرد ہے جو خلاف کفار کے کرے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور قدم شریعت میں مضبوط مارے اور باطن میں ”حضور“ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اور جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس پر عمل کرے اور بال بھر بھی خلاف نہ کرے خدا کو حاضر و ناظر جانے اور خدا کے خوف سے کانپے۔

(محکم الفقر کلاں)

مرشدِ کامل کی شناخت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”کامل مرشد کی شناخت یہ ہے کہ اگر طالب کو حسب ذیل آٹھ چیزیں عطا کرے تو خطا نہ کرے، اگر کرے تو مردود ہو جائے، وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں: اول سچ بولنا، دوسرا حلال کھانا، تیسرا طاعت، چوتھا ہمت و توفیق، ہمت اس بات کا نام ہے کہ حرص و ہوا چھوڑ دے اور توفیق کا یہ مطلب ہے کہ ان چیزوں کو ترک کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

چار چیزیں باطنی یہ ہیں: اول ذکر زوال، ذکر زوال کا یہ مطلب ہے کہ مشرق سے مغرب تک خاص و عام طالب مرید تمام اہل دین، بادشاہ دنیا، امراء وغیرہ اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے فرمانبردار اور غلام بن جائیں لیکن یہ بات بھی فقیر کی نگاہ میں بہت ادنیٰ ہے ایسے شخص کو خلق خدا کا ولی کہتے ہیں نا کہ اللہ تعالیٰ کا ولی۔

دوسرے ذکر کمال: ذکر کمال کا یہ مطلب ہے کہ زمین اور آسمان کے تمام فرشتے، عرش اٹھانے والے فرشتے، چاروں مقرب فرشتے اور کل مَوکلات اس کے فرمانبردار ہو جائیں اور ہر کام میں اس کی مدد کریں، خبریں دیں اور اسے باطنی توجہ سے یہ دکھائی دے کہ اس کے گرد فرشتوں کے لشکر کھڑے ہیں، یہ مرتبہ بھی فقیر کے نزدیک بہت ادنیٰ ہے کیونکہ ایسا ہونے سے وہ فرشتوں کا ولی ہوا نہ کہ اللہ تعالیٰ کا ولی۔

تیسرے ذکر حال: ذکر حال کا یہ مطلب ہے کہ ازل سے ابد تک کے تمام انبیاء

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

و اولیاء و اہل مراتب مؤمن مسلمان میں سے ہر ایک سے مصافحہ کرے اور ان کی مجلسوں میں داخل ہو یہ مرتبہ بھی فقیر کی نظر میں حقیر ہے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ روحوں کا ولی ہو انہ کہ اللہ تعالیٰ کا ولی۔

چوتھے ذکر احوال: ذکر احوال کا مطلب یہ ہے کہ غرق فی التوحید اور نور حضور کے لازوال مراتب پر پہنچ جائے جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے اور طالب انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد پہلے ہی دن طالب کو وہ تعلیم و تلقین کرتا ہے جس سے وہ اسرار ربانی سے واقف اور مشاہدہ لامکاں میں مستغرق ہو جاتا ہے جو دل کے اندر پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو ولی اللہ عارف باللہ ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ واصل حق اور باقی باللہ ہو۔ (کلید التوحید کلاں)

مرشد کامل کا سبق

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”جو مرشد اسم اللہ ذات کے حضرات تصور اور اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کے تصور سے ان تینوں مرتبوں کا سبق نہیں دیتا اور ان سے با نصیب نہیں کرتا اسے کامل مرشد نہیں کہہ سکتے اور ایسے مرشد کا طالب بے جمعیت اور پریشان ہوتا ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

کامل مرشد کی علامت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ طالب کو پہلے ہی دن تمام دنیا کا تصرف غنایت کرائے جس سے اس کا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اسے حاصل ہو جائے جو شخص غنایت کی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے اسے پوری پوری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہدایت حاصل ہوتی ہے مرد وہ ہے کہ اگر دنیاوی علم اسے حاصل ہو جائے تو وہ اسے دست بدست کسی اور کے حوالے کرے 'مرشد جب دنیا کا عمل بخشتا ہے تو اس واسطے کہ طالب کا دل غنی ہو جائے اور اسے ہدایت کی توفیق حاصل ہو۔

غنایت میں چار چیزیں ہیں 'اول سنگ پارس جس کے چھونے سے لوہا سونا ہو جاتا ہے اس واسطے فقیر لایحتاج ہوتا ہے 'دوسری زمین کے اندر کے تمام خزانے معلوم ہو جاتے ہیں جس قدر چاہے نکال کر خرچ کرے اس واسطے فقیر دنیا میں لایحتاج ہو جاتا ہے 'تیسری علم کیمیا' اسے موکلوں کے ذریعہ سکھلایا جاتا ہے اس واسطے فقیر دنیا میں لایحتاج ہو جاتا ہے 'چوتھی اس کی نگاہوں سے مٹی سونا بن جاتی ہے جو پھر مٹی نہیں ہو سکتا' جس قدر چاہے خرچ کرے یہ اسم اعظم کی برکت سے ہوتی ہے اس واسطے فقیر دنیا میں لایحتاج ہوتا ہے۔

مرشد طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے تصور و حضرات سے مذکورہ بالا باتیں عطاء کرتا ہے اس واسطے شروع ہی میں اس کے نفس کو جمعیت حاصل ہوتی ہے اور وہ حرص و ہوا کو چھوڑ دیتا ہے۔

اے طالب! اس ادنیٰ درجے پر مغرور نہ ہو جانا 'مرشد سے قرب معرفت کا حاصل کرنا' منظور نظر الہی ہونا' غرق فنا فی اللہ ہونا اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری سے مشرف ہونا طلب کر اور یہ التماس کر کہ کسی طرح ذکر مذکور اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نصیب ہو وہ لوگ فقیر نہیں جو دنیاوی درم و دام اور فتنہ و فضیحت کی طلب میں لگے رہتے ہیں۔

حدیث: "ترك الدنيا الا دنيا" اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگ اس واسطے تارک الدنیا ہوتے ہیں کہ انہیں دنیا حاصل ہو یعنی ان کی عزت بہت زیادہ ہو جائے خلقت ان کی جانب دوڑی آئے اور دنیاوی مال جمع کریں۔ واضح رہے کہ بعض فقیر کہا کرتے ہیں کہ ہمیں دین اور دنیا دونوں عطاء ہوئی ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”نفسِ لمّارہ“ کا مکر و فریب اور شیطانی حیلہ ہے کیونکہ دنیا ترک کرنا سرِ عبادت اور عطاء ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے وہ بڑے احمق ہیں جو خطاء کو عطاء خیال کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:

ترك الدنيا راس كل عبادة وحب الدنيا راس كل خطيئة .
”دنیا کا چھوڑنا تمام عبادتوں کا سر ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔“

قوله تعالى: مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (۷۷:۴)
”دنیا متاعِ قلیل ہے۔“

دنیاوی مراتب، منافق اور بخیل کو حاصل ہوتے ہیں جو ربِ جلیل کی معرفت سے محروم ہوتا ہے۔

حدیث: حب الدنيا والدين لا يسمع في قلب عبد المؤمن
کالماء والنار في اناء واحد .

”دنیا اور دین دونوں کی محبت مؤمن آدمی کے دل میں نہیں سما سکتی جس طرح کہ ایک برتن میں آگ اور پانی یکجا نہیں ہو سکتے۔“
انسان کے وجود میں دنیاوی حرص کی آگ بمنزلہ بیماری ہے۔

قوله تعالى:

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا (۱۰:۲)

”ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زیادہ کر دیا ہے۔“

اور توکل ایک نورانی پانی ہے جس سے یہ بیماری رفع ہو جاتی ہے۔

قوله تعالى:

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔“

مے نترسد عارقاں دائم

لَا يَخَافُونَ لَوْمَةً لَّائِمَةً

(عارف لوگ کبھی نہیں ڈرتے، انہیں ملامت کرنے والے کی ملامت کا

ڈر نہیں ہوتا)

اہل دنیا منافق، مشرک اور نفس پرست ہیں کہ نماز بھی دکھلاوے کے لیے

پڑھتے ہیں۔

نفس پلید و جامہ پاک، چہ سود

در دل ہمہ شرک است، سجدہ بر خاک، چہ سود

(جب نفس پلید ہو اور کپڑا پاک ہو، کیا فائدہ؟ دل میں شرک بھرا ہو تو

خاک پر سجدہ کرنے کا کیا فائدہ؟) (کلید التوحید کلاں)

مرشد کامل اور طالب صادق

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”واضح رہے کہ مرشد کامل، صادق طالب اللہ کو ایک دم، ایک قدم، ایک مراقبہ،

ایک توجہ، ایک نظر، ایک استغراق، ایک تفکر، ایک تصور اور ایک تصرف سے چھ چلے، چھ

خلوتیں اور چھ مجاہدے میں یکتا کر دیتا ہے اور انتہا تک پہنچا دیتا ہے اس کے ساتوں

اعضاء کو اس طرح پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے کہ پھر اسے چلہ اور ریاضت کی ضرورت

نہیں رہتی، چھ چلے حسب ذیل ہیں:

تماشائے ازل کی خلوت کا چلہ، تماشائے شکم مادر دنیا میں عمر بھر کی خلوت،

تماشائے قبر، تماشائے حشر و تماشائے ابد عقبی اور بہشت کی خلوت کا چلہ۔ ان سب کو

آزما کر پھر ان سے نکالتا ہے پھر طالب کا وجود لایموت بقاء و لقاء سے مشرف ہونے

کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کے بعد کس قسم کا فساد اور اضطراب نہیں رہتا؟

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عمر بھر کے مطالعہ علوم سے ایک دم کا وصال اور مشاہدہ حضوری اچھا ہے۔

(امیر الکونین)

”جس شخص کا باطن باتوفیق ہے اسے ٹھیک مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوتی ہے جس کی یہ حالت ہو پھر اسے دونوں ہاتھوں میں تسبیح لے کر ورد و وظائف پڑھنے کی کیا حاجت ہے جس کے قلب کی زبان جاری ہو انور دیدار سے مشرف و اور اس کا قلب حضور الہی میں ہو تو اسے تسبیح پھرانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ صاحب قلب مرشد صرف ایک ہی نگاہ سے حضور قرب الہی تک پہنچا دیتا ہے۔“

”مرشد کامل اسے کہتے ہیں کہ نجس اور پلید اور اہل نفس خراب حال طالب کو ایک ہی نگاہ سے حرص، طمع، تکبر، خود پسندی اور خواہشات سے پاک کر دے اور ایک ہی توجہ سے معرفت اور لقائے الہی تک پہنچا دے۔“ (امیر الکونین)

کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”واضح رہے کہ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں اور دن رات میں انسان چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے جب فقیر خاص حضوری تصدیق اور اخلاص سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کہتا ہے تو کلمہ کے ہر حرف کے بدلے ہر ایک گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن آگ سے اور کلمہ کے ہر حرف سے ایک ہزار علم منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار عمل جو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس تمام مجموعہ سے ذاکر عارف باللہ اور مقرب حق ہو جاتا ہے اور اس پر راز الہی منکشف ہوتے ہیں مجھے ان احق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب آتا ہے جو مردہ دل مغرور ہیں اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور دست بیعت و حکم کے بغیر اور تلقین و تعلیم کی قیادت رکھتے ہوئے ان کو تہذیب و تمدن کا راز کھاتے ہیں۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حقیقت: (کی خبر نہیں ہوتی اور نہ انہیں تعلیم طالبان کی کنجی کی خبر ہوتی ہے ایسے لوگ جب ذکر الہی کی تلقین کرتے ہیں مریدوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا، ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو نہیں چھوڑتا اور معرفت الہی کی راہ ان پر نہیں کھلتی۔) (کلید التوحید کلاں)

حدیث: من قال لا اله الا الله مرة لم يبق من ذنوبه ذرة۔
”جو شخص ایک مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہتا ہے اس کا رُہ بھر گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔“ (نور الہدیٰ خورد)

ذکر کی اصل توحید ہے

حضرت سلطان العارفين سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
”کامل مرشد جب اسم اللہ ذات کے تصور سے طالب کو دریائے توحید میں غوطہ دیتا ہے تو اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے بعد ازاں کلمہ طیب کی اجازت دیتا ہے جب حالب ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کہتا ہے تو دل کی آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور مقام معرفت پر پہنچتا ہے اس سے ذات و صفات کا کوئی مقام اور زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ویسے تو کلمہ جلاذ منافع اور مردہ دل بھی پڑھتے ہیں لیکن انہیں کلمہ طیب کی کُنہ معلوم نہیں ہوتی، شریعت میں کلمہ شریف تاثیر کرتا ہے بے شریعت کو کلمہ سے رجعت نصیب ہوتی ہے اور خراب ہوتا ہے۔

راہ سے باید مرا راہِ نبی راہ دیگر رفت ہر کہ شد شقی
(مجھے راہِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا چاہیے جو شخص کوئی اور راہ چلتا ہے وہ بد بخت ہو جاتا ہے)

(کلید التوحید کلاں)

کلمہ طیبہ سے تمام علوم کا انکشاف ہوتا ہے

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”واضح رہے کہ علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم قرآن پاک، علم حدیث قدسی، جل جلالہ، علم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، علم متعلقہ ایمان، علم اسرار ظاہر و پوشیدہ، علم نور، علم معراج حضور، علم مشاہدہ اور علم قدس، تمام علوم کلمہ طیبہ کی طے میں ہیں، جب کلمہ طیبہ کی گنہ منکشف ہوتی ہے تو تمام علوم شرح و مفصل ظاہر ہوتے ہیں جو شخص کلمہ طیب کو گنہ سے معنی تحقیق کر کے پڑھتا ہے اس پر ہر ایک علم منکشف ہوتا ہے، جو شخص ایسے بزرگ کو کلمہ طیب پڑھنے سے باز رکھتا ہے اور اسے جاہل کہتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ کافر ہی کلمہ طیبہ سے جاں بلب ہوتا ہے اس واسطے کہ کلمہ طیب کی آواز مؤمن، مسلمان اور صاحب تصدیق کے دل کو خوش کرتی ہے اور انہیں لذت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے اور وجود میں شفقت و شوق پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ذکر الہی کی یہ نعمت تمام مسلم اور مؤمن بھائیوں کو نصیب کرے۔“

حدیث: ذکر اللہ فرض من قبل کتب فرض۔

”تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر الہی ہے۔“

قوله تعالى: وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ۔

”اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔“

حدیث: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

بِلَا حِسَابٍ وَبِلَا عَذَابٍ۔

”جس شخص نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ پڑھا وہ جنت

میں بغیر حساب اور بغیر عذاب داخل ہو گیا۔“

حدیث: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَثِيرٌ وَمُخْلِصُونَ

قَلِيلٌ۔

”عام کلمہ گو بہت ہیں لیکن اخلاص سے پڑھنے والے کم ہیں۔“

حضرت سلطان العارفين سلطان باہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”کلمہ طیب پڑھنے سے بدن، جان اور مال سب کچھ پاک ہو جاتا ہے اور اس سے ہر قسم کا بچاؤ رہتا ہے۔“

حدیث: اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (ﷺ)
(کلید التوحید کلاں)

”کلمہ طیب پڑھنے والے کے لیے چار چیزیں ہونی چاہئیں:

اول: جو شخص تصدیق قلبی سے نہیں پڑھتا وہ منافق ہے

دوم: جو شخص حرمت سے نہیں پڑھتا وہ فاسق ہے

سوم: جسے کلمہ پڑھنے سے حلاوت، لذت، جمعیت اور اخلاص نہیں وہ ریاکار ہے

چہارم: جو کلمہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ بدعتی ہے

خلاصہ یہ کہ کلمہ طیب پڑھتے وقت تصدیق قلبی، حرمت، اخلاص، حلاوت اور تعظیم

کا ہونا ضروری ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

”کامل مرشد وہ ہے کہ جب طالب اللہ کے دل پر نگاہ کرے تو جو غل و غش

(کینہ، کدورت، کھوٹ) اور شیطانی و نفسانی وسوسے اور خطرات ہیں سب کو جلا دے

اور طالب اللہ کے دل کو شیطان کی قید سے چھڑا دے اور پھر طالب اللہ کو کلمہ طیب

افضل الذکر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کی

”تلقین کرے۔“ (نور الہدیٰ خورد)

نفی اثبات

”تلقین یقین کے ساتھ ہے اور یقین تلقین سے ہے، نفی اثبات کا ذکر جہر تین

ضربی کہے، پہلی ضرب جو کہے، قولہ تعالیٰ: ”قَالُوا قَوْلًا سَدِيدًا“ انہوں نے بڑی پکی

بات کہی، کہتا ہے اور دل پر ایسی ضرب پہنچاتا ہے کہ پہلی ہی ضرب میں ازل کا مقام

کھل جاتا ہے اور خود روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی دوسری ضرب

سے ابد کا مقام کھل جاتا ہے اور طالب اللہ نفسانیت کے احوال سے توبہ کرتا ہے اور

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تیسری ضرب سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور خطاب کا منصب حاصل ہوتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل سیدھی راہ مل جاتی ہے۔ (نور الہدیٰ خورد)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”اے علی! اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے رب میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ سَنُو“۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (قرب دیدار)

”کلمہ طیب“ کی وجہ تسمیہ

حضرت سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کا نام ”طیب“ کیوں رکھا گیا؟ اس واسطے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کا ذکر ہے اور یہ ناپاک، مشرک، کافر، منافق، حاسد، غافل اور مردہ دل آدمیوں پر غالب ہے“

”ذکرِ جلی میں حسب ذیل دس فائدے ہیں: صفائی میں، صفائی قلب، غافلوں کی تنبیہ، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے لڑائی، دین کا ظاہر ہونا، شیطان اور نفسانی خطرات کا زائل کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، غیر اللہ سے منہ پھیرنا، اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سے حجاب کا دور ہونا۔“

(کلید التوحید کلاں)

کلمہ طیبہ کے اسرار

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”واضح رہے کہ کلمہ طیب کے شروع میں ”لا“ اس واسطے رکھا گیا ہے کہ ”لا“ کی شکل قینچی کی ہے، یہ قینچی گناہوں کو اس طرح کترتی ہے جس طرح عام قینچی کپڑے کو نیز ”لا“ کی شکل دو دھاری تلوار کی سی ہے جو نفس کافر کو قتل کرتی ہے، ”لا“ سے مَایوسی اللہ کی بالکل نفی ہو جاتی ہے، اس کے بعد ”إِلَّا اللَّهُ“ ہے جس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے اثبات ہوتا ہے اور ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کے اسم سے جمعیتِ ایمان حاصل ہوتی ہے اور ایمان و روح متفق ہو جاتے ہیں، نفس ہمیشہ تصدیقِ قلبی سے مرتا ہے جسے تصدیق حاصل نہیں وہ منافق ہے، مسلمان تو صرف زبان سے کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کہنے سے ہو سکتا ہے لیکن مؤمن اسی وقت ہوتا ہے جبکہ تصدیقِ قلبی بھی اس کے ساتھ شامل ہو، جو شخص زبان سے بھی کلمہ طیب کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے، زبانی اقرار کے دو گواہ ہوتے ہیں: اول مشکل یا آسانی کے وقت سچ بولنا، دوسرے حلال کھانا خواہ نمک کے بغیر خشک کھانا ہی ملے، یہ حلال خشک کھانا حرام کی روغنی اور لذیذ روٹی سے کہیں بہتر ہے، اسی طرح تصدیقِ قلبی کے بھی دو گواہ ہیں: اول دلی محبت، دوسرا معرفتِ مولیٰ۔ ایسے صاحب تصدیق کی طلب سلب نہیں ہوتی، اسلام کی بناء ایمان مفصل، کلمہ شہادت ہے اس سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ صاحب تصدیق اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت ستر ہزار مرتبہ پڑتی ہے۔

تصدیقِ قلبی کے چار لباس ہیں: اول نورِ ایمان، دوم تقویٰ، روح سوم ذکرِ قلبی، جس طرح زبان گوشت کا ایک ٹوٹھڑا ہے، اسی طرح دل بھی گوشت کا ٹوٹھڑا ہے، تصدیقِ قلبی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب دل اپنی زبان کھول کر ”یا اللہ یا اللہ“ کہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“۔

جس روح کا قلب سے تعلق ہوتا ہے وہ تصدیق میں لپٹا ہوتا ہے ایسا قلب باوازِ بلند گواہی دیتا ہے کہ میں نے اس کے تمام احکام قبول کیے۔

(کلید التوحید کلاں)

”چنانچہ“ ”لا الہ“ کہنے سے ہستی چھوڑ کر فنا اختیار کرتا ہے اور نابود ہو جاتا ہے اور ”إِلَّا اللَّهُ“ کہنے سے لاہوت و لامکاں میں توحید تک پہنچ جاتا ہے اور دیدارِ رب العالمین سے مشرف اور وسیلہ نجات ہو جاتا ہے اور ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کہنے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے بندے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔“

(امیر الکونین)

”دونوں جہان علم قرآن پاک کی قید میں ہیں اور علم قرآن پاک کلمہ طیب ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کی طے (لیٹ) میں ہے اور کلمہ طیبہ اسم اللہ ذات کی طے میں ہے کلمہ طیب اور اسم اللہ ذات سارے وجود کو یکبارگی پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے اور وجود سے پردہ اٹھا کر دیدار سے مشرف کرتا ہے اس پر تو تعجب نہ کر اور نہ اس سے انکار کر کیونکہ علم غیب غیب تک پہنچا دیتا ہے علم باطن باطن تک اور علم ظاہر وجود تک تا شیعہ و تفسیر کے ساتھ پاک کر دیتا ہے علم اللہ کافی ہے باقی سب ہوں ہے۔“ (امیر الکونین)

کُنْ فَيَكُونُ

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں ”کُنْ فَيَكُونُ“ کو بیان کروں تو فرمایا:

کنت کنزا مخفيا فاحسبت ان اعرف فخلقت الخلق

”میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے

خلقت کو پیدا کیا۔“

جب اس نے قہر و جلالت کی نگاہ سے بائیں طرف دیکھا تو اس سے شیطان

پیدا ہوا اور جب لطف و کرم جمعیت مرحمت اور شفقت سے دائیں طرف توجہ فرمائی تو

اس سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا جو آفتاب سے بھی روشن تھا بعد ازاں اللہ

تعالیٰ نے لفظ ”کُنْ“ کہا تو تمام مخلوقات کی روئیں گروہا گروہ صف بہ صف بآدب

کھڑی ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی منتظر تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟“ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ تمام روحوں نے کہا:

”بلی“ ہاں! جو چھوٹے بڑے ”کہنے“ سے مگر اور پشیمان ہوئے وہ کافروں، مشرکوں،

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

منافقوں اور جھوٹوں کی روئیں تھیں اور بعض ”ہاں“ کہنے سے خوش وقت اور سرور ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے روحو! جو چاہو مجھ سے مانگو تا کہ میں تمہیں عطا کروں تمام روحوں نے کہا: ہم تجھ سے تجھی کو چاہتے ہیں۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف دنیا، زینت دنیا، زیبائش دنیا اور تماشائے دنیا پیدا کیے اس وقت شیطان اور نفس لتارہ ان چیزوں میں داخل ہوئے جب شیطان دنیا میں داخل ہوا تو حسب نے حسب ذیل چوبیس بلند آوازیں لگائیں جن کے سننے سے نو حصے روئیں شیطانی لشکر میں داخل ہو گئیں وہ آوازیں یہ ہیں:

سرود حسن پرستی، ہوا مستی، شرب شراب، بدعت، ترک الصلوٰۃ، ترک جماعت، اسباب سرود مثلاً طنبورہ، رباب، سرنائے دف، ڈھول، غفلت، خود پسندی، ریا، حرص، حسد، کبر، نفاق، غیبت، شرک، کفر، جہل، جھوٹ، افعال بد، زنا وغیرہ، بدظنی، بد نظری، طمع شیطانی، جن میں یہ صفات پائی جائیں انہیں سمجھ لو کہ وہ شیطانی گروہ میں ہیں۔

حدیث: ”الآنَ کَمَا کَانَ“ جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔

قولہ تعالیٰ: ”کُذِلْ مَنْ تَشَاءُ“ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: ”الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ“

”شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور بُری باتوں کا حکم دیتا ہے۔“

جس نے شیطانی آوازوں کو سن کر پسند کیا، اس نے دنیا کو پسند کیا اور اسی میں غرق ہو گیا جب کل روحوں میں سے نو حصے دنیا کی طرف مائل ہو گئے تو صرف ایک دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے روبرو عاجزی سے کھڑا رہا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے فرمایا کہ:

اے روحو! مانگو جو چاہتے ہو تا کہ میں تمہیں عطاء کروں ان میں سے صرف

ف ایک حصے نے یہ کہا کہ ”ہم تجھ سے تجھی کو چاہتے ہیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف بہشت، حور و قصور لذت بہشت اور بہشتی زیب و

زینتِ روحوں کے پیش کی تو نو حصے بہشت کی طرف ہائل ہو گئیں، سب سے پہلے جو روحیں بہشت میں داخل ہوئیں وہ اہل صفاء و اہل اتقاء کی روحیں تھیں جنہوں نے تقویٰ کی آواز کو پسند کیا اور جو شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آئیں چنانچہ اس میں تمام عالم، فاضل، عامل، متقی اور پرہیزگار شامل ہیں، باقی حصہ روحیں جو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑی رہیں جنہوں نے نہ شیطان کی آواز سنی نہ بہشت کی وہ مشتاق دیدار غرقِ فنا فی اللہ ہیں، وہی روحیں ”باقی باللہ“ کی تھیں جنہیں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور اور متابعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے، یہ لوگ ”عارف باللہ فقیر“ تھے جن کے بارے میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

الفقر فخری والفقر منی .

”فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔“

حدیث: الدنیا حرام علی اہل العقبی والعقبی حرام علی طالب المولی .

”اہلِ عقبی پر دنیا حرام ہے اور اہل اللہ پر عقبی حرام ہے۔“

حدیث: من فله المولی فلم الکمل .

”جس کا مولا ہے اس کا سب کچھ ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

”جب قیامت قائم ہوگی حساب گاہ میں لوگ تین صفوں میں ہوں گے ایک صف طالب اللہ لوگوں کی ہوگی جو جدا جدا جیسی جیسی زندگی انہوں نے گزاری ہوگی اپنی اپنی صف میں کھڑے ہوں گے۔

(عالم، علماء کی صف میں، فقیر، فقراء کی صف میں، زاہد، زاہدوں کی صف میں، ولی، اولیاء کی صف میں، شہید، شہداء کی صف میں۔ علیٰ ہذا القیاس)

دوسری صف دنیا کے طالبوں کی ہوگی جو شب و روز حرص و طمع میں مبتلا رہے ہوں گے جو دنیا کے بندے اور اس کی قید و حکم میں مثل غلام کے ہوں گے تیسری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صف کافر اور مشرک لوگوں کی ہوگی، وہ لوگ گناہ کے طلب گار شیطان کے پیروکار اور اس کی قید و قبضہ اور غلامی میں ہوں گے۔ (دیدار بخش خورد)

کلمہ طیب کی شرح و تعلیم

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

”حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی کلمہ طیب پڑھتا ہے اس کا بدلہ بہشت ہے۔ نیز:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کے چوبیس حروف ہیں رات دن کی بھی چوبیس ساعتیں ہیں جب بندہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)“ کہتا ہے تو ہر حرف کے بدلے اس کے ہر ساعت کے گناہ جل جاتے ہیں جیسا کہ آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)“ میرا حصار ہے جو کوئی میرے حصار میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے امن میں آ گیا۔

حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی ایک نشست میں چالیس بار ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)“ کا ذکر کرتا ہے اس کے ستر سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ یہی کلمہ طیب علم کی ابتداء و انتہا ہے سب کچھ اسی (کلمہ طیب) میں ہے دیگر تمام الہامی کتب بھی (کلمہ طیب) کی شرح ہیں تیرا دوست تیرے ساتھ ہے آئینہ (دل) میں زنگار کدورت آلودگی اور سیاہی ہوگی اس میں کسی قسم کے انوار کی تجلی نمودار نہ ہوگی پس بے کدورت صاف دل ہونا چاہیے کیونکہ صاف دل میں خطرات پیدا نہیں ہو سکتے۔

جو کوئی اپنی تمام عمر میں سو بار کلمہ طیب ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)“ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہفت اندام پر آتش دوزخ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حرام کر دے گا جب کوئی بندہ کلمہ طیب پڑھتا ہے تو وہ کلمہ اوپر جا کر عرش کے ستون کو ہلاتا ہے۔

فرمان الہی ہوتا ہے:

اے ستون! ساکن ہو جا

ستون عرض کرتا ہے: یا رب العزت! کیسے ساکن ہو جاؤں اس کلمہ پڑھنے والے کو بخش دے حکم ہوتا ہے: میں نے اس (کلمہ گو) کو بخش دیا۔

کلمہ بہشت کی چابی ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کلمہ طیب کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے دوزخ کی آگ اس کو نہیں جلاتی۔

جان لو! کہ جس کسی کو تصدیق قلبی (یعنی ذکر کلمہ طیب سے نفس مردہ اور قلب زندہ نہ ہو جائے) اس کو زبانی کلمہ طیب کا اقرار کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

حدیث: اِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيقٌ بِالْقَلْبِ .

(کلمہ طیب کا) زبانی اقرار کرے اور دل سے اس پر (ایمان) لا کر اس کی تصدیق کرے۔

پس کلمہ طیب کے ذکر کا دار و مدار تصدیق قلبی پر ہے تصدیق قلبی کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ یہ واصل شیخ مرشد سے حاصل ہوتی ہے ایسا شیخ کس کو کہتے ہیں؟

الشیخ یحییٰ ویمیت یحی القلب ویمیت النفس ۔

”شیخ وہ ہے جو زندہ اور مردہ کرتا ہے وہ قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ کر دیتا

ہے۔“ (عین الفقر کلاں)

ذکر اور ذاکر

”فقیر باہو کہتا ہے کہ ذکر کیا ہے؟ ذکر کسے کہتے ہیں؟ ذکر سے کیا چیز حاصل

ہوتی ہے؟ ذاکر کے کون سے مراتب و مقام ہیں؟

ذکر پاکیزگی کا نام ہے جس طرح مال کی زکوٰۃ نکالنے سے مال پاک و صاف

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہو جاتا ہے اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک و صاف ہو جاتا ہے چنانچہ (میلے) کپڑے کے لیے صابن ہے (تو وجود) کی صفائی کے لیے ذکر اللہ جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھالیتی ہے اسی طرح ذکر گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح بارش مرجھائی ہوئی گھاس کو سرسبز و شاداب کر دیتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر آدمی کے ایمان کو آراستہ کر دیتا ہے جس طرح پھل (پھول) درخت کی زینت ہیں ذکر اللہ آدمی (کے ایمان) کی زینت ہے جس طرح روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے ذکر سے (ہفت اندام) روشن ہو جاتے ہیں (ذکر کا وجود کے ساتھ ایسا تعلق ہے) جیسا کہ پھول میں خوشبو جیسا کہ کھانے میں نمک جس طرح تکبیر سے حیوان کو ذبح کرنے سے وہ حلال ہو جاتا ہے اسی طرح وجود کو (مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا: مرنے سے پہلے مر جاؤ) کرنے سے وہ زندہ اور پاک ہو جاتا ہے اول ذکر اللہ تعالیٰ کا ہے بعد ازاں وقت پر نماز ادا کی جاتی ہے اول (اذان) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے دوم تکبیر اولیٰ اور تکبیر تحریمہ بھی ذکر اللہ ہے اور بعد ازاں نماز بھی ذکر اللہ ہے (اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي)

حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”افضل الذكر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔“

اللہ تعالیٰ کا ذکر ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ ہے بعد ازاں تلاوت قرآن مجید کی جاتی ہے پس ”بِسْمِ اللَّهِ“ اسم اللہ ذکر اللہ ہے۔

قوله تعالى: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ. (علق: ۱)

”پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔“

قرآن مجید میں جو پہلی آیت نازل ہوئی وہ بھی اسم اللہ ذکر اللہ ہے جاں کنی کے وقت بھی (زبان پر) ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ ہونا چاہیے یہ سب بھی ذکر اللہ ہے جب کلمہ شہادت پڑھتا ہے تو یہ بھی ذکر اللہ ہے قبر میں فرشتے

بھی اسم اللہ ہی پوچھتے ہیں جو ذکر اللہ ہی ہے جو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس کے شروع میں اسم اللہ تحریر ہوگا جب ترازو پر اعمال کا وزن کیا جائے گا تو (ترازو کے) جس پلڑے میں اسم اللہ ہوگا وہ گراں تر ہو جائے گا پل صراط پر جو کوئی اسم اللہ کا ذکر کرے گا دوزخ اس سے خوف کھائے گی اور وہ سلامتی کے ساتھ اس سے گزر جائے گا اور جو کوئی بہشت کے دروازہ پر اسم اللہ کا ذکر کرے گا بہشت کا دروازہ اس کے لیے کھل جائے گا اور جو شخص دیدار الہی کے وقت اسم اللہ پکارے گا اس پر (اسم اللہ) کی دائمی تجلی ہوگی اور وہ اس میں (ہمیشہ) مست رہے گا۔

پس جو کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر (کرنے والوں) کا ٹھٹھہ اڑاتا ہے ان پر غصہ کھاتا ہے یا ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ لعین ہے ایسا کرنے والا ہر شخص تین حالتوں سے خالی نہ ہوگا وہ کافر ہوگا منافق ہوگا یا فاسق ہوگا۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تینوں طرح کے لوگ موجود تھے جو کوئی (آج بھی) ذکر سے منع کرتا ہے وہ اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہے ذکر اسلام کی بنیاد ہے اور دین کی پختگی کا ذریعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم جب کفار سے جنگ کرتے تھے تو (اللہ اکبر) کا نعرہ بلند کرتے دوسرے جب باطن میں نفس سے جنگ کرتے تو بھی ذکر اللہ سے کرتے۔ (عین الفقر کلاں)

مقام فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا فی اللہ

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

”جاننا چاہیے کہ مقام فنا فی الشیخ و مقام فنا فی الرسول و مقام فنا فی اللہ کی کیا شناخت ہے اور ان مقامات کو کس طرح پہنچانا چاہیے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ”مقام فنا فی الشیخ“ یہ ہے کہ جب طالب اللہ صورت شیخ کا تصور کرے صورت شیخ حاضر ہو کر طالب کو جس مقام پر چاہے پہنچا دے درحقیقت مقام فنا فی الشیخ اسے کہتے ہیں ورنہ صرف صورت شیخ کا تصور کرنا بت رستی میں داخل ہے۔

Click For More Books

اور مقام ”فنا فی الرسول“ یہ ہے کہ جب طالب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے فوراً مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جائے اور جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت سے مشرف ہو اور اس کے اخلاق و عادات میں خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبو پیدا ہو جائے اور اس کا نفس باطل سے بالکل جدا ہو جائے۔

اور مقام ”فنا فی اللہ“ یہ ہے کہ طالب اللہ جب اسم اللہ کا تصور کرے تو اسم اللہ اس کے وجود میں ایسا اثر کرے کہ اس کا وجود سر سے پیر تک معرفت الہی سے پر ہو جائے اور اس میں وحدت مطلق جلوہ گر ہو اور اگر معرفت کے دریا میں غوطہ لگائے تو ازل سے ابد تک مدہوش رہے یہ بھی عطاءئے مرشد کامل سے ہے جو شخص کہ اس راہ باطن میں شک کرے راندہ درگاہ ہو نعوذ باللہ منہ۔

(مجالس النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

”مرید کو تین مرتبوں میں سے گزرنا پڑتا ہے:

☆ اول: فنا فی الشیخ‘ جب شیخ کی صورت کا تصور کرتا ہے تو جس طرف نگاہ کرتا ہے شیخ ہی شیخ نظر آتا ہے۔

☆ دوم: فنا فی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)‘ جب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتا ہے تو تمام ماسوی اللہ کو ترک کر دیتا ہے‘ جس طرف نگاہ کرتا ہے اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتی ہے۔

☆ سوم: فنا فی اللہ‘ جب اللہ کا تصور کرتا ہے تو نفس بالکل مرجاتا ہے جس طرف نگاہ کرتا ہے اسم اللہ کی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اسی کو لامکاں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو مقام یا مکان سے تشبیہ دینا شرک اور کفر کا موجب ہے۔“

(کلید جنت)

”واضح رہے کہ قرب کے تین مرتبے ہیں جو تین تصوروں سے حاصل ہوتے

ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱) فتانی الشیخ (۲) فتانی اسم اللہ

(۳) فتانی اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

تمام مخلوقات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوئی ہیں اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور الہی سے جو مرشد پہلے دن طالب کو حضور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور وحدانیت میں غرق نہیں کرتا وہ مرشد کہلانے کا مستحق نہیں اسم اللہ ذات کے تصور سے پہلے ہی دن طالب کا نفس پاک دل صاف روح اور سر مجلی ہوتا ہے چاروں ایک سمت متفق ہو کر اصل کی جانب لوٹ آتے ہیں کیونکہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹی ہے۔

راہ سلوک کی ابتداء فتانی الشیخ متوسط فتانی اللہ اور انتہا فتانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسے محمدی حضوری حاصل ہوئی ہے وہ امر معروف بجالاتا ہے جو شخص امر معروف بجا نہیں لاتا وہ مردود و خبیث ہے۔

(کلیدخت)

مقام فتانی الشیخ

”جب طالب شیخ کی صورت کا تصور کرتا ہے تو اسی وقت حاضر ہو کر طالب کا ہاتھ پکڑ کر معرفت الہی یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتی ہے ایسے شیخ کو ”یُحْيٰی وَيُمِيتُ“ ”زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے“ کہتے ہیں اور جب فتانی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر پہنچاتا ہے تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مع ارواح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت لطف و کرم سے تشریف فرما ہوتی ہیں صاحب تصور کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”خُذْ بِيَدِي“ ”میرا ہاتھ پکڑ“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑتے ہی دل معرفت الہی سے روشن ہو جاتا ہے جس سے انسان ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے طالبوں کو مرید بناتا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قوله تعالى: يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ .

”ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جنہوں نے معرفت الہی کے نور کی باطنی لذت بالکل چکھی ہی نہیں اور ”فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ“ (اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو) کو ”فَفِرُّوا مِنْ اللَّهِ“ (اللہ تعالیٰ سے بھاگو) سمجھ رکھا ہے فنا فی اللہ کا مقام یہ ہے کہ جو شخص اسم اللہ کا تصور کرتا ہے تو اس سے اسے ”إِلَّا اللَّهُ“ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اس کے دل سے غیر حق کا خیال بالکل دور ہو جاتا ہے جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ توحید و معرفت کے دریا سے پیالہ پیتا ہے اور سر سے پاؤں تک شریعت کا لباس پہنتا ہے ہمیشہ شریعت اور امر معروف میں کوشش کرتا ہے معرفت الہی کے جو بھیدا سے نظر آتے ہیں وہ جاہلوں کو نہیں بتاتا نہ بے خبر ہوتا ہے نہ تکبر و غرور کرتا ہے۔

ناتوانی خویش را از خلق پوش

عارفانے کے بود ایں خود فروش

(جہاں تک ہو سکے تو اپنے آپ کو خلقت سے چھپائے رکھ خود فروش اور

خود نما لوگ عارف خدا نہیں ہوتے)

(کلید جنت)

فنا فی الشیخ

”طالب کو چاہیے کہ بعد از بیعت اپنے مرشد کی صورت کو پیش نظر رکھے اس کی مشق سے ایک نورانی صورت پیدا ہوگی جو طالب کو علوم ظاہری کی تلقین کرے گی قرآن حدیث فقہ فرض واجب مستحب کے ادا کرنے کا حکم کرے گی اور اسے ماضی حال مستقبل کے احوال بتائے گی وعدۃ الست یاد کرایا کرے گی اور ہر وقت تسبیح و تہلیل نماز ذکر فکر میں مشغول نظر آئے گی طالب کو نواہی سے روکے گی اور اوامر کی پابندی پر تلقین کرے گی یہ صورت طالب کے وجود میں گم رہے گی جب سر جھکائے گا“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پیش نظر ہوگی۔

جب طالب ہو جائے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر ”إِلَّا اللّٰهُ“ کے بحر معرفت میں غوطہ زن بنائے گی اور بوقت مراقبہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں پہنچائے گی اور ہر وقت باشرع کام کرائے گی اس منزل کے کمال کا نام ”فنائی الشیخ“ ہے اس کے کمال کا نشان یہ ہے کہ اس کا عامل شیخ کی صفات شرعی سے متصف ہوگا۔

(حجت الاسرار شمس العارفین)

فنائی الرسول

”جب مرید اسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے تو فی الفور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام تشریف لا کر مرید کو اپنا دست مبارک پکڑنے کا حکم دیں گے وہ ہاتھ پکڑتے ہی عارف روشن ضمیر اور صاحب ارشاد ہو جائے گا۔“

فنائی اللہ

”یہ مرتبہ اسم اللہ کی مشق سے حاصل ہوتا ہے اس کی تاثیر سے ”إِلَّا اللّٰهُ“ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور غیر حق سے دل پاک ہو جاتا ہے۔“

(حجت الاسرار)

مراقبہ

”مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہیں کہ دل کے اندر غیر حق جانے نہ پائے خطرات نفسانی اور خطرات شیطانی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں غرضکہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ہے اس سے پریشانی لاحق ہوتی ہے مراقبہ سے انسان خدا رسیدہ ہوتا ہے اور اسے مشاہدہ خاص ہوتا ہے مراقب اس شخص کو کہتے ہیں جو غیر حق کو محو کر کے یعنی خطرات کی نفی کر کے حق تعالیٰ کے اسم ذات کا تصور کرنے مراقبہ سے انسان محبوب اور محرم راز ہو جاتا ہے اگر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مراقبہ کیا جائے تو انسان کو تجلیات ذات حاصل ہوتی ہیں۔“

(کلید جنت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”واضح رہے کہ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں جو محض چار میم ہیں؛ پہلا میم مراقبہ سے محبت ہے، یعنی مراقبہ محبت سے اسرار پروردگار کا مشاہدہ ہوتا ہے یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے، دوسرا میم مراقبہ سے معرفت توحید نور الہی حاصل ہوتی ہے، یہ بھی اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے، تیسرا میم مراقبہ سے معراج الصلوٰۃ دل سے کھلتا ہے، ذکر جاری ہوتا ہے، ذوق اور فرحت نصیب ہوتے ہیں اور تمام وجود کے ہر رو نگئے سے ”یا اللہ“ کی آواز نکلتی ہے، یہ مراقبہ اسم ”لہ“ کے تصور سے ہوتا ہے، چوتھا مراقبہ میم سے مجموعۃ الوجود یعنی سر سے پاؤں تک تمام وجود مشاہدہ انوار میں مستغرق ہوتا ہے، اگر یہ باتیں نہیں تو سمجھو نفس و شیطان غالب و قادر ہیں۔

صاحب مراقبہ ہفت اندام جب تک مجلس اولیاء و انبیاء سے ملاقات نہیں کر لیتا، مراقبہ سے سر نہیں اٹھاتا خواہ اسے مراقبہ کرتے ہوئے تیر سال ہی کیوں نہ گزر جائیں، لوگوں کی نظروں میں وہ آنکھیں بند کیے ہوتا ہے لیکن باطن میں اس کے وجود کے ہر ایک بال سے نور کی صورت ذکر اسم اللہ سے نمودار ہوتی ہے، جب صاحب مراقبہ باخبر ہوتا ہے تو ہر ایک صورت پھر جسم میں چلی جاتی ہے۔“

(کلید التوحید کلاں)

مراقبہ اسم ھو کے تصور سے ہوتا ہے

”بعض صاحب مراقبہ اس سے واقف ہیں اور بعض ناواقف کہ مراقبہ اسم ھو کے تصور سے ہوتا ہے، اسم ھو سے چار شئی ذکر کھلتے ہیں جنہیں محض حضور غرق نور کہتے ہیں، اول ذکر حامل یہ کسی مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے، دوسرا ذکر سلطانی اس کا ذکر ہوائے نفسانی کو ترک کرتا ہے اور لاہوت مکانی میں پہنچ جاتا ہے، تیسرا ذکر ربانی، اس کے سبب خطرات شیطانی سے بچ جاتا ہے، چوتھا ذکر خفی، جس سے ہمیشہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے، جس شخص کو اس قسم کا ذکر حاصل نہیں اس کا مراقبہ مردود ہے، دنیا کے طالب کے دل میں خطرات ہوتے ہیں، ساہ دل اہل دنیا کو

Click For More Books

کبھی قرب الہی حاصل نہیں ہوتا خواہ دنیا میں کتنا ہی صاحبِ عز و جاہ ہو اور کتنا ہی بڑا روضہ اور خانقاہ ہو جس شخص کی نگاہ ملکِ آخرت پر ہوتی ہے وہ نفس و شیطانِ رجم سے فارغ ہوتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ وصفِ کریم ہوتا ہے اللہ بس باقی ہوس۔“
(کلید التوحید کلاں)

مراقبہ کی کیفیت

”صاحبِ مراقبہ کو دائمی حضوری ہوتی ہے، مراقبہ کے مراتب بہت بڑے ہیں، مراقبہ سے سیدھی راہِ راہِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ آتی ہے مراقبہ والے ہر اہل مراقبہ کا لفظ اس وقت تک عائد نہیں ہو سکتا جب تک اسم اللہ ذات کے تصور سے آوروں برد نہ کرے، مراقبہ کے خاص الخاص درجے ہیں اور اس کی بنیاد اسم اللہ ذات ہے، صاحبِ مراقبہ ذکرِ فکر اور تسبیح سے باطن میں خواب کے اندر یا مراقبہ میں معرفت الہی اور مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مجلسِ انبیاء علیہم السلام اور مجلسِ اولیاء رحمۃ اللہ علیہم میں پہنچ کر ہر ایک سے ملاقات کرتا ہے، جس صاحبِ مراقبہ میں ذیل کے دو وصف نہیں اس کا مراقبہ غلط ہے اسے مراقبہ کی راہ ہی معلوم نہیں، مراقبہ انسان کو نفس و شیطان سے محفوظ رکھتا ہے اور شیطانی وسوسے اور خطرات کو پاس نہیں آنے دیتا، منزل بمنزل معرفت ”إِلَّا اللّٰهُ“ اور مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے اگر صاحبِ مراقبہ کی یہ کیفیت ہو تو سمجھ لو کہ ٹھیک ہے ایسا شخص جب چاہے حضوری میں حاضر ہو سکتا ہے اس کو عارف باللہ کہتے ہیں ایسے شخص کو خاتمہ بالخیر مبارک ہو اس کا باطن معمور اور آباد ہوتا ہے۔“

(کلید التوحید کلاں)

دیدارِ رب العلمین

حضرت سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:
”واضح رہے کہ حق الیقین اہل حق کی شریعت کا قاضی ان اشخاص سے جو رب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

العالمین کے دیدار سے مشرف ہوں چار گواہان موت طلب کرتا ہے، اول یہ کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھے تو از روئے شریعت جائز اور روا ہے اس قسم کا خواب معرفت وصال کا خواہ ہوتا ہے نہ کہ عام خواب و خیال چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”يَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي“ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔

نیز فرمایا کہ ”النوم اخوة الموت“ نیند موت کی بہن ہے۔

جو شخص زندہ قلب اور مذکور کے ذکر سے باشعور ہے اس کا خواب گویا حضوری

سے جواب با صواب ہے۔

دوسرے مراقبہ میں دیدار حق بھی روا اور جائز ہے لیکن وہ مراقبہ کچھ اس قسم کا ہوتا ہے جس میں جان، جان سے نکل جاتی ہے اور ظاہر کو مردہ کر کے باطن میں روحانی جسم کو حضور میں لے جا کر حضور سے جواب و سوال حاصل کیا جاتا ہے یہ مراتب قرب دیدار سے مشرف ہونے پر حاصل ہوتے ہیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا“ موت سے پہلے مر جاؤ۔

(قرب دیدار)

”اہل معرفت فقیر کی نگاہ دیدار الہی پر رہتی ہے کیونکہ یہی دونوں آنکھیں گواہ ہیں کوئی چیز دل سے باہر نہیں جو کچھ تو چاہتا ہے کسی اہل دل اور صاحب دل سے طلب کر جو شخص ان لازوال مراتب پر پہنچتا ہے وہ ولی اور عارف باللہ ہو جاتا ہے اور اس کے لیے موت اور زندگی یکساں ہو جاتی ہیں۔

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ ۔

”بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے

جاتے ہیں۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الْمَوْتُ جَسْرٌ يُؤْصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ -
”موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔“

(قرب دیدار)

طریقہ قادری

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ فرماتے ہیں:

”قادری طریقہ دو طرح کا ہے ایک سروری قادری دوسرا زاہدی قادری سروری قادری صاحب تصور طالب اللہ کو جب اسم اللہ ذات کے حاضرات کی تعلیم و تلقین سے سرفراز کرتا ہے پہلے ہی دن اس کے مراتب اپنے برابر کر دیتا ہے جس سے طالب لا یتحتاج اور بے نیاز ہو کر حق پر نظر رکھتا ہے اس کی نگاہ میں سونا اور خاک برابر ہوتے ہیں دوسرا طریقہ زاہدی قادری: بارہ سال اس طرح ریاضت کرے کہ اس کے پیٹ میں کھانا نہ جائے بارہ سال بعد حضرت پیر صاحب کی نظر میں جائے پھر وہ مجذوب سالک یا سالک مجذوب بنتا ہے لیکن سروری قادری محبوب ہوتا ہے۔“

(کلید التوحید کلاں)

”قادری کی ابتداء یہ ہے کہ قرب حق کی وجہ سے عرش سے تحت الثریٰ کا تماشا اپنے پاؤں تلے دیکھے اور ہر طبقے کی سیراڑ کر کرے یہ مراتب سروری قادری کے ادنیٰ مراتب ہیں سروری قادری طالب وہ ہے جو ظاہر میں عامل اور باطن میں کامل ہو ظاہر میں عامل وہ ہے جو تمام جزوی اور کلی علوم سے واقف ہو اور باطن میں کامل وہ شخص ہے جو دل روح اور سر کی آنکھوں سے اسرار الہی کی معرفت کا صاف مشاہدہ کرے نیز قدرت سبحانی کے کل و جز و اور کونین و لامکاں کو دیکھے۔“

(قرب دیدار)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

طریقہ قادریہ عالیہ کی خصوصیات

”ہر ایک طریقہ کی انتہا‘ قادری طریق کی ابتداء کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ کامل سروری قادری کی ابتداء یہ ہے کہ وہ نظریا اسم اللہ کے تصور یا کلمہ طیب کے ذکر یا توجہ باطنی سے طالب کو معرفت الہی میں غرق اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کر دیتا ہے یہ ہے قادری کے پہلے دن کا سبق جو شخص یہ سبق نہیں پڑھا سکتا اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہیں کر سکتا وہ کامل قادری نہیں اس کے حال کی مستی خام خیال ہے کیونکہ قادری ہمیشہ معرفت الہی کے نور میں مستغرق رہتا ہے اور اسے وصال الہی حاصل ہوتا ہے وصال دو قسم کا ہوتا ہے:

اول تجلی الہام کا دوسرا تجلی وصال کا جو شخص طالبوں کو ان مراتب پر نہیں پہنچاتا اور غوث قطب پر غالب نہیں کرتا وہ قادری غالب نہیں قادری کامل شیر پر سوار ہے لومڑی گیدڑ اور کتے کی کیا جرأت کہ شیر کا مقابلہ کرے ازل سے ابد تک کی تمام مخلوقات کی شرح درجہ بدرجہ دکھا سکتا ہے۔“

ترجمہ اشعار:

”جہاں میں پہنچا ہوں وہاں کسی کا پہنچنا ممکن نہیں میں شہباز لامکاں ہوں وہاں مکھی نہیں جاسکتی۔“

وہاں پر لوح و قلم و عرش و کرسی اور دو جہان نہیں جاسکتے وہاں فرشتوں کی بھی گنجائش نہیں اور وہاں حرص کا بھی گزر نہیں۔“

یہ معرفت توحید کا انتہائی درجہ ہے یہاں پر تمام اسرار ربانی کھل جاتے ہیں یہ ذکر و جہان کا جو شریعت پر مبنی ہے نص اور حدیث کے موافق اور مطابق ہے۔“

(کلید التوحید کلاں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قادری زاہدی وقادری سروری

صاحبِ زمانِ لامکاں طریقہ قادری

”اور طریقہ قادری دو طریق پر ہے ایک قادری زاہدی دوسرا قادری سروری“
قادری سروری یہ ہے جیسا کہ اس فقیر (باہو) کو حاصل ہے کہ یہ فقیر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور خندہ رُو ہو کر فرمایا کہ خلق خدا کے ساتھ ہمت کر اور تلقین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیر کا ہاتھ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے ہاتھ میں دیا، حضرت پیر دستگیر قدس سرہ نے بھی سرفرازی کی اور تلقین کی ان کی ظاہری و باطنی توجہ سے فقیر ہر ایک طالب کو برزخ اسم اللہ کے تصور کرنے کے بعد بغیر ذکر و فکر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے گیا اور پھر جس طرف انہوں نے نظر اٹھائی انہیں اسم اللہ نظر آیا اور کوئی حجاب و پردہ ان پر نہ رہا۔

قادری زاہدی کا مرتبہ اور حوصلہ اس سے کم ہے، بہت لوگ بعض طالبوں کو تصور اسم اللہ کی طرف لے گئے ہیں مگر ان کی سوزش اور تپش کو ضبط نہ کر سکے اور اپنی جان دے دی، بعض اسم اللہ کی برداشت نہ کر سکے، بعض مرتد ہو گئے اور بعض ہمیشہ حضور مجلس محمدی سے سرفراز رہتے ہیں اور فقیر کو بھی روز بروز ساعت بساعت حضور مجلس میں ترقی ہوتی ہے اور ان شاء اللہ تا ابد الآباد باقی رہے گی کیونکہ حکم قادری سروری کا ”سرمدی“ ہے۔

فقیر کو علم ظاہری مطلق نہ تھا مگر ارادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری باطنی فتوحات بہت کچھ ہوئیں ہیں جس کے لیے دفتر چاہئیں مگر بزرگوں نے ”مَا قُلْ وَدَلَّ“ (پسندیدہ کلام وہی ہے جو مختصر اور جس کا مطلب واضح ہو) فرمایا ہے طالب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حجاب پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور مقام ”فنائی اللہ“ اس پر منکشف ہوتا ہے اور مراتبِ اولیٰ رضی اللہ عنہ اس پر ظاہر ہوتے ہیں (خواجہ اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کا اپنے تمام دانت شہید کر لینا اس خبر پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دانت مبارک جنگِ اُحد میں شہید ہو گیا ہے کی طرف اشارہ ہے) کہ ظاہر و باطن اشغال فقر فنائی اللہ رکھتا ہے اور اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتا ہے اور طریقہ زاہدی قادری یہ ہے کہ طالب اللہ رنج و محنت زہد و تقویٰ بہت اٹھائے اور دس بارہ چالیس پچاس سال کے بعد حضورِ مجلس سے مشرف ہو کر حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کے نزدیک پہنچے اور وہ حضور سے مشرف و سرفراز فرمادیں یہ طریقہ زاہدی قادری مبتدی ہے اور طریقہ قادری منتہی اور ہے اور اس کا مرتبہ محبوبیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی ”فنائی اللہ بقا باللہ“ جو شخص کہ ایسے لوگوں سے عداوت رکھتا ہے مراتب فقر کو سلب کرتا ہے اور ابلیس کے مراتب کو پہنچتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔

یہ لوگ نائب و وارثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں خصوصاً جیسے کہ محبوبِ سبحانی حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز جو لوگ ایسے بزرگوں سے بد اعتقاد رہتے ہیں وہ شیطانی گروہ سے ہیں اور دونوں جہاں میں سرگرداں اور پریشان رہتے ہیں۔“

(عین الفقر کلاں)

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی. (۳۷:۳۰)

”اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے۔“

تَمَّتْ



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعض وہ احادیث جن سے

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیفات کو مزین فرمایا، تبرکاً پیش خدمت ہیں۔

☆ لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ أَفْلَاكَ . (حدیث قدسی)

(اے حبیب!) ”اگر تم نہ ہوتے تو ہم کائنات کو پیدا نہ کرتے۔“

ان اللہ لا ينظر الى صوركم ولا ينظر الى اعمالكم ولكن ينظر في قلوبكم ونياتكم . (حدیث قدسی)

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔“

☆ يَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي .

”میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔“

☆ مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا .

”مرنے سے پہلے مر جاؤ۔“

☆ الموت جسر يوصل الحبيب الى الحبيب .

”موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔“

☆ ان الشيطان لا يتمثل بي من راني فقد راي الحق .

”شیطان میری صورت نہیں بن سکتا جس نے مجھے دیکھا واقعی مجھے دیکھا۔“

☆ كل اناء يترشح بما فيه .

”جو کچھ کسی برتن میں ہوتا ہے وہی اس سے ٹپکتا ہے۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

☆ اتقوا عالم الجاهل قيل من العالم الجاهل يا رسول الله؟
قال عالم اللسان وجاهل القلب ۔

”جاہل عالم سے ڈرو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) استفسار کیا: جاہل عالم کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جو زبان کا عالم ہو لیکن دل کا جاہل ہو۔“

☆ عبدی تنعم بی وانس بی انا خیر لك من کل ما سوى
الله (حدیث قدسی)

”اے میرے بندے! مجھ سے نعمت طلب کر مجھ سے ہی محبت کر کیونکہ
میں ہر مایوسی اللہ سے بڑھ کر تیرے لیے بہتر ہوں۔“

☆ تفكر ساعة خير من عبادة الثقلين ۔

”ایک ساعت کی سوچ بچار دونوں جہاں کی عبادت سے بہتر ہے۔“

☆ من عرف نفسه فقد عرف ربه من عرف نفسه بالفناء فقد
عرف ربه بالبقاء ۔

”جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا جس
نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔“

☆ خلقت العلماء من صدری و خلقت السادات من صلبی
و خلقت الفقراء من نور الله تعالى ۔

”علماء میرے سینے سادات میری پیٹھ سے اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نور سے
پیدا کیے گئے ہیں۔“

☆ خلق الله تعالى كل شيء من طين الارض و خلقت
الفقراء من طين الجنة ۔

”اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو تو زمین کی مٹی سے پیدا کیا لیکن فقراء کو جنت
کی مٹی سے پیدا کیا۔“

☆ من له المولى فله الكل .

”جس کا اللہ پس اس کا سب کچھ۔“

☆ الدنيا لكم والعقبى لكم مولى لى .

”دنیا اور عاقبت تمہارے لیے مجھے مولى کافی ہے۔“

☆ لا فرق بين الحيوان والانسان الا بالعلم .

”حیوان اور انسان میں جو چیز فرق کرتی ہے وہ علم ہے۔“

☆ من اراد الدنيا فله الدنيا ومن اراد العقبى فله العقبى فمن

اراد المولى فله الكل .

”جو دنیا کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے دنیا اور جو عقبیٰ کا ارادہ کرتا ہے اس

کے لیے عقبیٰ، لیکن جو اللہ کا ارادہ کرتا ہے اسے سب کچھ مل جاتا ہے۔“

☆ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ .

”بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔“

☆ انا عند ظن عبدى بى فليظن ما يشاء وانا مع حين يذكرو

فى نفسى ذكركه فى نفسى واذا ذكرنى فى الملاء ذكركه فى

الملاء خير منهم ومن تقرب الى شرا فقد تقربت اليه ذراعا

ومن تقرب الى ذراعا فقد تقربت اليه باعا ومن جاء الى

يمشى جئت اليه هرولة . (حدیث قدسی)

”میں اپنے بندے کے گمان (خیال) کے نزدیک ہوں پس جو چاہے وہ

میرا گمان کرے، جس وقت وہ مجھے یاد کرے گا میں اس کے پاس ہوں

اگر وہ خفیہ اپنے دل میں مجھے یاد کرے گا تو میں بھی اسے اپنے دل میں

یاد کروں گا، اگر وہ مجھے کھلم کھلا یاد کرے گا تو میں بھی اس سے بڑھ کر

اسے کھلم کھلا یاد کروں گا، جو میری طرف بالشت بھر بڑھے گا تو میں ہاتھ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بھر اس کی طرف بڑھوں گا اور جو ہاتھ بھر بڑھے گا تو میں اس سے بھی زیادہ بڑھوں گا، اگر کوئی میری طرف آہستہ چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف بھاگ کر آؤں گا۔“

☆ الدنيا قوس وحوادثها سهام والانسان فيها هدف ففروا الى الله حتى نجات الناس .

”دنیا کمان کی مانند ہے اس کے حادثات تیر ہیں اور انسان ان کا ہدف (نشانہ) ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو یہاں تک کہ تم ان سے نجات حاصل کر لو۔“

☆ الدنيا حرام على اهل العقبي والعقبى حرام على اهل الدنيا، الدنيا والعقبى حرام على طالب المولى .

”دنیا حرام ہے اہل آخرت پر اور آخرت حرام ہے دنیا داروں پر اور دنیا و آخرت دونوں حرام ہیں طالبانِ مولیٰ پر۔“

☆ من عرف ربه فقد قل لسانه .

”جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس نے اپنی زبان کو چھوٹا کر لیا۔“
(یعنی لاف اور ڈینگیں مارنا چھوڑ دیں)

☆ من عرف ربه فقد طال لسانه .

”جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان لمبی ہو گئی۔“

☆ شيطان الانس اشد من الشيطان الجن .

”انسانی شیطان جن شیطان سے سخت تر ہے۔“

☆ نيت المؤمن خير من عمله .

”مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

☆ ان اوليائي تحت قبائي لا يعرفهم غیری . (حدیث قدسی)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”بے شک میرے اولیاء میری قباتے ہیں ان کو میرا غیر نہیں پہچان سکتا۔“

☆ من عرف الله تعالى لم يكن له لذة مع الخلق -
”جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے پھر خلقت کے ساتھ رہنے سے اسے لطف نہیں آتا۔“

☆ العدل ساعة خير من عبادة الثقلين -
”گھڑی بھر کا عدل دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔“
☆ طالب الدنيا مخنث و طالب العقبى مؤنث و طالب المولى مذكر -

”دنیا کا طالب بیجڑا، عاقبت کا طالب مؤنث اور مولیٰ کا طالب مذکر ہوتا ہے۔“

☆ ذكر الله تعالى بالغدو والعشى افضل من ضرب السيف في سبيل الله -

”صبح و شام اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا راہِ خدا میں تلوار زنی سے بہتر ہے۔“



اہل شوق و عقیدت کے لیے بطور تبرک بعض



ترجمہ و شرح

محمد سکیل مصطفیٰ اعوان صابری حشی

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الف الف اللہ چنے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جانی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جان مچلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو
ترجمہ: (اللہ رب العزت کی مدد و اعانت کے ساتھ) میرے مرشد کریم
نے میرے دل میں چنبیلی کا ایک مہکتا ہوا پودا لگایا (جو کہ اصل میں)
”اسم اللہ ذات“ ہے۔

اس پودے کی آبیاری نفی اثبات (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) سے ہوئی جس نے
ہر رگ جاں کو شاداب و تر و تازہ کر دیا۔
(اسم الہی) کا یہ پودا پھلا پھولا پھول پتی لایا، خوشبو پھیلی جس نے قلب و
جاں کو مہکا دیا۔

اے باہو! میرا مرشد کامل سدا جئے، سدا سلامت رہے جس نے
(میرے دل میں) (اسم اللہ کا) یہ پودا کاشت کیا ہے۔

تشریح: اس بیت میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز
نے اسم اللہ کو چنبیلی کے پھول کے مشابہ قرار دیا ہے جسے ان کے مرشد کامل نے زمین
دل میں کاشت کیا ہے چنبیلی کے پھول کی مسخور کن خوشبو نہ صرف انسان کے مقام
جاں کو مہکا دیتی ہے بلکہ ارد گرد کا ماحول بھی مہک اٹھتا ہے جس سے ایک نہایت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خوشگوار کیفیت پیدا ہوتی ہے اور فقراء صادق بھی تو جس شہر بستی اور مقام پر ہوں اسے اپنی روحانیت کی پاکیزہ خوشبو سے مہکا دیتے ہیں اور ان اللہ والوں کا روحانی فیض بھی ایسے ہی پھیلتا ہے جیسے ہوا کے دوش پر خوشبو پھیلتی ہے۔

یہ پودانفی اثبات ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے مقدس پانی سے سیراب ہوا جو ہر رگ جاں میں پہنچ کر (باعث پاکیزگی قلب و جاں ہوا)

اہل طریقت و تصوف کے نزدیک ماسوی اللہ کچھ بھی نہیں ہر جانب اسی کی ذات کے جلوے ہیں۔

اور اسم اللہ ذات کے اس پودے پر خوب بہار آئی، پھول کھلے ان پر جو بن آیا اور ایسی بے مثل خوشبو پھیلی کہ جس نے ناصرف ظاہر و باطن بلکہ اطراف کو بھی مہکا دیا۔

اے باہو! میرا مرشدِ کامل جئے جئے دائم جئے جس نے یہ پورا میرے دل میں کاشت کر کے (مجھے عرفانِ الہی کے) معطر راستے پر گامزن کر کے منزلِ مقصود پر پہنچا دیا۔



الف اللہ پڑھیوں پڑھ حافظ ہو یوں ناں گیا حجابوں پر داہو

پڑھ پڑھ عالم فاضل ہو یوں بھی طالب ہو یوں زرداہو

سئے ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مرداہو

باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باہو چور اندر داہو

ترجمہ: (اے پرہیزگارا!) تو نے اللہ اللہ کا اس قدر ورد کیا کہ اس کا حافظ

ہو گیا لیکن اس کے باوجود (تیری نظروں کے سامنے سے) حجاب و

پردے نہ ہٹ سکے۔

تو نے (ظاہری علوم) تو بہت پڑھ لیے اور عالم فاضل کے درجہ پر پہنچ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گیا لیکن پھر بھی زر و مال کا طلب گار رہا۔

تو نے سینکڑوں ہزاروں کتابوں کا مطالعہ (تو) کر لیا لیکن ظالم نفس (امارہ) پھر بھی نہ مر سکا۔

اے باھو! (من کے) اندر کا چور (نفسِ امارہ) بجز فقراء کے کوئی نہ مار سکا۔

تشریح: اس بیت میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ عابدوں، زاہدوں، عالموں اور پرہیزگاروں سے مخاطب ہو کر اس حقیقت کا پردہ چاک کرتے ہیں کہ بغیر عرفانِ الہی کے (ظاہری) عبادات کی مشقت و ریاضت بے فائدہ ہے، ظاہری علوم پر مبنی ہزاروں کتب پڑھ لینے سے نفس کو ہرگز پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی، نہ تیرے اندر نور اجالا پھیل سکتا ہے کہ جس سے راہِ معرفتِ الہی پر گامزن ہونا آسان ہو جائے، تیرا نفس (امارہ) تجھے ورغلاتا ہے، بھٹکاتا ہے اور مال و زر و دنیا کی رغبت دلاتا ہے اور تو اس کے فریبوں کا اسیر ہے تیرے اندر وہ قوت نہ پیدا ہو سکی کہ اس ظالم پر غالب آ سکتا، بظاہر تو بہت نیک، صالح، عبادت گزار اور پرہیزگار ہے لیکن تجھ میں وہ روحانی طاقت نہیں جو اس دل کے اندر کے چور کو مار سکے تو نے ظاہری علوم محض حصولِ جاہ و عزت اور دنیاوی فوائد کے لیے پڑھے ہیں اور اس بات سے نفس (امارہ) خوش ہوتا ہے اور جس بات سے نفس خوش ہوتا ہے اس بات سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے۔

یہ نفس (امارہ) جسمِ انسانی کی سلطنت کا سب سے بڑا باغی ہے اور یہی ظالم اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول میں رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے بندہ لاکھ کتابیں پڑھ کر اور عبادات کر کے بھی قربِ الہی کی منزل تک نہیں پہنچ پاتا اور نفس کی خواہشات پر چلتے ہوئے حرص و ہوا کے تاریک جنگلوں میں بھٹکتا رہتا ہے اور روشنی کا کچھ سراغ نہیں پاتا، ہاں! وہ اللہ والے (فقراء) ہیں جو اس ظالم چور کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں۔ ”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ“ جس نے اپنے نفس کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حقیقت) کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔
فقراء صادق اس نفس (امارہ) کی تباہ کاریوں سے کما حقہ آگاہ ہوتے ہیں
اور باطنی ریاضتوں سے اس باطنی دشمن پر پے درپے ضربیں لگا کر اسے کمزور کر کے
بالآخر مار ڈالتے ہیں۔



الف ایہ دنیاں زن حیض پلیتی کتنی کل مل دھوون ہو
دنیا کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہہ رووانا ہو
جیندے گھر وچ بوہتی دنیاں اوکھے گھو کر سوون ہو
جہاں ترک دنیا تھیں کیتی باہو، واہندی نکل کھلوون ہو
ترجمہ: یہ دنیا حائضہ عورت کی طرح پلید و ناپاک ہے، چاہے اس کو جس
قدر مل کر دھوئیں۔

مال و دولت اور دنیاوی عزت و عظمت کی خاطر (کئی) عالم فاضل (بھی)
عبادت و ریاضت کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر کے آنسو بہاتے ہیں۔
جن لوگوں کے پاس دنیاوی مال و دولت بہت زیادہ ہے وہ بھی (راتوں
کو پر سکون گہری) نیند نہیں سو پاتے۔
اے باہو! جن (عارفان حق) نے دنیا کو ترک کیا، وہی اس (دریائے
دنیا) سے سلامت دوسرے کنارے جا اترے۔

تشریح: حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں: یہ دنیا حائضہ عورت کی
طرح پلید و ناپاک ہے، اسے جس قدر چاہے مل کر دھوئیں یہ ناپاک ہی رہے گی،
چونکہ حیض ایک گندی اور نجس چیز ہے، اس لیے اہل اللہ اس نجاست (دنیا) سے متنفر
ہوتے ہیں، جبکہ اہل دنیا حرص و ہوا کے بندوں کے لیے اس میں بڑی خوبصورتی
اور کشش ہے حتیٰ کہ حصول مال و دولت اور دنیاوی عزت و عظمت و منصب کی خاطر

کئی عالم فاضل بھی گوشہ نشینی اختیار کر کے دنیاوی عز و جاہ و سیم و زر کے حصول کی چاہت میں ورد و وظائف اور چلہ کشی کرتے اور رور و کردعائیں مانگتے ہیں۔

اس حقیقت سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ ایسے صاحب ثروت اور مال دار لوگ جن کے پاس وافر دولت ہے وہ اس کی حفاظت کے لیے سرگرداں اس کے کم ہو جانے کے خوف سے پریشان اس کے کھو جانے کی فکر میں رنجیدہ رہتے ہیں اور اسی پریشانی میں راتوں کو پرسکون اور گہری نیند سے محروم رہتے ہیں سو نہیں پاتے۔

اے باھو! جنہوں نے اس مردار دنیا کے مکروہ چہرے کو دیکھ لیا، اس کی اصل حقیقت کو جان لیا انہوں نے اس دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی اس کی دل کشیوں اس کے نظر نواز نظاروں کو چمچھر کے پر کے برابر بھی اہمیت نہ دی اور یہ دنیا جو ایک بہتے ہوئے دریا کی مانند ہے اس کے پار دوسرے کنارے سلامت جا اترے اور یہی لوگ عارفان حق ہیں یہی فقراء صادق ہیں۔



الف
ادھی لعنت دنیاں تائیں تے ساری دنیا داراں ہو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیستی لین غضب دیاں ماراں ہو
پیوڈاں کولوں پتر کوہاوے بھٹھ دنیاں مکاراں ہو
جہاں ترک دنیاں دی کیستی باھو لیسن باغ بہاراں ہو

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی آدھی لعنت دنیا پر اور ساری لعنت دنیا داروں پر ہے۔
جن لوگوں نے اپنا مال و جان اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کی خاطر خرچ نہ کیا وہ دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب کے مستحق ہیں۔
اس دنیا کی محبت اور مال و زر کی ہوس باپ سے بیٹوں کو قتل کرا دیتی ہے
اے مکار دنیا! اللہ کرے تو آگ میں جلے۔

اے باھو! جن (اللہ والوں) نے اس دنیا سے کنارہ کر لیا وہ (ان شاء اللہ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جنت کے باغوں میں ابدی راحت پائیں گے۔

تشریح: حدیث شریف ہے:

الدنيا جيفة وطالبها كلاب .

”دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے۔“

اس بیت میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس دنیا اور دنیا داروں پر صاف الفاظ میں لعنت بھیجی ہے کہ اللہ رب العزت کی آدمی لعنت اس دنیا پر ہو یہ مکروہ دنیا جو چہرے بدل بدل کر انسان کو اپنے جال میں پھنساتی ہے کبھی اسے اپنے ظاہری حسن و جمال سے کبھی اپنی دلنواز اداؤں سے لبھاتی ہے اور بندے کو اپنے دام الفت میں پھنسا کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل اور نیک اعمال سے دور کر دیتی ہے اور ساری کی ساری لعنت ان دنیا داروں پر جو اس بظاہر خوبصورت اور حقیقتہً کریہہ صورت دنیا کے دام فریب میں آ کر اپنے خالق و مالک حقیقی سے منہ موڑ لیتے ہیں اور اپنی خواہشات ہی کو اپنا خدا بنا کر غافلوں اور نافرمانوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دنیا‘ اس کی خوبصورتی‘ اس کی خواہشات اچھی اور بُری صورتوں میں میرے سامنے آتی تھیں‘ پھر میں ان پر غضب ناک ہوتا تب وہ چلی جاتی تھیں۔“ (ہجہ لاسرار)

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بعض تارکین دنیا کا کہنا ہے: نیک عمل کرنے میں جلدی کرتے رہو اللہ تعالیٰ

سے ڈرتے رہو‘ جھوٹی امیدوں میں نہ پڑو‘ موت کو نہ بھولو اور دنیا سے بے رغبت ہو

جاؤ کیونکہ یہ دھوکہ اور فریب ہے‘ جس نے دھوکہ دے کر راہِ خدا سے دور کر دیا اس کی

جھوٹی امیدوں نے تمہیں آزمائش میں ڈال دیا اور یہ تمہارے سامنے انتہائی حسین

شکل میں بے پردہ دلہن بن کر آتی ہے‘ آنکھیں اسے دیکھتی ہیں‘ دل اس پر قربان ہیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور روحیں اس کی دیوانی ہیں مگر اس نے کتنے عاشقوں کو قتل کر دیا اور اپنے پروانوں کو ذلت و رسوائی کے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے تم اسے حقیقت شناس آنکھ سے دیکھو تو معلوم ہو گا یہ مصائب کا گھر ہے اس کے خالق نے بھی اس کی مذمت کی ہے اس کا ہر نیا پرانا ہو جاتا ہے اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے اس کا معزز ذلیل ہو جاتا ہے اس کی کثرت قلت میں تبدیل ہو جاتی ہے اس کی محبت فنا ہو جاتی ہے اس کی بھلائی گزر جاتی ہے۔

اللہ تم پر رحمت کرے غفلت سے جاگو اس کی میٹھی نیند سے بیدار ہو جاؤ قبل اس کے کہ کہا جائے: فلاں بیمار ہے یا اسے جان کے لالے پڑے ہیں کوئی ایسی دوا یا ایسا طبیب ہے جو اسے شفا دے پھر طبیب بلایا جائے اور وہ تیری زندگی کے بارے میں ناامیدی کا اظہار کرے پھر کہا جائے کہ فلاں نے اپنی دولت کا حساب لگا کر وصیت کر دی ہے پھر کہا جائے: اس کی زبان بند ہو گئی اور وہ اپنے عزیزوں سے بات نہیں کر سکتا اور ہمسائیوں کو نہیں پہچان سکتا اس وقت تیری پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئیں تیری آہ و بکا سنائی دے موت پر تیرا یقین پختہ ہو جائے تیری نگاہ ٹٹکی باندھ کے دیکھنے لگے تیرے اندیشے سچ ثابت ہوں تیری زبان گنگ ہو جائے تیرے عزیز رونے لگیں اور تجھ سے کہا جائے: یہ تیرا فلاں بیٹا ہے یہ تیرا فلاں بھائی ہے مگر تو ان سے گفتگو نہ کر سکے تیری زبان پر خاموشی کی مہر لگ جائے تو اسے ہلانہ سکے پھر تجھ پر موت طاری ہو تیرے تمام اعضاء سے روح نکالی جائے اور اسے آسمان کی طرف لے جایا جائے اس وقت تیرے بھائی تیرے پاس جمع ہو جائیں تیرے لیے کفن لایا جائے پھر تجھے نہلا کر کفن پہنایا جائے تیری تمام امیدیں ختم ہو جائیں اور تیرے دشمن سکون کا سانس لیں تیرے اہل خانہ تیرے مال کی طرف متوجہ ہوں اور تو اپنے اعمال کی سزا پانے کے لیے اکیلا رہ جائے۔

(مکاشفۃ القلوب)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس بے ثبات دنیا کے محبتِ مال و دولت کی چاہ میں اس قدر آگے نکل جاتے ہیں کہ وہ اپنے مال و جان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لیے خرچ نہیں کرتے، صدقات تو ایک طرف وہ معینہ زکوٰۃ بھی ادا نہیں کرتے مبادا مال کم ہو جائے نہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں کہ جان انہیں بہت عزیز ہوتی ہے، ایسے لوگ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہیں۔

اس دنیا کی ظاہری دل کشی و رعنائی کا بھرم زیادہ تر دولت کی وجہ (گو اس کی اور بھی بہت جہتیں ہیں) سے ہے کہ انسان اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کی آرزو میں اکثر درجہ انسانیت کے بلند مقام کی بجائے ذلت و رسوائی کی پستیوں کو قبول کر لیتا ہے حتیٰ کہ زر و مال و اقتدار کی ہوس و طمع میں اپنے حقیقی بیٹوں تک کو قتل کر ڈالتا ہے تو آگ لگے ایسی مکار دنیا کو اور ہلاک و برباد ہو۔

اے باھو! بے شک جن مردانِ حق نے اس دنیا کی راحتوں اور آسائشوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا، اسے ترک کیا، اس سے علیحدگی اختیار کی اور حق کو قبول کیا یعنی حق تعالیٰ کے ہو گئے تو حق تعالیٰ بھی ان کا ہو گیا، دنیا ان کی نظروں میں مردار سے بھی زیادہ بے وقعت ہے اور یہی لوگ بالآخر جنت کے مہکتے باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ ہنسی خوشی رہیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

مرا ز پیر طریقت نصیحتے یاد است

کہ غیر یاد خدا ہرچہ ہست برباد است

”مجھے پیر طریقت کی یہ نصیحت یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ جو کچھ

بھی ہے ضائع اور برباد ہو جانے والا ہے۔“



الف ایمان سلامت ہر کوئی مٹے عشق سلامت کوئی ہو
منکن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہو
جس منزل نوں عشق پہنچا دے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہو
میرا عشق سلامت رکھیں باہو ایمانوں دیاں دھروئی ہو
ترجمہ: سب لوگ ایمان کی سلامتی تو مانگتے ہیں لیکن عشق کی سلامتی کوئی
کوئی طلب کرتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ سے فقط ایمان کے طلبگار ہوتے ہیں لیکن اس کی بے پایاں
(شدید) محبت مانگتے ہوئے شرما تے ہیں۔
عشق (الہی) جس منزل (قرب الہی) تک پہنچا دیتا ہے ایمان کو اس کی
کچھ خبر نہیں ہوتی۔

اے باہو! اس عشق الہی کو سلامت رکھنا! اے اللہ! اس عشق کو قائم و دائم
رکھنا ایمان کے صدقہ و وسیلہ ہے۔

تشریح: ہر صاحب ایمان اللہ تعالیٰ سے ایمان کی سلامتی کا آرزو مند ہے اور یہ
بھی حقیقت ہے کہ وہ سلامتی ایمان کے لیے کم یا زیادہ سعی و عمل بھی کرتا ہے اور اللہ
تعالیٰ سے تادم واپس خیر و عافیت ایمان کا طلبگار و خواستگار رہتا ہے لیکن بہت کم
لوگ ہیں جو عشق اور سلامتی عشق کے طالب ہیں یقیناً صاحب ایمان کی منزل جنت
ہے کہ بفضلہ تعالیٰ اہل ایمان جنت میں ضرور جائیں گے لیکن عشق، یعنی عشق حقیقی کیا
ہے؟

اللہ تعالیٰ سے بے پایاں اور شدید ترین محبت ایسی محبت جس میں بندے اور
معبود حقیقی (اللہ) کے درمیان کوئی حجاب و پردانہ ہو سارے حجاب اٹھ جائیں تمام
پردے ہٹ جائیں تا آنکہ عشق الہی بندے کو قرب الہی کے اس مقام پر پہنچا دے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہو سکتی ہیں لیکن عشق لامحدود ہے یہ وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں یہ کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے کون جانے؟

اے اللہ! اے کریم! یہ باہو تیری رحمت و رافت تیری کرم نوازی سے صاحب عشق ہے کہ ایمان تو اسی عشق کے اندر موجود ہے ہر صاحب عشق صاحب ایمان ہے لیکن ہر صاحب ایمان صاحب عشق نہیں۔

راہ عشق (الہی) کے مرحلے طے کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں یہ عارف باللہ فنا فی اللہ بقا باللہ کی منزلیں ہیں جس کے بعد دیدار و لقائے رب کریم ہے اور یہی مقصود و مطلوب عاشق (الہی) ہے۔

عاشق تو آتش نمرود میں بے خطر کود پڑتے ہیں ہنستے مسکراتے کھال کھنچوا لیتے ہیں رقص کرتے ہوئے سولی پر چڑھ جاتے ہیں اور یہی عشق ہے جو عاشقوں کو اس منزل (قرب الہی) پر پہنچا دیتا ہے جس کی ایمان کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ ایمان اگر ایک قطرہ ہے تو عشق بے کنار سمندر ہے ایمان اگر ذرہ ہے تو عشق لامحدود صحرا ہے۔



الف
ایہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد و یکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں یکھ کھولاں یکھ کجاں ہو
اختیاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہو رکتے ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں تجاں ہو
ترجمہ: اگر میرا یہ تمام بدن آنکھ بھی ہو جائے تو بھی میں اپنے مرشد کے دیدار سے کبھی مستغنی نہ ہوں۔

میرے بدن کے ہر ہر بال کی جڑ میں لاکھ لاکھ آنکھیں ہوں تو میں ایک بند کروں اور ایک کھولوں (تاکہ دیدار مرشد کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے)
اس قدر دیدار کے باوجود دل کو صبر و قنوار نہیں اب اور کس کی طرف

بھاگوں۔

اے باہو! مجھے اپنے مرشد کامل کا دیدار لاکھوں کروڑوں گجوں کے جیسا ہے۔

تشریح: اس بیت میں حضرت سلطان باہو قدس سرہ اپنے مرشد کامل کی بے پناہ اور شدید محبت کے سمندر میں اس طرح ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں جہاں اپنے کامل مرشد کے سوا دنیا کی کسی بھی شے کی طرف دیکھنا انہیں ہرگز پسند نہیں۔
سبحان اللہ! کیا جذبہ دیدار مرشد ہے کیا عظیم خواہش ہے کہ:

کبھی ایسا ہو کہ میرا یہ تمام بدن آنکھیں بن جائے تو میں اپنے مرشد کامل ہی کا جلوہ دیکھتا رہوں یہ آرزوئے دیدار کبھی کم نہ ہو بلکہ اشتیاقِ نظارہ بڑھتا رہے بڑھتا ہی رہے لذت دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں اور اس عملِ مسلسل سے دل نہ کبھی اکتائے نہ بھرے اس میں شیخ کامل سے ارادت و محبت اور راہِ طریقت کی اہمیت و فضیلت واضح ہے۔

فرماتے ہیں کہ میرے بدن کے ہر ہر بال کی جڑ میں لاکھ لاکھ آنکھیں ہوں تو میں اپنے مرشد کامل کا مسلسل دیدار کرتا رہوں کہ ایک آنکھ کھولوں اور ایک آنکھ بند کروں کہ جلوہ مرشد ایک لمحہ کے لیے بھی نظر سے اوجھل نہ ہو اور دیدار مرشد کامل کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

یہ انتہائے شوق دیدار ہے مرشد کامل سے محبت و عقیدت کا اعلیٰ ترین جذبہ ہے کہ نظر اٹھاؤں تو دیدار مرشد ہو نظر جھکاؤں تو دیدار مرشد ہو۔

اے باہو! مرشد کامل کا دیدار میرے لیے لاکھوں کروڑوں گجوں کے اجر و ثواب جیسا ہے یہ مرشد ہی کا فیض ہے کہ تجلیاتِ الہی میں گم ہو جاتا ہوں۔

مرشد کامل جو کہ رہبر و رہنما ہوتا ہے اس کی اہمیت واضح ہو رہی ہے اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اندھیروں سے اجالوں، خارزاروں سے گلزاروں، ریگزاروں سے چمنزاروں کی طرف لے جاتا ہے۔

صادق طالب و مرید اپنے شیخ کی محبت میں اس قدر سرشار ہوتا ہے کہ اس کی نظر کسی اور کو دیکھتی ہی نہیں ماسوائے اپنے شیخ کے۔



الف ایہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہو
ناں کر منت خواجہ خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہو
شوق دا دیو ابال ہنیرے متاں لکھی دست کھڑاتی ہو
مرن تھیں اگے مر رہے باہو جہاں حق دی رمز پچھاتی ہو
ترجمہ: اے فقیر! ذرا تو اپنے (دل کے) اندر تو دیکھ تیرا یہ جسم حق تعالیٰ کا گھر ہے۔

تو خواجہ خضر علیہ السلام کا (آب حیات کے حصول کے لیے) زیر احسان کیوں ہوتا ہے تیرے تو اپنے اندر (پشمہ) آب حیات موجود ہے۔
(دل کے) اندھیروں میں (محبت و) شوق (الہی) کا چراغ جلا (ممکن ہے) تجھے وہ کھوئی ہوئی شے مل جائے (جس کی طلب ہے)
وہ (فقراء صادق) تو موت سے پہلے ہی مر گئے جنہوں نے حق کے بھید (سر الہی) کو پہچان لیا، جان لیا۔

تشریح: اس بیت میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
اے فقیر صادق! تیرا یہ تن بدن تو ”بیٹ اللہ“ ہے اس میں تو رب تعالیٰ رہتا ہے کبھی تو دل کے اندر تو نظر ڈال دیکھ تو سہی کہ
”اللہ تعالیٰ کی سبائی کہیں ممکن نہیں لیکن بندہ مؤمن کے دل میں سا جاتا ہے۔“
تو آب حیات حاصل کرنے کے لیے خواجہ خضر علیہ السلام کی منتیں کیوں کرتا

ہے کیوں ان کا منت کش ہوتا ہے اندھیرے میں چراغ شوق جلا اپنے من میں دیکھ
تیرا مطلوب و مقصود وہ چشمہ آب حیات تو تیرے اپنے اندر موجود ہے تجھے جس کی
آرزو و جستجو ہے وہ کنز بے بہا تو تیرے وجود کے اندر ہی ہے۔

اے باہو! وہ فقراء صادق اپنی ہستی کی نفی کرنے والے تو موت سے پہلے ہی
مر جاتے ہیں (مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا) جو سر حق کو پالیتے ہیں جو حق کے بھیدوں
کے شناسا ہو جاتے ہیں حق کی رمزیں پہچان لیتے ہیں جان لیتے ہیں اور فنا کی
راہوں سے گزر کر بقا کی منزل پالیتے ہیں۔



ب بغداد شہر دی کیا نشانی اُچیاں لیاں رچیاں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیون درزی دیاں لیراں ہو
لہ نہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منکساں باہو کرساں میراں میراں ہو
ترجمہ: میرے پاس بغداد شہر کی یہ ہی نشانی ہے کہ (میرے دل میں ہجر
کے) گہرے گھاؤ ہیں۔

میرا جسم اور دل بھی ہجر و فراق کے کارن درزی کے کٹے ہوئے کپڑے
کی مثل ریزہ ریزہ ہے۔

چاہت و جدائی میں دھجی دھجی ان جسم و دل (و جان) کی کفنی بنا کر گلے
میں پہنوں اور فقیروں کی سنگت اختیار کروں۔

(یہ حال بنا کر) بغداد شہر کے کوچہ و بازار میں گدائی کرتے ہوئے ”میراں
میراں“ کی صدا لگاؤں۔

تشریح: حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سلک تصوف و طریقت کا ایک انمول موتی ہیں لہذا

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ارادت و محبت و عقیدت ہونا ایک فطری سی بات ہے لیکن یہاں کیفیت عمومی نہیں بلکہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بے پناہ اور شدید محبت و الفت ہے کہ جسے اُٹوٹ محبت کہیں۔
حضرت غوث الثقلین غوث الاعظم کا مقام و مرتبہ اہل نظر سے مخفی نہیں آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت اور روحانیت کبریٰ کے حوالہ سے ایک حیرت انگیز واقعہ پیش خدمت ہے:

”اس واقعہ کے راوی حضرت شیخ ابوالحسن علی بن الہیثمی رضی اللہ عنہ ہیں وہ بیان کرتے ہیں: ایک دن حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے میں اور شیخ بقا بن بطو بھی آپ کے ہمراہ تھے جیسے ہی سیدنا غوث پاک روضہ پاک کے اندر داخل ہوئے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک شق ہو گئی اور وہ زندوں کی طرح باہر تشریف لائے اور غوث الثقلین کو اپنے سینے سے لگایا اور انہیں خلعت فاخرہ پہنایا اور ارشاد فرمایا کہ ”علم شریعت اور طریقت میں ہم آپ کے محتاج ہیں۔“

(بہجہ الاسرار)

حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ نے خصوصیت سے حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہ کے شہر بغداد شریف کا ذکر فرمایا ہے کہ اسی شہر بابرکت میں وہ ہستی پاک و کامل ہے جن کے ہجر و فراق کے گھاؤ میرے دل پر لگے ہیں کہ وہ محبوب رعنا اسی شہر حسین میں جلوہ افروز ہیں (گو ظاہر بینوں کی آنکھ نہ بھی دیکھ پائے تو کیا) یہی وہ شہر بغداد ہے جس میں میرے درد کا درماں میرے غم کا چارہ ہے اسی شہر میں وہ مقصود دل و جان و ایمان ہے جس کی جدائی کے کارن میرا یہ جسم اور دل درزی کے کٹے ہوئے کپڑوں کے پرزوں کی مثل ہے اب تو اپنے محبوب (غوث الاعظم) کی چاہت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور جدائی میں انہی چیتھڑوں کی کفنی بنا کر اپنے گلے میں پہنوں اور شہر محبوب بغداد شریف کی گلیوں میں بھیک مانگنے والے فقیروں کے سنگ مل کر ”میراں میراں“ کی صدائیں لگاتے ہوئے دیدار کی بھیک مانگوں۔



ب بسم اللہ اسم اللہ ذا ایہہ بھی کہتاں بھارا ہو
نال شفاعت سرورِ عالم چٹھسی عالم سارا ہو
حدوں بے حد درود نبی نوں جیندا ایڈ پیارا ہو
میں قربان تنہاں توں باہو جہاں ملیا نبی سوہارا ہو
ترجمہ: بسم اللہ (بھی) اللہ (رحمن و رحیم) کا اسم اعظم ہے اور یہ (مومن کے لیے) بہت قیمتی زیور ہے۔

حضور شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی سے سب (اہل ایمان) کی خلاصی (بخشش) ہوگی۔

بے حد و حساب درود (و سلام) ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر جنہیں اللہ (قادر و قدیر) نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

اے باہو! میں ان عارفین، کاملین اور صادقین کے قربان ہاؤں جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا شرف حاصل ہو۔

تشریح: ”بسم اللہ“ اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ“ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم

اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی ہی اتنا فاصلہ ہے۔“

(فضائل قرآن ص ۱۳۶ بحوالہ کنز العمال ج ۱ بحوالہ الجامع از خطیب ابن نجار و درمنثور ج ۱ تفسیر

ابوحاتم، مستدرک حاکم، شعب الایمان بیہقی، فضائل ابوذر ہروی و تاریخ بغدادی)

”مروی ہے کہ فرعون نے اپنے دعویٰ الہیت سے پہلے ایک محل بنایا تھا اور اس کے باہری دروازہ پر ”بِسْمِ اللّٰهِ“ لکھنے کا حکم دیا تھا پھر جب اس نے الہیت کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اللہ واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی، لیکن آپ علیہ السلام نے اُس میں ہدایت و اصلاح کا اثر نہ دیکھ کر بارگاہ الہی میں عرض کی:

الہی! میں بار بار اس کو تیری طرف بلاتا ہوں اور اس میں مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! شاید تم اسے ہلاک کر دینا چاہتے ہو، تم اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے دروازہ پر لکھ رکھا ہے۔

(تفسیر کبیر از امام رازی رحمۃ اللہ علیہ)

”حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے اٹل وقت انہوں نے ”بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِبًا وَمُرْمًى“ پڑھا اور ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے نصف حصہ صرف ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کی برکت سے انہیں تجات ملی۔“ (ایضاً)

”عمرہ فرغانیہ جو ایک بہت بڑی صوفیہ تھیں ان سے پوچھا گیا: اس میں کیا حکمت ہے کہ جنبی اور حائضہ کو قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھنے کی اجازت ہے؟

انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ“ نام حبیب کا ذکر ہے اور حبیب کو حبیب سے منع نہیں کیا جاتا۔“ (فضائل قرآن بحوالہ ایضاً)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ جس نے اسم اللہ (اللہم) زبان سے ادا کیا اس نے اللہ رب العزت کے تمام صفاتی ناموں کی برکت حاصل کر لی۔

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”عارف کی ”بسم اللہ“ اللہ عزوجل کے ”مُکُنَّ“ کی طرح ہے۔“ (ہیچہ ۱۱ سرار)

بے شک حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ کا فرمان حق ہے کہ بسم اللہ اسم اللہ ہے۔ اس اسم اعظم کے فیوض و برکات بے بہا اور ان گنت ہیں، حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ ذی شان ہے:

”ہر دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے۔“

اور بسم اللہ نہایت قیمتی زیور ہے جو اہل ایمان کے حسن ایمان میں اضافہ کا باعث ہے۔

حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں:

آنچه خوانی از اسم اللہ بخواں

اسم اللہ باتو ماند جاوداں

”اللہ تعالیٰ کا اسم مبارکہ ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا (اس لیے) جو کچھ تو

پڑھنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کے (اسم) نام سے پڑھے۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اسم اللہ کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ تمام

جہان (مراد اہل ایمان ہیں) حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی سے

نجات پائے گا یعنی صرف عقیدہ توحید باعثِ مغفرت نہیں۔

ممکن ہے اپنی عبادت پر متکبر بعض عابدوں، زاہدوں، اپنے تئیں متقی و پرہیزگار

سمجھنے والوں کا گمان یہ ہو کہ وہ محض اپنے نیک اعمال کی بناء پر مغفرت پا جائیں گے

لیکن کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کے بظاہر نیک اعمال کی حقیقت کیا ہے؟ اور کون

یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کے اعمال بارگاہ رب العزت میں قبول کر لیے جائیں گے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال قبول کرنے کی بجائے ان کے مونہوں پر دے مارے (معاذ اللہ)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے لوگ موجود ہیں جو صرف عقیدہ توحید ہی پر زور دیتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ آپ علیہ السلام کے متعلق انتہائی توہین آمیز اور گستاخانہ عقائد رکھتے ہیں یہ لوگ قرآن پاک میں آیات شفاعت اور احادیث شفاعت کے بھی منکر ہیں جب کہ حقیقت یہی ہے کہ تمام صاحب ایمان نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی سے نجات پائیں گے (انشاء اللہ) اور جو آپ کے شفیع ہونے کا انکار کرے وہی ظالم و شقی ہے۔

”روزِ محشر سب اولین و آخرین تلاشِ شفیع میں ہوں گے اور ہر دروازہ پر یہی آواز سنیں گے: ”اِذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي“ شفاعت کے لیے کسی اور کے پاس جاؤ آخر میں لوگ شفاعت کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے وہ بھی اپنی بے بسی ظاہر کریں گے کہ آج مجھے تو طاقت لب کشائی نہیں، لیکن تمہیں ایک بارگاہ مقدس کی خبر دیتا ہوں جہاں حاضر ہونے والا کبھی محروم نہیں رہتا اور وہ حبیبِ خدا رحمتہ الغلیمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ہے چنانچہ سب کے سب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں گے۔

اس وقت رسول اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ”مقام محمود“ کے منصب رفیع پر متمکن ہو کر ”اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا“ (شفاعت کے لیے میں ہوں) کا مژدہ سنائیں گے، عرشِ عظیم کے قریب پہنچ کر درگاہ ایزدی میں حمد و ثناء کریں گے اور سجدہ ریز ہوں گے ادھر سے ندا آئے گی: ”يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ“ (اے پیکرِ خوبی و زیبائی!) اپنا سر اقدس اٹھاؤ عرض کرو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تمہاری کی بات سنی جائے گی، تم سوال کرتے جاؤ، ہم عطاء کرتے جائیں گے، تم گناہگاروں کی شفاعت کرتے جاؤ، ہم قبول کرتے جائیں گے۔

ٹوٹ جائیں گے گناہگاروں کے فوراً قید و بند

حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

(شفاعتِ مصطفیٰ اور مقامِ محمود)

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت سب لوگ اکٹھے ہوں گے: ”فا کون انا وامتی علی قل“ تو میں اور میری امت ایک ٹیلے (مقامِ رفیع) پر ہوں گے اور میرا رب مجھے سبز حِلّہ پہنائے گا پھر مجھے اذنِ ”شفاعت“ مل جائے گا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہے گا میں بارگاہِ رب العزت میں عرض کروں گا: پس یہی مقامِ مقامِ محمود ہے۔“

(شفاعتِ مصطفیٰ اور مقامِ محمود بحوالہ تفسیر مظہری الشفاء)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لاشفع يوم القيامة لاكثر مما على وجه الارض من حجر
وشجر۔

”میں روزِ قیامت زمین کے پتھروں اور درختوں سے بھی زیادہ انسانوں کی شفاعت کروں گا۔“

(شفاعتِ مصطفیٰ اور مقامِ محمود بحوالہ کنز العمال، سیرۃ حلبیہ، احیاء علوم الدین، جامع صغیر)

علمائے حق نے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع محشر ہونے پر بہت کچھ ارقام فرمایا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی فضیلت و اہمیت پر بھی بے شمار کتب تصنیف فرمائی ہیں، حکم باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّسَلِّمًا (الاحزاب: ۵۶)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے

(نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس

میں ہدیہ درود (وسلام) پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”حدوں بے حد درود نبی

نوں“ یعنی جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود پاک (مراد

درود وسلام ہے دونوں ہی ہوں جیسا حکم الہی کی مکمل تعمیل ہوتی ہے) کی ایسی کثرت

کہ بے عدد و آن گنت ہو۔

بے شک یہ امت گناہگار کے غم خوار و یار و مددگار نبی کا حق ہے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر بے حد و بے حساب درود وسلام بھیجا جائے۔

حضرت امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے:

”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کی عظمت اور شرف کا اظہار فرمایا گیا ہے اور آپ کی رفعت شان کا بیان ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ اے ایمان والو! تم بھی اس بات کی کوشش کرو کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی برتری کو بیان کیا جائے تمہارے لیے یہ بات زیادہ

بہتر ہے اور کہو: ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ (وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)“ اور کہو ”السَّلَامُ

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ پھر کہا: ان احکام پر عمل کرو اور فرمانبردار بن جاؤ یہ آیت فی

الجملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر صلوٰۃ وسلام کے وجوب پر دلالت کرتی

ہے چنانچہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیا جائے آپ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی ذات والا صفات پر درود پاک پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔

(افضل الصلوٰۃ علی سید السادات)

درود وسلام کے فضائل و برکات اس قدر ہیں کہ انہیں احاطہ تحریر میں لانا انتہائی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کٹھن و دشوار ہے درود و سلام کی فضیلت پر جہاں حکم ربانی موجود ہے وہاں کثیر احادیث بھی شاہد عادل ہیں اور بزرگوں کی اس موضوع پر متعدد تصانیف و فرمودات ہیں درود و سلام بھیجتے کی سعادت کا نصیب ہونا بندے کے لیے بہت بڑی خوش قسمتی ہے ورنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے اور اس عمل خیر میں شامل ہونے کے لیے ایمان والوں کو حکم دینا اہل ایمان کے لیے باعث حصول رحمت و نجات ہے۔

”غوث الزمان بحر العرفان سیدنا شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سخاوی اور انہوں نے علامہ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ آپ کی خصوصیات میں سے ہے دوسرے انبیاء کو یہ بات حاصل نہیں جہاں تک علم کا تعلق ہے قرآن پاک اور دوسری کتابوں میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے پیغمبر کے لیے موجود نہیں یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے جس کے ساتھ انبیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو مختص کیا ہے۔“

”ابو عثمان الواعظ امام سہل بن محمد بن سلیمان (رحمۃ اللہ علیہم) سے بیان کرتے ہیں کہ شرف جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“ (الآیہ) کے ساتھ مشرف فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے انہیں سجدہ کرنے کے حکم سے زیادہ اہم اور جامع ہے کیونکہ یہ جائز نہیں کہ اس شرف میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ شریک ہو دوسری طرف خود اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے اور درود پڑھنے میں شریک ملائکہ ہوئی پھر آپ پر فرشتوں کے صلوٰۃ پڑھنے کی خبر دی ہے

Click For More Books

وہ شرف جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے صادر ہو وہ اُس شرف سے زیادہ بلیغ ہے جس کے ساتھ صرف ملائکہ مختص ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ نہ ہو۔ (افضل الصلوٰۃ علی سید السادات)

اس کائنات کی وسعتوں کا شمار کرنا کسی بھی انسان کے لیے ممکن نہیں اس کے متعلق اللہ و رسول اعلم!

حدیث قدسی ہے: ”لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ أَفْلَاكَ“ اے حبیب! اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔

پس حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی خاطر کائنات تخلیق کی ”عالمین“ یعنی اٹھارہ ہزار عالم کو وجود بخشا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کے لیے سراپا رحمت بنایا آپ کے دامن رحمت کی وسعت کی انتہاء کیا ہے؟ کون جانے؟ اگر پوری کائنات آپ کے دامن رحمت میں سما جائے تو کیا عجب؟

تو یہ طے شدہ بات ہے کہ سب کچھ آپ ہی کے صدقہ میں ہے سب کی جائے پناہ و عافیت آپ ہی کا دامن رحمت ہے آپ ہی کے درِ اقدس سے من کی مرادیں ملتی ہیں سب آپ ہی کے در کا صدقہ کھا رہے ہیں۔

حدیث پاک ہے:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي

”اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔“

اے باحو! میں ان (خوش نصیبوں) کے قربان جاؤں جنہیں عزت و عظمت و رحمت و برکت والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب و حضوری کا شرف حاصل ہے۔ انسان اس دنیا کی دل فریبیوں اور رعنائیوں میں اس طرح کھو جاتا ہے کہ اس کے لیے اخلاص نیت کے ساتھ محنت و مشقت مجاہدہ و ریاضت کر کے نفس و شیطان پر حاوی ہو کر قرب و حضوری کی منزل تک پہنچنا بہت دشوار ہے لیکن جن اللہ والوں نے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس راستے میں آنے والی نفسانی و شیطانی مشکلوں اور رکاوٹوں پر قابو پالیا، نفس و شیطان و دنیا جیسے دشمنوں کو زیر کر لیا بالآخر وہی منزلِ مراد کو پہنچے۔



پ پڑھ پڑھ عالم کرن تکبر حافظ کرن وڈیائی ہو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے وتن کتاباں چائی ہو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی ہو
دوہیں جہانیں سوئی مٹھے باہو جہاں کھادی وچ کمائی ہو
ترجمہ: (بعض) علماء علم پڑھ کر متکبر ہو جاتے ہیں اور (بعض) حافظ حفظ قرآن کے بعد خود ستائشی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

یہ بے چارے کتابیں اٹھائے گلی گلی (گھومتے) پھرتے ہیں۔
جہاں کھانے پینے کا لذیذ اور وافر سامان دیکھا وہاں (بہت اچھی طرح سے) اور زیادہ کلام (الہی) پڑھتے ہیں۔

اے باہو! جنہوں نے دنیاوی فائدے کی خاطر (اپنے علم و عمل و خودی کو) بیچ ڈالا ان کے لیے دونوں جہان میں خسار ہے۔

تشریح: یہ چیز تو عام مشاہدہ میں آتی ہے کہ بعض لوگ دینی تعلیم حاصل کر کے عالم تو کہلا لیتے ہیں لیکن یہ سب بغیر عرفانِ حق کے صرف ظاہری علوم کے حصول تک ہی محدود رہتا ہے اور ظاہری علوم حاصل کر کے یہ لوگ بہت متکبر ہو جاتے ہیں اور بجائے اس کے کہ خود عمل کریں اور اپنے علم و عمل سے دوسروں کو فیض یاب کریں یہ مخالف راہ پر چل پڑتے ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے ہی ”بے چارے“ ظاہر دار ریاکار جنہوں نے علم پڑھا، قرآن پاک حفظ کیا، خود کو عالم و حافظ کہلوا یا، پھر علم دین و حفظ قرآن کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا اور اپنی اہمیت و فضیلت ظاہر کرنے کی خاطر گلی گلی گویا سر پر

کتابیں لادے پھر رہے ہیں کہ لوگ ان کی عزت و توقیر کریں لیکن حقیقی عزت و توقیر تو اصل میں ان کے لیے ہے جنہوں نے یہ سب کچھ خالصتاً لوجہ اللہ کیا ہو نہ کہ دنیا کمانے کے لیے۔

یوں ہی بعض حفاظ قرآن حفظ کرنے کے بعد خود کو بلند رتبہ ظاہر کرنے کے لیے خود ستائشی اور غرور میں مبتلا ہو کر اپنی برتری کا پرچار کرتے ہیں اور یہ بات بھی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں کہ ایسے لوگ جہاں کھانے پینے کا وافر اور لذیذ سامان دیکھتے ہیں اور جہاں انہیں زیادہ مالی منفعت کی امید ہوتی ہے وہاں کلام الہی زیادہ اور بہت خوبی کے ساتھ پڑھتے ہیں خصوصاً صاحبانِ اقتدار و ثروت کے ہاں۔ قرآن مجید تو نور ہے نورِ مبین ہے نصیحت ہے ذکر ہے سامانِ نجات ہے صراطِ مستقیم ہے رہبر و رہنما ہے ہر چھوٹی بڑی شے کو محیط اور ہر تر و خشک کا بیان ہے بڑا ذیشان ہے۔

حفظ قرآن اگر لوگوں کو مرعوب کرنے کے لیے ہے تو یہ عمل باعثِ ہلاکت ہے اچھے اعمال و افعال تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لیے ہونے چاہئیں ناکہ انہیں جلبِ زر اور دوسروں کو متاثر کرنے کا ذریعہ بنالیا جائے۔

خود کو برتر و صاحبِ فضیلت ظاہر کرنے والے ریاکار حافظ و قاری کلام اللہ کی عظمتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں اسی لیے اس کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں اور معمولی دنیاوی نفع پر راضی ہو جاتے ہیں۔

حدیث شریف: ”الریاء اشد من الکفر“

ریا کفر سے بھی سخت ہے۔

اے باھوا! جنہوں نے اپنے علم و فضل و عزت نفس کی سعادتوں کو ریا اور طمع کی خاطر بیچ کر اپنی ساد دنیاوی فائدہ حاصل کر لیا انہوں نے اپنی دنیا و آخرت دونوں کو خراب کر لیا۔ ارشادِ رب العزت ہے:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا .

”اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔“



پ پیر ملیاں جے پیڑ نہ جاوے اس نوں پیر کی دھرناں ہو

مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کی کرناں ہو

جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کی پھڑناں ہو

جے سردتیاں حق حاصل ہووے باہو اس موتوں کی ڈرناں ہو

ترجمہ: پیر تو مل جائے لیکن (دل کا) درد و الم نہ جائے (نہ زنگار

اترے) ایسے کو پیر ماننے کی کیا ضرورت۔

مرشد مل جائے اور دل کو آرام و سکون و اطمینان نہ ملے ایسے

(ناقص) مرشد کو کیا کرنا۔

جس ہادی سے ہدایت حاصل نہ ہو ایسے (نام نہاد ہادی) کا ہاتھ تھامنے

کی کیا ضرورت۔

اے باہو! اگر جان قربان کرنے سے حق حاصل ہو جائے تو پھر ایسی

موت کا خوف کیوں کریں۔

تشریح: حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

کامل پیر تو وہی ہے جو مرید کے درد و غم کا درماں کرے اپنی روحانی باطنی قوتوں

سے اسے ظلمت سے روشنی کی طرف لے جائے اس کے لیے راہِ حق پر چلنے میں جو

دشواریاں اور تکالیف ہیں انہیں دور کر دے اس کی مشکلات کو آسانیوں میں اس کی

کلفتوں کو راحتوں میں بدل دے اس کے دل سے غفلتوں کا زنگار دور کر دے اگر وہ

ایسا کرنے کی اہلیت سے محروم ہے تو ایسے شخص کو پیر بنانے کی کیا ضرورت ہے اور اگر

مرشد تو مل جائے لیکن دل کے روگ نہ جائیں نہ دل کو آرام و سکون ملے نہ چین

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

واطمینان نصیب ہونہ روحانی امراض سے شفا یابی ہونہ وہ نفس و شیطان کی قید سے رہائی دلا سکے نہ جان و ایمان کی دشمن دنیا کے مکرو فریب سے بچا سکے نہ تزکیہ نفس کر سکے نہ خود باطنی طاقت رکھتا ہونہ مرید و طالب کی باطنی تربیت کر سکتا ہو نہ خود اسے حضورِ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہونہ مرید و طالب کو حضوریِ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کرا سکتا ہو۔

نہ اسرارِ الہی کی معرفت رکھتا ہو تو پھر ایسے مرشد کو کیا کرنا ہے؟

اور جس ہادی سے ہدایت ہی حاصل نہ ہو بندہ ہدایت کے فیوض و برکات سے محروم ہی رہے راہِ ضلالت پر گامزن تھا اسی راہ کا مسافر رہے یعنی ہادی ملنے کے باوجود گمراہی میں پڑا رہے معاصی کی تیرگیوں میں بھٹکتا پھرے نفس و شیطان کے جالوں اور چالوں ہی کا اسیر رہے تو ایسے نام نہاد بے فیض ہادی کا ہاتھ تھامنے کی کیا ضرورت ہے۔

اے باہو! اگر جان قربان کرنے سے طالبِ حق کو حق یعنی اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جائے تو ایسی موت کا کیا خوف یہی تو ”فوزِ عظیم“ ہے۔



چہل حدیث صحیحہ

مرتبہ شیخ ابوسعید احمد بن حسین طوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس حدیثیں اسناد صحیح سے فقراء و صوفیاء کی فضیلت کے متعلق جمع کی ہیں تاکہ یاد کرنے والوں کو سہولت اور آسانی ہو جائے۔

پہلی حدیث کے راوی ابوسعید عبد اللہ بن محمد بن احمد فقری ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث شیخ ابوبکر احمد بن عبد اللہ نصیری نے ابوسلم بن علی الرازی سے انہوں نے ابن نصر محمد بن یوسف بن یعقوب النخعی سے انہوں نے عبد المؤمن خلف ابن سعید سے انہوں نے محی الدین المعفاد سے انہوں نے وہب بن جعفر بن عمر سے انہوں نے جہان بن مروان الجمعی سے انہوں نے حارث بن نعمان سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے انس بن مالک سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حدیث نمبر ۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيَّ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ يَمْوَسِي أَنَّ عِبَادِي لَوْ سَأَلُوا فِي الْجَنَّةِ يَخْلُدُوا فِيهَا لَا عَظِيمَتُهُمْ وَلَوْ سَأَلُونِي عِلَاقَةً سَوِطٍ مِنَ الدُّنْيَا فَذَلِكَ هَيِّنٌ عَلَيَّ وَلَكِنْ أُرِيدُ أَنَّ الْآخِرَةَ لَهُمْ خَيْرٌ وَالْآخِرَةُ مِنْ كَرَامَتِي وَرَجَمَتِي مِنَ الدُّنْيَا كَمَا يَرْحِمُ الرَّاعِي غَنَمَهُ مِنْ مَرَاءِ السُّوءِ وَالْفُقَرَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْغَنِيَاءِ وَإِنْ مَالَتْنِي ضَاعَتْ عَلَيَّ وَإِنْ رَحِمْتَنِي لَمْ يَسْعَهُمْ وَلَمْ يَأْكُرْ ضُتُّ لِلْفُقَرَاءِ فِي مَالٍ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الْأَغْنِيَاءَ مَا يَسْعَهُمْ أَنِّي لَا أَنْظُرُ إِلَى الْأَغْنِيَاءَ كَيْفَ . مَسَاعَتْهُمْ
فِي مَا فَرَضْتُ عَلَيْهِمْ فِي الْفُقَرَاءِ فِي أَعْمَالِهِمْ يَا مُوسَى إِنْ
فَعَلَمَ ذَلِكَ أَتَمَمْتُ عَلَيْهِمْ نِعْمَتِي وَضَاعَفْتُ لَهُمُ الْحَسَنَةَ فِي
الدُّنْيَا لِلْوَاحِدَةِ مِنْ عَشْرِ أَمْثَالِهَا يُمُوسَى إِنْ ذَكَرَ أَهْلَ الْغِنَى
أَهْلَ الْفَقْرِ وَأَهْلَ الْكُفَّةِ أَهْلَ الضُّعْفِ وَأَهْلَ الْعَافِيَةِ أَهْلَ الْبَلَاءِ
أَتَمَمْتُ عَلَيْهِمْ نِعْمَتِي وَضَاعَفْتُ لَهُمُ الْحَسَنَاتِ لِلْوَاحِدَةِ
عَشْرُ أَمْثَالِهَا يُمُوسَى كُنْ فِي الشَّدَّةِ صَاحِبًا وَفِي الْوَحْدَةِ
مُؤْنِسًا وَأَطِيعْ فِي لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی کی
کہ اے موسیٰ اگر میرے بندے مجھ سے بہشت کا سوال کریں گے تاکہ
وہ اس میں ہمیشہ رہیں سبھی تو بیشک میں ان کو بہشت ہی عطاء کروں گا
اگر دنیا کی درخواست کریں گے تو گو دنیا کا عطا کرنا میرے لیے بہشت
کے عطا کرنے سے زیادہ آسان کام ہے لیکن میری مرضی یہ ہے کہ وہ
آخرت کے طلبگار بنیں کیونکہ آخرت ان کے لیے بہترین چیز ہے نیز
آخرت میرے خاص عطیات میں سے ہے میں لوگوں پر رحم کر کے ان کو
دنیا سے اس طرح بچاتا ہوں جیسے گذریا اپنے ریوڑ پر رحم کرتا ہوا اس کو ہر
بری اور موذی چیز سے بچاتا ہے اور غریب لوگ مجھے امیروں سے زیادہ
پسند ہیں امیروں نے میرا روحانی دسترخوان ضائع کر دیا ہے اور میری
خاص رحمت سے یہ لوگ محروم ہیں لیکن میں نے امیروں اور دولت
مندوں کے مال میں غریبوں کے حصے بھی مقرر کر رکھے ہیں تاکہ میں
دیکھوں کہ غرباء کے جو حصے امراء کے مال میں مقرر ہیں وہ حصے ان
بچاروں کو بھی دیتے ہیں یا خود ہی سارا مال چٹ کر جاتے ہیں •

اے موسیٰ! اگر دولت مند لوگ غریبوں اور محتاجوں کے حصے ادا کر دیا کریں گے تو میں ان پر پورے طور پر انعام کروں گا (دولت و عزت اور بڑھادوں گا) اور دنیا میں ہی ان کو ایک کے عوض دس عطا کروں گا
اے موسیٰ! اگر امیر لوگ غریبوں کو اور خوش حال لوگ خستہ حالوں کو اور تندرست لوگ بیماروں اور مصیبت زدوں کو بھولیں گے نہیں تو میں ان کو ایک کے بدلے دس گنا عطا کروں گا اور ان پر مکمل طور پر اپنا فضل و کرم کروں گا

اے موسیٰ! مصیبت میں لوگوں کا ساتھی اور تنہائی میں لوگوں کا غم خوار بن اور شب و روز بھوکوں کو کھانا کھلایا کر۔

حدیث ۲: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَادْنُو مِنْهُمْ لَا تَنْهَمُ جَلَسَاءُ اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ .

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز کی ایک کنجی ہوتی ہے اور بہشت کی کنجی فقراء اور مساکین کی محبت ہے ان لوگوں کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ قیامت کے روز یہ لوگ خدا تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

حدیث ۳: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ يَا أَبَا ذَرٍّ الْفُقَرَاءُ ضَحْكُهُمْ عِبَادَةٌ وَمِزْحُهُمْ تَسْبِيحٌ وَتَوَمُّهُمُ صَلَاقَةٌ يَنْظُرُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِمْ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مِائَةِ مَرَّةٍ وَمَنْ يَمْشِيَ إِلَى فَقِيرٍ سَبْعِينَ خَطْوَةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ سَبْعِينَ حَبَّةً مَقْبُولَةً وَمَنْ يُطْعِمُهُمْ عِنْدَ كَثْرَةِ الْقَمَحِ كَانَ فِي ذَوْلِهِ نُورٌ يَوْمَ

الْقِيَمَةِ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! درویشوں کا ہنسنا بمنزلہ عبادت ان کا مذاق بمنزلہ تسبیح اور ان کا سونا بمنزلہ خیرات ہے، خدا تعالیٰ ہر روز درویشوں کی طرف تین سو مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے۔ جو شخص کسی درویش کے پاس ستر قدم چل کر جائے خدا تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کے لیے ستر مقبول حج (اس کے نامہ اعمال میں) لکھ دیتا ہے اور جو شخص درویشوں کو گھبراہٹ اور مصیبت کے وقت کھانا کھلا دے اس کی دولت میں قیامت کے دن ایک نور چمکے گا۔

حدیث ۴: اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَجْمَعُ اللَّهُ الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ فَيَقُولُ لَهُمْ تَصَفَّعُوا بوجوه فكل من اطعمكم لقمة او سقاكم شربة او كساكم خرقه اورد عنكم غمة في دار الدنيا فخذوه بيده وادخلوه الجنة .

ترجمہ: جب قیامت برپا ہوگی تو خدائے ذوالجلال درویشوں اور مسکینوں کو اکٹھا کر کے ان سے ارشاد فرمائے گا کہ خوں کو تلاش کر لو جنہوں نے تم کو دنیا میں کھانا کھلایا یا پانی پلایا یا کپڑا پہنایا یا تمہاری انہوں نے کوئی اور تکلیف دور کی ان کو تم ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

حدیث ۵: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ اتَّخَذُوا يَدِي الْفُقَرَاءِ قَبْلَ أَنْ تَفْنِيَ دَوْلَتُكُمْ .

ترجمہ: جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی دولت فنا ہو جانے سے پیشتر درویشوں کی دھگیری اور مدد کرو۔

حدیث ۶: حُبُّ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ مِنْ اخْلَاقِ الْمُرْسَلِينَ

Click For More Books

وَمَجَالَسَتَهُمْ مِنْ أَخْلَاقِ الْمُتَّقِينَ وَضَرَارُهُمْ مِنْ أَخْلَاقِ
الْمُنَافِقِينَ .

ترجمہ: غریبوں اور مسکینوں سے محبت کرنا پیغمبروں کی عادت ہے اور ان
کی ہم نشینی پرہیزگاروں کی خصلت ہے اور ان کو ایذا پہنچانا منافقوں کی
عادت ہے۔

حدیث ۷: يَا بِلَالُ عِشْ فَقِيرًا وَلَا تَعِشْ غَنِيًّا قَالَ بِلَالٌ مَنْ لِي
ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُوَ ذَلِكَ وَالْأَلَا
فِي النَّارِ .

ترجمہ: اے بلال غریبانہ زندگی بسر کرنا، امیرانہ (متکبرانہ) زندگی بسر نہ
کرنا، حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ایسا
شخص میرا ہم مذہب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں
ایسا شخص تیرا ہم مذہب ہے ورنہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

حدیث ۸: إِنَّهُ قَالَ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ أَيُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِحُبِّ الْفُقَرَاءِ .

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت یا ایہا الذین ایمنوا اتقوا اللہ
مسلما نوا! تم اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش
کرو) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں فقراء کی محبت کا
وسیلہ تلاش کرو۔

حدیث ۹: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ مِنْ أُمَّتِي قَبْلَ الْغَنِيَاءِ بِنِصْفِ
يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ .

ترجمہ: میری امت کے غریب لوگ میروں سے آدھا دن پہلے بہشت
میں داخل ہوں گے وہ آدھا دن مانچ سو سال کے برابر ہوگا۔

Click For More Books

حدیث ۱۰: مَرْعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي بَعْضِ الصَّحَارَى فَرَأَى رَجُلًا
جَلَسَ لِعِبَادَةِ الصَّنَمِ فَكَسَرَهُ وَقَالَ لِلْوَتْنِيِّ قُمْ يَا عَبْدَ اللَّهِ
وَاعْبُدِ اللَّهَ الَّذِي هُوَ أَفْضَلُ مَا تَعْبُدُهُ قَالَ فَمَا صِفَتُهُ قَالَ هُوَ رَبُّ
الدُّنْيَا وَآهْلِهَا قَالَ عِيسَى فَفَهُمَ .

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جنگل سے گزرے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ
ایک شخص بت پرستی کر رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بت کو
توڑ ڈالا اور بت پرست سے فرمایا کہ اللہ کے بندے اٹھ اور اس خدائے
وحدہ لاشریک کی عبادت کیا کر جو تیرے (سابقہ) معبود سے بدرجہا
بڑھ کر ہے بت پرست بولا: اللہ میں کیا خصوصیت ہے جو اس بت میں
نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تمام دنیا کا مالک اور پروردگار ہے (اور
یہ بت مملوک ہے مملوک بھی ایسا کہ انسان بھی اس کو توڑ پھوڑ سکتا ہے)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ زبردست دلیل سن کر بت
پرست کو سمجھ آگئی وہ بت پرستی سے تائب ہو کر موحد بن گیا۔

حدیث ۱۱: اتَّخَذُوا يَادِي الْفُقَرَاءِ فَإِنَّ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ دَوْلَةً .
ترجمہ: لوگو! فقراء کی خدمت کیا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں دراصل وہی
لوگ دولت مند ہیں۔

حدیث ۱۲: يَا طَالِبَ الدُّنْيَا الْبِرَّ فَتَرِكَ الْبِرَّ اِنَّكَ
ترجمہ: اے دنیا دار! نیکی کیا کر کیونکہ نیکی نہ کرنا بڑا بھاری جرم ہے۔
حدیث ۱۳: مَنْ ارَادَ اَنْ يَجْلِسَ مَعَ اللَّهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ
التَّصَوُّفِ .

ترجمہ: جو شخص خدا تعالیٰ کا ہم نشین بننا چاہے اسے چاہیے کہ وہ درویشوں
اور اہل اللہ کی خدمت بابرکت میں بیٹھا کرے۔

حدیث ۱۴: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا عَائِشَةُ جَالِسِ الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ تُجَالِسُهُمْ فِي الْآخِرَةِ يَدْخُلُوا إِلَى الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَتَلْقَى مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ .

ترجمہ: جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! فقراء اور مساکین کی خدمت میں بیٹھا کرتا کہ قیامت میں بھی تو ان کی ہم نشین ہو کیونکہ قیامت میں ان کی ہر ایک دعا قبول ہوگی اور یہ لوگ (فقراء) بغیر حساب بہشت میں داخل ہوں گے اور تمہاری بھی قیامت میں ان سے ملاقات ہوگی۔

حدیث ۱۵: إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ بِخُمُسَةِ نَفَرٍ الْمَلَائِكَةِ وَالْمُجَاهِدِينَ وَالْفُقَرَاءِ وَالشُّهَدَاءِ وَرَجُلٍ يَبْكِي مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى خَلْوَةً .
ترجمہ: خدا تعالیٰ کی نظر رحمت پانچ قسم کے لوگوں پر ہے۔ (۱) فرشتوں پر (۲) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں پر (۳) شہداء پر (۴) فقراء اور درویشوں پر (۵) ان لوگوں پر جو تنہائی میں خدا تعالیٰ کے خوف سے روتے ہیں۔

حدیث ۱۶: لَا تَطْغَوْ فِي أَهْلِ التَّصَوُّفِ وَالْخِمَاقِ فَإِنَّ إِخْلَاقَهُمْ مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ وَلِبَاسُهُمْ لِبَاسُ الْأَتْقِيَاءِ .

ترجمہ: لوگو! تم درویشوں اور اہل اللہ کی خدمت میں سرکشی اور غرور نہ کیا کرو کیونکہ درویشوں کے اخلاق پیغمبروں کے سے اخلاق ہوتے ہیں اور ان کا لباس تقویٰ اور پرہیزگاری ہوتا ہے جس سے وہ با اخلاق ہونے کے باعث تمہیں کچھ کہنے کے نہیں لیکن تم ان کی گستاخی سے خدا تعالیٰ کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غضب کا نشانہ بن جاؤ گے۔

حدیث ۱۷: اِرْغِيُونِي دُعَاءِ اَهْلِ التَّصَوُّفِ فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ الْجُوعِ وَالْعَطَشِ فَاِنَّ اللَّهَ تَعَالٰی يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ فَيَسْرِعُ اِجَابَتَهُمْ ۔

ترجمہ: اللہ والوں کی دعا کے مشتاق رہو کیونکہ یہ لوگ بھوک اور پیاس پر صابر ہوتے ہیں اس لیے خدا تعالیٰ کی ان کی طرف خاص نظر ہوتی ہے اور ان کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

حدیث ۱۸: قَالَ اَسْهَلُ ابْنُ سَعِيدٍ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي عِلْمًا اِذَا اَنَا عَلِمْتُ بِهِ اَفْلَحْتُ قَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَاحِبِ النَّاسَ وَارْهَدْ فِي الدُّنْيَا بِحَبْلِ اللَّهِ تَعَالٰی وَارْهَدْ فِي النَّاسِ بِحَبْلِكَ النَّاسَ ۔

ترجمہ: حضرت اسہل بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا علم تعلیم کیجئے جس پر عمل کرنے سے میں نجات پا جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عزوجل کا خوف اپنے دل میں پیدا کر اور لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آیا کر اور دنیا سے بیزار ہو کر خدا تعالیٰ کی رسی یعنی اسلام کو مضبوط پکڑے رہ دنیا داروں سے متنفر رہ اور اللہ والوں سے محبت رکھ۔

حدیث ۱۹: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَقْرُ شَيْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَزَيْنٌ عِنْدَ اللَّهِ فِي الْقِيَمَةِ ۔

ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقر لوگوں کی نظروں میں تو ایک معیوب اور حقیر چیز ہے لیکن خدا کی بارگاہ میں قیامت کے دن اس کی بہت قدر ہوگی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حدیث ۲۰: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ مِنْ فَقِيرٍ فِي فَقْرِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً غَنِيٍّ فِي غِنَايِهِ وَرَكْعَتَانِ مِنَ الْغَنِيِّ الشَّاكِرِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا .

ترجمہ: جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فقیر کی دو رکعتیں فقر کی حالت میں غنی کی ستر رکعتوں سے خدا تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسند ہیں اور شکر گزار غنی (دولت مند) کی دو رکعتیں دنیا اور اس تمام اشیاء سے خدا کو زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث ۲۱: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وَمَنْ أَحَبَّ شَيْئًا فَهُوَ مَعَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ .

ترجمہ: جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھے گا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) جس چیز سے محبت رکھے گا قیامت میں اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

حدیث ۲۲: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَسِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلْخَادِمِ فِي خِدْمَةِ الْمُؤْمِنِ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ بِالنَّهَارِ وَالْقَائِمِ بِاللَّيْلِ وَمِثْلُ أَجْرِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ لَا تَرُدُّ دَعْوَتُهُمْ بِمِثْلِ أَجْرِ الْحَاجِّ وَمِثْلُ أَجْرِ الْمُبْتَلِ فُطُوْبِي لِلْخَادِمِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلِلْخَادِمِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَفَاعَتُهُ فِي النَّاسِ مِثْلَ غَنَمِ رَبِيعٍ وَمُضَرٍّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ الْخَادِمُ فَاجِرًا قَالَ يَا أَسُّ الْخَادِمِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ مُجْتَهِدٍ وَلِلْخَادِمِ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ يَخْلِعُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ .

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ مومن کامل یعنی ولی اللہ کے خادم کو صائم الدہر (ہمیشہ روزہ دار) اور قائم اللیل (شب بیدار) کے برابر اجر ملتا ہے نیز خادم اولیاء کو مجاہدین فی سبیل اللہ کا سا اجر ملتا ہے جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی نیز خادم ولی اللہ کو حاجیوں اور زاہدوں کے برابر ثواب ملتا ہے لہذا خادم اولیاء کو قیامت کے دن خوشخبری حاصل ہوگی نیز اس کی شفاعت گناہگاروں کے متعلق اتنی قبول ہوگی جتنی قبیلہ ربیع اور مضر کی بکریوں کی تعداد ہے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر خادم اولیاء گنہگار اور بدکار ہو تو بھی اس کو یہی اجر ملیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انس! خادم اولیاء خدا تعالیٰ کے ہاں ہزار ریاضت کش عابدوں سے بھی زیادہ افضل ہے نیز خادم اولیاء کو مخدوم کا اجر ملے گا اور جن لوگوں کے برابر خادم اولیاء کو ثواب اور اجر ملے گا ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

حدیث ۲۳: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَالَ أَفْضَلُ الْأَشْيَاءِ ثَلَاثَةٌ الْعِلْمُ وَالْفَقْرُ وَالنُّوْهُدُ .

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین چیزیں تمام اشیاء سے بہتر ہیں۔ (۱) علم (۲) فقر (۳) زہد و تقویٰ۔

حدیث ۲۴: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الْفَقْرُ قَالَ خَزَانَةٌ مِنْ خَزَائِنِ اللَّهِ تَعَالَى ثُمَّ قَالَ مَا الْفَقْرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَرَامَةٌ مِنْ كَرَامَاتِ اللَّهِ لَا يُعْطِيهِ اللَّهُ إِلَّا نَبِيًّا مُرْسَلًا وَوَلِيًّا مُخْلِصًا وَآجُرُ الْعَبْدِ الْكَرِيمِ تَحْلِي اللَّهُ تَعَالَى .

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض

کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فقر کیا چیز ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ فقر ایک خزانہ الہی ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور فقر کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقر کرامت الہی ہے جسے خدا تعالیٰ سوائے اولوالعزم پیغمبر اور مخلص ولی کے اور کسی کو عطا نہیں فرماتا اور ایسے باکرامت بندوں کا اجر خدا تعالیٰ ہی کے ذمے ہے۔

حدیث ۲۵: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامُ الْفُقَرَاءِ كَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى فَمَنْ يَتَهَاوَنَ بِكَلَامِهِمْ فَقَدْ تَهَاوَنَ بِكَلَامِهِمْ فَقَدْ تَهَاوَنَ بِكَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى وَعَادَى الْفُقَرَاءَ كَفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى إِيَّاهُمْ . ترجمہ: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اولیاء کا کلام گویا خدا کا کلام ہوتا ہے جو شخص ان کے کلام کی عزت نہ کرے اس نے گویا خدا کے کلام کی بے عزتی کی اور جو شخص فقراء سے عداوت رکھے گا خدا تعالیٰ ان کو اس کی شرارت اور عداوت سے بچالے گا۔

حدیث ۲۶: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ كَفَضْلِي عَلَى جَمِيعِ خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْفَقِيرُ هُوَ الَّذِي لَا يَعْلَمُ النَّاسُ بِمَوْتِهِ وَمَرَضِهِ .

ترجمہ: جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فقراء کی فضیلت دولت مندوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمام مخلوقات پر اور فقیر دراصل وہ ہے جو بیماری اور موت کے وقت بھی لوگوں کا واقف نہ بنے بلکہ اس وقت بھی کسی دوا اور ظاہری اسباب کی طرف متوجہ نہ ہو۔

حدیث ۲۷: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللَّهُ كُلَّ خَلْقٍ مِنْ طِينِ الْأَرْضِ وَخَلَقَ الْأَنْبِيَاءَ مِنْ طِينِ الْجَنَّةِ لَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ تَعَالَى، فَلْيَسْكُتُوا الْفُقَرَاءَ .

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ترجمہ: جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم نے تمام مخلوقات زمین کی مٹی سے پیدا کیں اور پیغمبروں کو بہشت کی مٹی سے پیدا کیا، جو شخص خدا تعالیٰ کا حقیقی بندہ بننا چاہے اسے چاہیے کہ فقراء اور درویشوں کی تعظیم و تکریم کیا کرے۔

حدیث ۲۷: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا غِنَاءَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ هُمُ الْفُقَرَاءُ وَلَوْ لَا الْفُقَرَاءُ هَلَكَ الْأَغْنِيَاءُ .

ترجمہ: جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولت مند لوگ دونوں جہان میں محتاج ہیں اگر فقراء نہ ہوتے تو مال دار تباہ اور برباد ہو جاتے۔

حدیث ۲۹: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ الْفُقَرَاءِ مَعَ الْأَغْنِيَاءِ كَمِثْلِ الْعَصَابِيدِ الْأَعْمَى .

ترجمہ: جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولت مند لوگ درویشوں کے اس طرح محتاج ہیں جیسے اندھا لکڑی کا محتاج ہوتا ہے۔

حدیث ۳۰: قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَكْرَمَ غَنِيًّا لِيَغْنَاهُ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَهَانَ فَقِيرًا لِفَقْرِهِ وَسَمِيَ فِي السَّمَوَاتِ عَدُوًّا لِلَّهِ وَعَدُوًّا لِلْأَنْبِيَاءِ وَلَا يَسْتَجَابُ دَعْوَتُهُ وَلَا يَقْضَىٰ لَهُ حَاجَتُهُ .

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مال دار کی اس کے مال کی وجہ سے تعظیم و تکریم کرے اس پر خدا کی لعنت برسی ہے اور جو شخص کسی فقیر کو اس کے فقر کے باعث حقیر سمجھے اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت بھی ہوتی ہے نیز آسمانوں میں اس کو خدا اور رسول کے دشمن کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی اور اس کی مرادیں بھی پوری نہیں ہوتیں۔

حدیث ۳۱: قَالَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَسْتَغْفِرُونَ لِلْفُقَرَاءِ وَيَشْفَعُونَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ شَفَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أَحْسَنَ حَالَهُ .

ترجمہ: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے فقراء کے لیے بخشش مانگتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے جس شخص کے فرشتے شفع بنیں بھلا وہ کیسا خوش حال شخص ہے۔

حدیث ۳۲: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَى الْفُقَرَاءِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مِائَةِ مَرَّةٍ فَيَغْفِرُ لَهُمْ بِكُلِّ نَظَرٍ سَبْعَ خَطِيئَاتٍ .

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ درویشوں کی طرف ہر روز پانچ سو دفعہ نظرِ رحمت فرماتا ہے ہر نظر میں سات سات گناہ معاف فرماتا ہے۔

حدیث ۳۳: الْفَقْرُ ذِلَّةٌ فِي الدُّنْيَا وَعِزَّةٌ فِي الْآخِرَةِ .

ترجمہ: گودنیا میں درویشی ایک حقیر چیز معلوم ہوتی ہے لیکن قیامت میں اس کی بے شمار قدر و منزلت ہوگی۔

حدیث ۳۴: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آذَى مُؤْمِنًا فَقِيرًا بِغَيْرِ حَقٍّ فَكَأَنَّمَا هَلَمَ الْكَعْبَةَ وَقَتَلَ أَلْفَ مَلِكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ .

ترجمہ: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی غریب مسلمان کو ناحق ستائے گا وہ ایسا گنہگار ہو جائے گا کہ گویا اس نے خانہ کعبہ کو گرایا اور ہزار مقرب فرشتوں کو قتل کیا۔

حدیث ۳۵: قَالَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ

Click For More Books

الْفَقِيرِ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى أَعْظَمُ مَنْ مَبْعَ سَمَوَاتٍ أَرْضِينَ وَالْجِبَالِ
وَمَا فِيهَا وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ .

ترجمہ: فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب مومن کی عزت خدا
تعالیٰ کی بارگاہ میں سات آسمانوں سات زمینوں پہاڑوں اور جو کچھ ان
میں ہے اور مقرب فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔

حدیث ۳۶: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَّةُ
أَبْوَابٍ سَبْعَةٌ مِنْهَا لِلْفُقَرَاءِ وَوَاحِدٌ لِلْأَغْنِيَاءِ .

ترجمہ: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں
جن میں سے سات دروازے غریبوں کے لیے اور ایک امیروں کے
لیے ہے۔

حدیث ۳۷: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى
هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالْعُلَمَاءِ وَالْفُقَرَاءِ فَالْعُلَمَاءُ وَرَثَتِي وَالْفُقَرَاءُ
أَحِبَّائِي .

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء ربانی اور فقراء کی
بدولت اللہ تعالیٰ کی اس امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خاص نظر
عمایت ہے کیونکہ علماء ربانی میرے وارث ہیں اور فقراء میرے
دوست۔

حدیث ۳۸: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرَاجُ الْأَغْنِيَاءِ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ .

ترجمہ: جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء کی محبت دنیا
اور آخرت میں مالداروں کے لیے بمنزلہ چراغ ہے۔

حدیث ۳۹: الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِنِّي .

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر میرا طریقہ ہے۔

حدیث ۴۰: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَقْرُ فَخْرِي

وَبِهِ افْتَخِرُ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .

ترجمہ: فرمایا فقر میرا فخر ہے، فقر کے ذریعے ہی میں تمام پیغمبروں پر فخر و

ناز کروں گا

فقر و فخری آں فقر حق فیض بر طالبان را برد با حق یک نظر

فقر میرا فخر ہے اور فقر سے مراد وہ فقر ہے جس کی بدولت فیض الہی

حاصل ہوتا ہے اور جس کی ایک نظر کیمیا اثر سے انسان وصال الہی کی

دولت سے سرفراز ہو جاتا ہے۔



مآخذ و مراجع

- کشف المحجوب سیدنا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
- مکاشفۃ القلوب حجتہ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ
- اسرار الاولیاء (ملفوظات) شیخ الاسلام خواجہ محمد فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- تصانیف حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
- مناقب سلطانی حضرت شیخ سلطان حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ
- سیرت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جناب علامہ محمد حبیب القادری مدظلہ
- سیرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ملک محمد اشرف صاحب نقشبندی قادری
- ہجۃ الاسرار امام ابوالحسن شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ
- نظام التوحید حضرت شاہ محمد پیر شاہ چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ
- شفاعت مصطفیٰ اور مقام محمود جناب وزیر احمد باروی
- نیز ”شرح ایات باہو“ جناب ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب اور ”شرح
ایات باہو“ جناب محمد علی چراغ بھی پیش نظر رہیں۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اوزنگ شای

گنج الاسرار

قتل بیدار

مناقب سلطانی

اسرار قادری

مجالس النبی

طرفہ العین

قرب التوحید

نور الہدی

کلید التوحید

سلوک صوفیہ و فقرہ مخفی

رسالہ روحی شرف

کلام ابانو

دیدار بخش

کشف الاسرار

محکم الفقر

امیر الکونین

عین الفقر

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

بাহو یاہو

شبیر برادرز

نویسہ سنٹر ہم اردو بازار لاہور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>